

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد اول

موضوع

باب نمبر

17	صحیح بخاری کے مطابق: صحابہؓ نے علم چھپا لیا۔ (نعوذ باللہ) قرآن کے مطابق: پیغام نبویؐ تمام لوگوں تک پہنچا دیا گیا۔	.1
20	صحیح بخاری کے مطابق: آواز یا بدبو نہ آئے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔	.2
23	صحیح بخاری کے مطابق: کتے کے جوٹھے پانی سے وضو درست۔ قرآن کے مطابق: پاک پانی سے وضو کرنا ضروری ہے۔	.3
25	صحیح بخاری کے مطابق: جنبی کو غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔ قرآن کے مطابق: جنبی کیلئے غسل کرنا فرض ہے۔	.4
30	صحیح بخاری کے مطابق: عورت، غسل کا طریقہ سکھانے کیلئے غیر مرد کے سامنے غسل کر سکتی ہے۔ قرآن کے مطابق: ستر کو ڈھانپنا مرد و عورت پر فرض ہے۔	.5
32	صحیح بخاری کا انبیاء کرام علیہم السلام کو شہوت پرست اور عورتوں کا شوقین ثابت کرنا۔ قرآن کے مطابق: انبیاء کی زندگی تمام انسانوں کیلئے نمونہ ہے۔	.6
35	صحیح بخاری کے مطابق: حالت حیض میں مباشرت کرنا سقّت ہے۔ قرآن کے مطابق: حالت حیض میں مجامعت کرنا منع ہے۔	.7
38	صحیح بخاری کے مطابق: اللہ انسان سے گناہ کرواتا ہے۔ قرآن کے مطابق: انسان اپنے گناہ کا خود ذمہ دار ہے۔	.8

41	صحیح بخاری کے مطابق: رحم کی آیت بکری کھا گئی۔ قرآن کے مطابق: قرآن محفوظ ہے۔	9.
51	صحیح بخاری کے مطابق: زنا حلال ہے۔ قرآن کے مطابق: زنا جرم ہے۔	10.
52	صحیح بخاری کے مطابق: روزے کی حالت میں بوسے دینا اور مباشرت کرنا سنت ہے۔ قرآن کے مطابق: دورانِ روزہ مجامعت منع ہے۔	11.
55	صحیح بخاری کے مطابق: عورتیں تنگی ہو کر نماز پڑھیں۔ قرآن کے مطابق: نماز کیلئے کپڑے پہننا ضروری ہیں۔	12.
57	صحیح بخاری کے مطابق: صحابہؓ گندے لوگ تھے اور ان سے بدبو آتی تھی۔ قرآن کے مطابق: صحابہؓ صاف ستھرے لوگ تھے۔	13.
58	صحیح بخاری کے مطابق: تصویر حرام ہے۔ قرآن کے مطابق: تصویر حرام نہیں۔	14.
64	صحیح بخاری کے مطابق: حضرت ابراہیم علیہ السلام جھوٹ بولتے تھے۔ قرآن کے مطابق: حضرت ابراہیمؑ سچے نبی تھے۔	15.
66	صحیح بخاری کے مطابق: عُزُل جائز ہے۔ قرآن کے مطابق: عُزُل ناجائز ہے۔	16.
69	صحیح بخاری کے مطابق: عورت کے پیچھے کے مقام (دُبُر) میں جماع کرنا درست ہے۔ قرآن کے مطابق: جماع کا مقام قبُل ہے۔	17.
73	صحیح بخاری کے مطابق: شیطان دوست ہے قرآن کے مطابق: شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔	18.

77	صحیح بخاری کے مطابق: بہتہ واپس لینا جائز ہے۔ صحیح بخاری کے مطابق: یہ کتوں کا کام ہے	19.
78	صحیح بخاری کے مطابق: صحابہؓ، حضور ﷺ کا حکم نہیں مانتے تھے۔ قرآن کے مطابق: صحابہؓ حضور ﷺ کا حکم مانتے تھے۔	20.
جلد دوم		
80	صحیح بخاری کے مطابق: صحابہؓ کے پاس مختلف قرآن تھے۔ قرآن کے مطابق: قرآن کا محافظ خود خدا ہے۔	21.
85	صحیح بخاری کے مطابق: اُمّ المؤمنینؓ اور صحابہؓ لالچی تھے۔ قرآن کے مطابق: یہ ہستیاں لالچی نہیں تھیں۔	22.
88	صحیح بخاری کے مطابق: صحابہؓ چور تھے۔ قرآن کے مطابق: یہ ہستیاں چور نہیں تھیں۔	23.
90	صحیح بخاری کے مطابق: گدھا حلال ہے۔	24.
95	صحیح بخاری کے مطابق: لوگوں تک قرآن مت پہنچاؤ۔ قرآن کے مطابق: قرآن کو تمام انسانوں تک پہنچا دو۔	25.
97	صحیح بخاری کے مطابق: مُر تد کی سزا قتل ہے۔ قرآن کے مطابق: دین میں کوئی جبر نہیں۔	26.
107	صحیح بخاری کے مطابق: نبی ظالم تھے۔ قرآن کے مطابق: انبیاء ظالم نہیں تھے۔	27.
109	صحیح بخاری کے مطابق: حضور ﷺ سحر زدہ تھے۔ قرآن کے مطابق: حضور ﷺ کو سحر زدہ کہنا کفار کا طریقہ ہے۔	28.

113	صحیح بخاری کے مطابق: حضور ﷺ کا حکم..... آپس میں لڑو۔ قرآن کے مطابق: حضور ﷺ پیار و محبت کی تعلیم دیتے تھے۔	29
115	آواگون	30
117	صحیح بخاری کے مطابق: کبھی کا جوس پیو۔	31
119	صحیح بخاری کے مطابق: بُتوں کو ہلاک کر دو۔	32
122	صحیح بخاری کے مطابق: جنت میں لغو گفتگو ہوگی۔ قرآن کے مطابق: جنت میں شائستہ گفتگو ہوگی۔	33
125	صحیح بخاری کے مطابق: گرگٹ کو مار دو۔	34
134	صحیح بخاری کے مطابق: اللہ نے موسیٰ کو مرد ثابت کرنے کیلئے ننگا کر دیا۔ قرآن کے مطابق: ایسا کوئی واقعہ سرے سے ہوا ہی نہیں۔	35
138	صحیح بخاری کے مطابق: موسیٰ نے فرشتے کو مٹا مارا۔	36
141	صحیح بخاری کے مطابق: حضور ﷺ کے انتقال کے بعد صحابہؓ مُرد ہو گئے تھے قرآن کے مطابق: صحابہؓ پکے مومن تھے	37
144	صحیح بخاری کے مطابق: عیسیٰؑ آسمان پر زندہ بیٹھے ہوئے ہیں قرآن کے مطابق: ادریسؑ بھی آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں؟	38
147	صحیح بخاری کے مطابق: سو (100) قتل کا انعام جنت ہے۔ قرآن کے مطابق: قتل، گناہِ کبیرہ ہے۔	39
150	صحیح بخاری کے مطابق: لاش جلانے سے مُردے کی بخشش ہو جاتی ہے۔ قرآن کے مطابق: اعمالِ صالحہ سے بخشش ہوتی ہے۔	40

153	صحیح بخاری کے مطابق: اہل حدیث کا قتل ثواب ہے۔ قرآن کے مطابق: کسی انسان کو ناحق قتل کرنا سخت جرم ہے۔	41.
155	صحیح بخاری کے مطابق: بھیڑیے اور بیل کی باتیں۔ قرآن کے مطابق: جانور عالم دین نہیں ہوتے۔	42.
157	صحیح بخاری کے مطابق: خلافت کیلئے صحابہؓ آپس میں لڑے۔ قرآن کے مطابق: صحابہؓ آپس میں رحمدل اور نرم ہوئے۔	43.
163	صحیح بخاری کے مطابق: قیافہ شناسی جائز ہے۔ قرآن کے مطابق: قیافہ شناسی ناجائز ہے۔	44.
165	صحیح بخاری کے مطابق: لڑکی کے نکاح کی عمر چھ (6) سال ہے۔ قرآن کے مطابق: نکاح کی عمر بلوغت ہے۔	45.
172	صحیح بخاری کے مطابق: صحابہؓ شراب پیتے تھے۔ قرآن کے مطابق: شراب حرام کر دی گئی ہے۔	46.
178	صحیح بخاری کے مطابق: گستاخی رسول کا جواز صحیح بخاری میں۔ قرآن کے مطابق: حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کفار کرتے تھے۔	47.
180	نو (9) یا چھ (6)	48.
182	صحیح بخاری کے مطابق: صحابہؓ کا جہاد سے فرار۔ قرآن کے مطابق: جہاد سے فرار، منافقین کا کام ہے۔	49.
186	صحیح بخاری کے مطابق: دُنیا قابلِ نفرت۔ قرآن کے مطابق: دُنیا قابلِ نفرت نہیں۔	50.

192	صحیح بخاری کے مطابق: قرآن کی بہت سی آیات منسوخ ہیں۔ قرآن کے مطابق: قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔	51
197	صحیح بخاری کے مطابق: صحابہؓ بہتان باز تھے۔ قرآن کے مطابق: صحابہؓ بہتان باز نہیں تھے۔	52
200	صحیح بخاری کے مطابق: مقامِ حدیث۔	53
203	صحیح بخاری کے مطابق: اعمالِ صالحہ کا نتیجہ جہنم ہے۔ قرآن کے مطابق: اعمالِ صالحہ کا نتیجہ جنت ہے۔	54
206	صحیح بخاری کے مطابق: صحابہؓ بھگڑا لو تھے۔ قرآن کے مطابق: صحابہؓ آپس میں رحمدل اور نرم ہوئے۔	55
209	صحیح بخاری کے مطابق: عورت کی حکمرانی ناجائز ہے۔ قرآن کے مطابق: عورت کی حکمرانی جائز ہے۔	56
214	صحیح بخاری کے مطابق: متعہ (زنا) جائز ہے۔ قرآن کے مطابق: متعہ (زنا) ناجائز ہے۔	57
217	صحیح بخاری کے مطابق: انسان کے کندھے پر خُدا نے ہاتھ رکھا۔ قرآن کے مطابق: خُدا کی کنہ و حقیقت کو انسان سمجھ ہی نہیں سکتا۔	58
219	صحیح بخاری کے مطابق: پرانی عورت کا بوسہ لینے کی سزا اور کعات نماز پڑھنا ہے۔ قرآن کے مطابق: مومن لغویات میں نہیں پڑتا۔	59
222	صحیح بخاری کے مطابق: عذاب کسی بُری جگہ کی نحوست کی وجہ سے آتا ہے۔ قرآن کے مطابق: عذاب، بُرے اعمال کی وجہ سے آتا ہے۔	60

229	صحیح بخاری کے مطابق: انبیاء کا انبیاء کی عیب جوئی کرنا۔ قرآن کے مطابق: انبیاء عیوب سے پاک ہوتے تھے۔	61
231	صحیح بخاری کے مطابق: سکیئہ کا نزول۔	62
237	صحیح بخاری کے مطابق: خُدا ابھی جہنم میں۔ قرآن کے مطابق: خُدا کی کونہ حقیقت کو انسان سمجھ ہی نہیں سکتا۔	63
238	صحیح بخاری کے مطابق: زینت کا حرام ہونا قرآن میں لکھا ہے۔ قرآن کے مطابق: زینت اختیار کرنا فرض ہے۔	64
جلد سوم		
245	صحیح بخاری کے مطابق: جھاڑ پھونک کا معاوضہ لینا سنت ہے قرآن کے مطابق: قرآنی آیات کو بیچنا حرام ہے۔	65
250	صحیح بخاری کے مطابق: حسد کرنا جائز ہے قرآن کے مطابق: حسد کرنا گناہ ہے۔	66
253	صحیح بخاری کے مطابق: عورت کی قیمت، لوہے کی ایک انگٹھی کے برابر ہے قرآن کے مطابق: عورت اور مرد برابر ہیں	67
256	صحیح بخاری کے مطابق: عورت سے زبردستی نکاح جائز ہے قرآن کے مطابق: عورت اور مرد دونوں کا زبردستی نکاح حرام ہے	68
258	صحیح بخاری کے مطابق: صاحب قرآن، آیات بھول گئے۔	69
260	صحیح بخاری کے مطابق: بہتر وہ ہے جس کی زیادہ بیویاں ہوں۔ قرآن کے مطابق: ایک بیوی بہتر	70

263	صحیح بخاری کے مطابق: ماں بیٹی ایک نکاح میں + دو بہنیں ایک نکاح میں قرآن کے مطابق: ایسا نکاح حرام ہے	.71
265	صحیح بخاری کے مطابق: روزہ رکھنے کیلئے خاوند کی اجازت ضروری ہے قرآن کے مطابق: روزہ، عورت پر فرض ہے، اجازت کی ضرورت نہیں	.72
269	صحیح بخاری کے مطابق: نے جو نیہ سے زنا کی کوشش کی قرآن کے مطابق: حضور ﷺ اخلاقِ انسانی کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں	.73
269	صحیح بخاری کے مطابق: عورت مجامعت کروائے بغیر طلاق نہیں لے سکتی قرآن کے مطابق: نکاح ایک معاہدہ ہے، کوئی فریق، کسی بھی وقت اسے توڑ سکتا ہے۔	.74
272	صحیح بخاری کے مطابق: شانِ نزول کی کہانی	.75
276	صحیح بخاری کے مطابق: صحابہ بھوٹ بولتے تھے قرآن کے مطابق: صحابہ بھوٹ نہیں بولتے تھے	.76
278	صحیح بخاری کے مطابق: صحابہ بخیل اور کنجوس قرآن کے مطابق: صحابہ ایسے نہیں تھے	.77
282	صحیح بخاری کے مطابق: انگلیاں چاٹو یا چٹاؤ	.78
283	صحیح بخاری کے مطابق: مینڈک، کچھوا، کتے کی کھال، سب حلال	.79
284	صحیح بخاری کے مطابق: شراب حلال ہے قرآن کے مطابق: شراب حرام ہے	.80
286	صحیح بخاری کے مطابق: ٹڈی حلال ہے	.81
287	صحیح بخاری کے مطابق: گھوڑا حلال ہے	.82
288	صحیح بخاری کے مطابق: گوہ حلال ہے	.83

289	صحیح بخاری کے مطابق: چوہے کا تیل حلال ہے	.84
291	صحیح بخاری کے مطابق: حضور ﷺ اپنی بیویوں کیلئے بددعا میں کرتے تھے قرآن کے مطابق: حضور ﷺ سر پارحمت تھے	.85
293	صحیح بخاری کے مطابق: عمل سے جنت نہیں ملے گی قرآن کے مطابق: عمل سے جنت ملے گی	.86
296	صحیح بخاری کے مطابق: چھوت کی بیماری کوئی نہیں	.87
299	صحیح بخاری کے مطابق: بخار جہنم کی گرمی کی وجہ سے ہوتا ہے	.88
300	صحیح بخاری کے مطابق: اُونٹ کا پیشاب اور گدھی کا دودھ حلال ہے	.89
302	صحیح بخاری کے مطابق: صحابہ کرامؓ ایک دوسرے کو گالیاں دیتے تھے قرآن کے مطابق: صحابہؓ آپس میں رحمدل اور نرم ہوئے تھے	.90
306	صحیح بخاری کے مطابق: مغیرہؓ کے غلام کے بوڑھے ہونے سے پہلے قیامت آجائے گی قرآن کے مطابق: جب آنکھیں چندھیا جائیں گی، چاند کو گرہن لگ جائے گا، سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں گے تب قیامت آئے گی (کیا مغیرہؓ کا غلام ابھی بوڑھا نہیں ہوا)	.91
	صحیح بخاری کے مطابق: قیامت کب آئے گی قرآن کے مطابق: قیامت کا علم صرف اللہ پاک جانتے ہیں	.92
307	صحیح بخاری کے مطابق: ساٹھ میٹر لمبا خُدا قرآن کے مطابق: خُدا کی کنز و حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا	.93
309	صحیح بخاری کے مطابق: لائی لگ (کانوں کا کچا) خُدا قرآن کے مطابق: خُدا تمام عیوب سے پاک ہے	.94

312	صحیح بخاری کے مطابق: تمام مسلمان جنتی ہیں خواہ وہ زنا کار، چور یا شرابی ہوں قرآن کے مطابق: بُرے اعمال کے مُرتکب، دوزخ میں جائیں گے	.95
313	صحیح بخاری کے مطابق: زمانہ نبوی میں علی الاعلان زنا ہوتا تھا ☆ حضور ﷺ کا مبارک زمانہ پاکیزہ ترین زمانہ تھا	.96
314	میں دیکھ رہا تھا	.97
316	صحیح بخاری کے مطابق: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے دوزخی ہیں قرآن کے مطابق: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے جنتی ہیں	.98
320	صحیح بخاری کے مطابق: نذر یا مَنت کوئی چیز نہیں قرآن کے مطابق: نذر پوری کرنا فرض ہے	.99
323	صحیح بخاری کے مطابق: غلام یا لونڈی آزاد کرنے کا صلہ	.100
325	صحیح بخاری کے مطابق: اللہ رسولؐ کی محبت میں شراب نوشی جائز ہے۔ قرآن کے مطابق: اللہ رسولؐ کی محبت کا تقاضا تو یہ ہے شراب نوشی ترک کر دی جائے	.101
327	صحیح بخاری کے مطابق: حضور ﷺ مجنون تھے۔ قرآن کے مطابق: حضور ﷺ کو مجنون کہنا کفار کا طریقہ ہے	.102
329	صحیح بخاری کے مطابق: دھوکہ دینے کا جائز شرعی طریقہ قرآن کے مطابق: دھوکہ دینا منع ہے	.103
331	صحیح بخاری کے مطابق: اچھی خواب دیکھنے والا ہر انسان نبی ہے قرآن کے مطابق: نبوت حضور ﷺ پر ختم ہو چکی ہے	.104
333	صحیح بخاری کے مطابق: حکمرانی قریش کا حق ہے قرآن کے مطابق: حکمرانی اعمالِ صالحہ کے حامل افراد کا حق ہے	.105

334	صحیح بخاری کے مطابق: حضور ﷺ نے کئی بار خود گمشی کی کوشش کی۔ قرآن کے مطابق: خود گمشی حرام ہے	106
336	صحیح بخاری کے مطابق: خُذ الانسان میں حلول کر جاتا ہے	107
338	صحیح بخاری کے مطابق: رہبانیت اختیار کرو۔ قرآن کے مطابق: اللہ نے رہبانیت کا حکم نہیں دیا	108
340	صحیح بخاری کے مطابق: کچھ لوگ جہنم سے نکل کر جنت میں چلے جائیں گے قرآن کے مطابق: جنت یا جہنم میں جانے والے وہاں ہمیشہ رہیں گے	109
344	صحیح بخاری کے مطابق: جنت کیسے ملتی ہے قرآن کے مطابق: جنت اعمالِ صالحہ سے ملتی ہے	110
350	صحیح بخاری کے مطابق: صحابہؓ حضور ﷺ کی حکم عدولی کرتے تھے۔ قرآن کے مطابق: صحابہؓ حضور ﷺ کا حکم مانتے تھے۔	111
356	صحیح بخاری کے مطابق صحابہؓ کی عدم توجہی سے مسجدِ نبویؐ میں بلغم اور کٹوں کا فضلہ قرآن کے مطابق: صحابہؓ صفائی پسند تھے	112
360	صحیح بخاری کے مطابق: حضور ﷺ صحابہؓ پر تھوکتے رہتے تھے قرآن کے مطابق: حضور ﷺ نہایت نفاست پسند تھے	113
363	صحیح بخاری کے مطابق: اللہ، انسانوں کو اچھا یا بُرا بنا دیتا ہے قرآن کے مطابق: انسان اپنے عمل سے اچھا یا بُرا بن جاتا ہے	114
366	صحیح بخاری کے مطابق: صحابہؓ، اُمّ المؤمنین کی پٹائی کرتے تھے قرآن کے مطابق: نبی کی بیویاں اُمّت کی مائیں ہیں	115

372	صحیح بخاری کے مطابق: نماز عرش پر فرض ہوئی قرآن کے مطابق: قرآن میں نماز کو فرض قرار دیا گیا	.116
374	صحیح بخاری کے مطابق: حضورؐ نے اپنی ران کھولی قرآن کے مطابق: ستر ڈھانکنا فرض ہے	.117
377	صحیح بخاری کے مطابق: قبلہ اول بیت المقدس ہے قرآن کے مطابق: قبلہ اول کعبہ شریف ہے	.118
381	صحیح بخاری کے مطابق: جس عورت پر چوری کا شک ہو، اُسے سب لوگوں کے سامنے اَلف بنگا کر کے اُس کی تلاشی لی جائے قرآن کے مطابق: اللہ نے لغو باتوں اور لغو کاموں سے منع کیا ہے	.119
384	صحیح بخاری کے مطابق: صحابہ کرامؓ پر الزامات کی بارش قرآن کے مطابق: صحابہ کرامؓ یکے مومن تھے	.120
387	صحیح بخاری کے مطابق: مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کا تیر بہدف نُسخہ قرآن کے مطابق: آپس میں مت لڑو	.121
389	صحیح بخاری کے مطابق: نمازِ عشاء سے پہلے سونا منع ہے صحیح بخاری کے مطابق: حضورؐ اور صحابہؓ سو جاتے تھے	.122
391	صحیح بخاری کے مطابق: حضور ﷺ مقام محمود پر فائز نہیں ہوئے قرآن کے مطابق: حضور ﷺ مقام محمود پر فائز نہیں ہوئے	.123
393	صحیح بخاری کے مطابق: قرعہ اندازی سنتِ رسولؐ ہے قرآن کے مطابق: قرعہ اندازی حرام ہے	.124
396	صحیح بخاری کے مطابق: مقامِ شہادت کی کوئی اہمیت نہیں قرآن کے مطابق: انہیں مُردہ بھی مت کہو	.125

399	صحیح بخاری کے مطابق: بارش والے دن مسجد میں نماز کیلئے نہ جانا سنت ہے صحیح بخاری کے مطابق: بارش والے دن مسجد میں نماز کیلئے جانا سنت ہے	.126
402	صحیح بخاری کے مطابق: پہلے کھانا پھر نماز صحیح بخاری کے مطابق: نہیں پہلے نماز پھر کھانا	.127
404	صحیح بخاری کے مطابق: بزرگ ہستیوں پر گالی گلاچ کا الزام قرآن کے مطابق: مومن لغویات سے اجتناب کرتے ہیں	.128
407	صحیح بخاری کے مطابق: انسانوں کو غلام لونڈیاں بنانا جائز ہے قرآن کے مطابق: غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کر دو	.129
410	صحیح بخاری کے مطابق: کوئی نہیں جانتا کہ رحمِ مادر میں کیا ہے اور بارش کب بر سے گی قرآن کے مطابق: انسان یہ علم حاصل کر سکتا ہے	.130
412	صحیح بخاری کے مطابق: حضور ﷺ نے سورہٴ نجم میں سجدہ کیا صحیح بخاری کے مطابق: حضور ﷺ نے سورہٴ نجم میں سجدہ نہیں کیا	.131
414	صحیح بخاری کے مطابق: حضور ﷺ نمازِ چاشت پڑھتے تھے صحیح بخاری کے مطابق: حضور ﷺ نمازِ چاشت نہیں پڑھتے تھے	.132
416	صحیح بخاری کے مطابق: مُردے سُنّتے ہیں قرآن کے مطابق: اے نبی! آپ صُحبی مُردوں کو نہیں سُنّا سکتے	.133
418	صحیح بخاری کے مطابق: صحابہؓ ضرورت سے زائد مال و زرع جمع رکھتے تھے قرآن کے مطابق: ضرورت سے زائد مال و دولت جمع کرنا حرام ہے	.134
422	صحیح بخاری کے مطابق: جہادِ ضروری نہیں ہے قرآن کے مطابق: جہادِ ضروری ہے	.135

426	صحیح بخاری کے مطابق: مکافاتِ عمل کی کوئی حیثیت نہیں قرآن کے مطابق: مکافاتِ عمل پر ایمان لانا فرض ہے	.136
432	صحیح بخاری کے مطابق: حضور ﷺ سو دی کا روبرو کرتے تھے قرآن کے مطابق: سو دی کا روبرو حرام ہے	.137
434	صحیح بخاری کے مطابق: حضور ﷺ سابقہ انبیاء سے افضل نہیں قرآن کے مطابق: حضور ﷺ کا مقام سابقہ انبیاء سے بلند ہے	.138
436	صحیح بخاری کے مطابق: عورت، گھوڑے اور گھر میں نحوست ہوتی ہے قرآن کے مطابق: نحوست، بُرے اعمال کی وجہ سے آتی ہے	.139
439	صحیح بخاری کے مطابق: حضور ﷺ کا حکم کہ مشرکوں کے بچوں اور عورتوں کو قتل کر دو قرآن کے مطابق: ایک انسان کا قتل، پوری انسانیت کا قتل ہے	.140
441	صحیح بخاری کے مطابق: صحابہؓ ضرورت سے زائد مال جمع رکھتے تھے قرآن کے مطابق: ضرورت سے زائد مال جمع کرنا حرام ہے	.141
443	صحیح بخاری کے مطابق: سُورج ہر روز عرشِ الہی کے نیچے سجدہ کر کے طلوع ہونے کی اجازت مانگتا ہے قرآن کے مطابق: سُورج کو قیامت تک کیلئے ہدایت دی جا چکی ہے	.142
447	صحیح بخاری کے مطابق: ساری عمر زنا کرو، صرف ایک دفعہ گُنے کو پانی پلا دو تو جنت میں جاؤ گے قرآن کے مطابق: جس کے نیک اعمال کا پلڑا بھاری ہوا، وہ جنت میں جائے گا	.143
449	صحیح بخاری کے مطابق: عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے قرآن کے مطابق: عورت اُسی طرح انسان ہے جیسے مرد انسان ہے	.144
451	صحیح بخاری کے مطابق: حضرت عمرؓ حضورؐ کے مہمانوں کو پتھر مارتے تھے قرآن کے مطابق: تمام صحابہؓ صاحبِ کردار ہستیاں تھیں	.145

453	صحیح بخاری کے مطابق: لوگ سفارش سے بھی جنت میں جائیں گے قرآن کے مطابق: انسان صرف اپنے اعمال کی بنیاد پر جنت میں جائیں گے	.146
457	صحیح بخاری کے مطابق: حضرت ابراہیم کا ختنہ	.147
458	صحیح بخاری کے مطابق: بیمار ہو جاؤ تو دوائی مت لو، قرآنی آیات پڑھو، کھو، شفا یاب ہو جاؤ گے کیونکہ یہ سنت ہے قرآن کے مطابق: شفا، اللہ کے قانون کے تحت (علاج کرانے سے) ملتی ہے	.148
463	صحیح بخاری کے مطابق: حضور ﷺ نے بہت سے معجزے دکھائے قرآن کے مطابق: صرف قرآن ہی معجزہ ہے	.149
468	صحیح بخاری کے مطابق: سبحان اللہ پڑھنے سے گھر کا کام کاج خود بخود ہو جاتا تھا قرآن کے مطابق: صرف باتیں نہیں، عمل کرو	.150
471	صحیح بخاری کے مطابق: بارش، نیک لوگوں کے وسیلے سے ہوتی ہے قرآن کے مطابق: بارش اللہ کے قانون کے مطابق ہوتی ہے	.151
474	صحیح بخاری کے مطابق: غیر مسلموں کی عبادت گاہیں مسمار کر دو قرآن کے مطابق: غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کی حفاظت کرو	.152
478	صحیح بخاری کے مطابق: حضور ﷺ، اُمت کو قرآن محفوظ حالت میں نہیں دے کر گئے قرآن کے مطابق: حضور ﷺ، اُمت کو قرآن محفوظ حالت میں دے کر گئے تھے	.153
481	صحیح بخاری کے مطابق: صحابہؓ چوری چھپے شادیاں کر لیتے تھے قرآن کے مطابق: مَر دوزن کے چوری چھپے والے تعلقات منع ہیں	.154
483	صحیح بخاری کے مطابق: ملتا وہی ہے جو تقدیر میں لکھا ہوتا ہے قرآن کے مطابق: انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے	.155

484	صحیح بخاری کے مطابق: مبہم گفتگو قرآن کے مطابق: ہمیشہ صاف، سیدھی اور واضح بات کرو	.156
486	صحیح بخاری کے مطابق: سالی سے زنا کرنے پر بیوی حرام نہیں ہوگی قرآن کے مطابق: زنا ایک جرم ہے	.157
488	صحیح بخاری کے مطابق: حدیث یا عورتوں کی آپ بیتیاں	.158
493	صحیح بخاری کے مطابق: بیوی کو بلا وجہ طلاق دے کر نئی شادی کرنے کو حضور ﷺ نے پسند فرمایا قرآن کے مطابق: یہ حضور ﷺ کا قول مبارک نہیں ہو سکتا ﴿یہ شہوت پرستی ہے، مومن کا شیوہ نہیں﴾	.159
494	صحیح بخاری کے مطابق: عورت کو جنسی غلام بنا کر رکھو قرآن کے مطابق: عورت و مرد ایک دوسرے کے زوج ہیں	.160
496	صحیح بخاری کے مطابق: عورت طلاق سے بچنے کیلئے مرد کو خلاف قرآن کام کرنے کی درخواست کرے قرآن کے مطابق: کلام اللہ کی مخالفت کسی صورت جائز نہیں	.161
498	صحیح بخاری کے مطابق: صحابہ کرامؓ نے بے وضو نمازیں پڑھیں قرآن کے مطابق: حضور ﷺ کے تربیت یافتہ پاکیزہ لوگ تھے	.162
500	صحیح بخاری کے مطابق: جوؤں کا کفارہ دو	.163
501	صحیح بخاری کے مطابق: ایک راوی تو یقیناً جھوٹا ہے	.164
504	صحیح بخاری کے مطابق: ایک راوی تو یقیناً جھوٹا ہے	.165



باب نمبر 1

صحیح بخاری کے مطابق
صحابہؓ نے علم چھپا لیا (نعوذ باللہ)

قرآن:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ (5/67)

1. ”اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضور ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا
”اے رسول! ﴿ﷺ﴾ پہنچا دو جو آپ کے رب کی طرف سے
آپ ﷺ پر نازل کیا گیا ہے اور اگر یہ نہ کیا تو (گویا) اس کے پیغام
نہیں پہنچایا اور اللہ تمہیں لوگوں سے بچالے گا بے شک اللہ قوم کفار کو
ہدایت نہیں دیتا۔“

﴿سورۃ المائدہ 5 آیت 67﴾

2. حضور ﷺ کا کام اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچا دینا ہے

﴿سورۃ آل عمران 3 آیت 20﴾

3. _____ ایضاً _____ ﴿سورۃ المائدہ 5 آیت 92﴾

4. _____ ایضاً _____ ﴿سورۃ المائدہ 5 آیت 99﴾

5. _____ ایضاً _____ ﴿سورۃ الرعد 13 آیت 40﴾

6. _____ ایضاً _____ ﴿سورۃ النحل 16 آیت 35﴾
7. _____ ایضاً _____ ﴿سورۃ النحل 16 آیت 82﴾
8. _____ ایضاً _____ ﴿سورۃ النور 24 آیت 54﴾

حج کے موقع پر صحابہ کرامؓ سے خطاب کرتے ہوئے حضور ﷺ نے سوال کیا تھا کہ کیا میں نے اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا ہے تو سب نے بہ یک زبان ہو کر جواب دیا تھا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیا ہے۔ تمام مسلمانوں کا ایمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام تمام جہان کے انسانوں تک پہنچا دیا ہے لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ حضور ﷺ کا آدھا علم تو امت تک پہنچ گیا لیکن بقیہ آدھا علم حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنے پاس چھپا لیا۔ حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

”سعید مقبری سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے حضور ﷺ سے دو تھیلے علم حاصل کیا۔ ایک کو میں نے لوگوں میں پھیلا دیا جبکہ دوسرے کو اگر میں ظاہر کروں تو یہ گلا کاٹ ڈالا جائے۔“

(صحیح بخاری جلد اول کتاب العلم حدیث نمبر 120 صفحہ نمبر 156)

اس حدیث سے یہ ثابت کیا جا رہا ہے کہ علم کے دو تھیلوں میں سے ایک تھیلا (یعنی آدھا علم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے پوشیدہ رکھا۔ گویا نبوی علم کا ایک حصہ مسلمانوں تک نہ پہنچ سکا۔۔۔۔۔ یہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کھلی توہین ہے۔ اس حدیث میں پہلا الزام حضور ﷺ پر لگایا جا رہا ہے کہ (نعوذ باللہ) آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پوری امت کو نہیں

پہنچایا۔ اس کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا دامن
 داغدار کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ حضور ﷺ نے تو پورا علم عطا
 فرما دیا تھا لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امانت میں
 خیانت کرتے ہوئے آدھا حصہ اپنے پاس ہی رکھ لیا۔ (نعوذ
 باللہ)۔ یہ ہیں وہ وضعی روایات جنہیں ہم صدیوں سے دین سمجھ کر
 سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔



باب نمبر 2

صحیح بخاری کے مطابق

آواز یا دبو نہ آئے تو وضو نہیں ٹوٹتا

قرآن:

قرآن کی صرف دو آیات پیش خدمت ہیں ان کے بعد وہ احادیث پیش کی جائیں گی جن میں کہا گیا ہے کہ اگر آواز یا دبو نہ آئے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ تعجب ہے کہ ایسی احادیث کو حضور ﷺ سے منسوب کرنے سے دین کی کوئی خدمت کی جا رہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

1. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا
وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا
بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا
فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ
أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ
تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا
بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ
عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهَّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ
نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (5/6)

”اے ایمان والو! جب تم نماز کیلئے اٹھو تو دھو لو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ

کہنیوں تک اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک اور اگر تم ناپاک ہو تو خوب پاک ہو جاؤ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے آئے یا تم نے عورتوں سے صحبت کی پھر نہ پاؤ پانی تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔ اس سے اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کر لو۔ اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی کرے لیکن چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور یہ کہ اپنی نعمت پوری کرے تم پر، تاکہ تم احسان مانو۔ ﴿سورۃ المائدہ 5 آیت 6﴾

2. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنْبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّى تَغْتَسِلُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُورًا غَفُورًا (4/43)

”اے ایمان والو! تم نماز کے نزدیک نہ جاؤ جب تم نشہ کی حالت میں ہو، یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور نہ (اس وقت جبکہ) غسل کی حاجت ہو سوائے حالتِ سفر کے، یہاں تک کہ تم غسل کر لو اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو یا تم سے کوئی بیت الخلاء سے آئے یا تم عورتوں کے پاس گئے (ہم صحبت ہوئے) پھر تم نے پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو، مسح کر لو اپنے منہ اور اپنے ہاتھوں کا، بے شک اللہ معاف کرنے

والا تخشع والاهے۔“ ﴿سورۃ النساء 4 آیت نمبر 43﴾
قرآن کے مقابلے میں صحیح بخاری کی حدیث پڑھیے اور جھومیے :

حدیث:

”عباد بن تمیم نے اپنے چچا جان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ جس شخص کو نماز میں خیال گزرے کہ شاید کچھ ہو گیا ہے؟ فرمایا کہ نماز نہ توڑے یا ختم نہ کرے یہاں تک کہ آواز سُنے یا بدنو پائے۔“

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الوضو باب نمبر 99 حدیث نمبر 137 صفحہ نمبر 164)

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الوضو حدیث نمبر 175 صفحہ نمبر 176)

(صحیح بخاری جلد اول کتاب البیوع باب نمبر 1280 حدیث نمبر 1919 صفحہ نمبر 772)



باب نمبر 3

صحیح بخاری کے مطابق
کتے کے جھوٹے پانی سے
وضو درست ہے

قرآن:

سورۃ نساء آیت 43 اور سورۃ المائدہ آیت 6 کا مکمل ترجمہ گذشتہ صفحات پر بیان کیا گیا ہے جس میں اللہ نے وضو کے متعلق بھی تفصیلاً بیان کیا ہے اور فرمایا کہ اللہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کر دے۔ تیمم کا ذکر بھی ان دو آیات میں آیا ہے جس میں فرمایا کہ تیمم کیلئے بھی ”پاک مٹی“ کا انتخاب ضروری ہے لیکن ان روایات کا کیا کیا جائے جن میں تعلیم یہ دی جا رہی ہے کہ جس پانی میں کتا منہ ڈال دے اس سے وضو کرنا درست ہے۔ کہتے ہیں اندھوں میں کانا راجہ ہوتا ہے۔ ایک صاحب سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ چونکہ اس پانی کے وضو سے دل میں کھٹکا سا ہوتا ہے لہذا پہلے اس پانی سے وضو کرے اور پھر بعد میں تیمم کرے تاکہ کھٹکا نہ رہے۔ یعنی پہلے اس پلید پانی سے وضو کر لو اور بعد میں پاک مٹی سے تیمم۔ یہ ہے دین! آئیے پوری حدیث لفظ بہ لفظ آپ کے سامنے بمعہ حوالہ جات پیش کرتے ہیں:

حدیث:

”وہ پانی جس سے آدمی کے بال دھوئے جائیں۔ عطاء ان سے ڈوریاں اور رسیاں بنانے میں مضائقہ نہیں سمجھتے تھے اور کتے کے

جھوٹے اور ان کے مسجد سے گزرنے میں۔ زہری نے کہا کہ کتاب جرتن میں منہ ڈال دے اور اس کے سوا وضو کیلئے اور پانی نہ ہو تو اسی سے وضو کرے۔ سفیان ثوری کا قول ہے کہ یہ فقہ بالکل حکم خداوندی کے مطابق ہے کہ جب تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کر لو اور یہ بھی پانی ہے۔ چونکہ اس سے دل میں کھٹکا سا ہوتا ہے لہذا اس سے وضو کرے اور تیمم بھی کرے۔

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الوضو باب نمبر 128 صفحہ نمبر 174﴾

ایک اور خاص بات آپ تک پہنچانی ہے کہ صحیح بخاری جلد اول کتاب الوضو باب 129 حدیث نمبر 171 صفحہ نمبر 175 میں لکھا ہے :

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جب کتابم میں سے کسی کے برتن سے پی لے تو وہ اسے سات دفعہ دھوئے۔“

میرا خیال ہے کہ آپ کو اس یونانی فلسفی کی سمجھ آگئی ہوگی کہ کتے کے منہ مارنے سے برتن تو پلید ہو جاتا ہے اس لئے اسے سات دفعہ دھونا ضروری ہے لیکن اس پانی سے وضو کرنے سے انسان پاک ہو جاتا ہے اور نماز پڑھ سکتا ہے۔



باب نمبر 4

صحیح بخاری کے مطابق

جنبی کو غسل کرنے کی ضرورت نہیں!

قرآن:

اللہ نے قرآن کریم میں سورہ النساء کی آیت 43 میں فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُورًا غَفُورًا

(4/43)

”اے ایمان والو! تم نماز کے نزدیک نہ جاؤ جب تم نشہ کی حالت میں ہو، یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور نہ (اس وقت جبکہ) غسل کی حاجت ہو سوائے حالتِ سفر کے، یہاں تک کہ تم غسل کر لو اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو یا تم سے کوئی بیت الخلاء سے آئے یا تم

عورتوں کے پاس گئے (ہم صحبت ہوئے) پھر تم نے پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو، مسح کر لو اپنے منہ اور اپنے ہاتھوں کا، بے شک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔“

﴿سورۃ النساء 4 آیت نمبر 43﴾

اور سورۃ المائدہ کی آیت 6 میں فرمایا:

”اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کر لو۔“

صحیح بخاری میں مندرجہ بالا آیات کی تشریح کچھ یوں کی گئی ہے کہ اگر انزال نہ ہو تو آپ خواہ دو گھنٹے تک وظیفہ زوجیت ادا کرتے رہیں، اس سے آپ پر غسل واجب نہیں ہوگا، آرام سے اٹھیں اور وضو کر کے نماز پڑھ لیں۔

اگر آپ کو میری بات پر یقین نہیں آ رہا تو آئیے میں آپ کی یہ مشکل بھی حل کر دیتا ہوں۔ صحیح بخاری کی یہ روایات بمعہ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

حدیث:

1. ”زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کوئی جماع کرے اور انزال نہ ہو تو آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا کہ وضو کرے جیسے نماز کیلئے وضو کرتے ہیں اور اپنی شرم گاہ کو دھوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ پس میں (راوی) نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی پوچھا تو انہوں نے بھی یہی

فرمایا۔“

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الوضو حدیث نمبر 177 صفحہ نمبر 177)
(صحیح بخاری جلد اول کتاب الغسل حدیث نمبر 285 صفحہ نمبر

(211

ایک اور حدیث کچھ اس طرح ہے :

2. ”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے ایک آدمی کو بلوایا۔ وہ حاضر بارگاہ ہوئے اور سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، شاید ہم نے تمہیں جلدی میں ڈال دیا؟ عرض گزار ہوا۔ ہاں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہیں جلدی ہو یا انزال نہ ہوا ہو تو تم پر صرف وضو لازم ہے۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الوضو حدیث نمبر 178 صفحہ نمبر 177﴾

ایک اور حدیث بھی ملاحظہ ہو :

”حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ ﷺ! جب آدمی عورت سے صحبت کرے اور انزال نہ ہو؟ فرمایا کہ عورت سے جو چیز لگی ہو اسے دھو ڈالے اور وضو کر کے نماز پڑھ لے۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الغسل حدیث نمبر 286 صفحہ نمبر 211﴾



باب نمبر 5

صحیح بخاری کے مطابق
 عورت، غسل کا طریقہ سکھانے کیلئے کسی
 بھی مرد کے سامنے غسل کر سکتی ہے

قرآن:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضور ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:
 وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ
 فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا
 وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ
 زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ
 بُعُولَتِهِنَّ أَوْ
 أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي
 إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ
 أَيْمَانُهُنَّ أَوْ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوْ
 الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا
 يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ
 وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ
 تُفْلِحُونَ (24/31)

”اور آپ ﷺ فرمادیں مومن عورتوں کو کہ وہ نیچی رکھیں اپنی نگاہیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے ظاہر ہوا۔ (جس کا ظاہر ہونا ناگزیر ہے) اور وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوندوں پر، یا اپنے باپ پر یا اپنے خسر یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہر کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں پر، اپنے بھتیجیوں پر، اپنے بھانجوں پر یا اپنی مسلمان عورتوں یا اپنی کنیزوں یا وہ خدمتگار مرد جو (عورتوں سے) غرض نہ رکھنے والے ہوں یا وہ لڑکے جو ابھی واقف نہیں عورتوں کے پردے (کے معاملات سے) اور وہ اپنے پاؤں (زمین پر) نہ ماریں کہ وہ جو اپنی زینت چھپائے ہوئے ہیں پہچان لی جائے اور تم سب اللہ کے آگے توبہ کرو تا کہ تم دو جہان کی کامیابی پاؤ۔“ ﴿سورۃ النور 24 آیت 31﴾

اس آیت کے متعلق بات کرنے سے پہلے ”زینت“ کا مفہوم مولانا صلاح الدین یوسف کی زبانی سن لیجئے:

”زینت سے مراد وہ لباس اور زیور ہے جو عورتیں اپنے حسن و جمال میں مزید نکھار پیدا کرنے کیلئے پہنتی ہیں جس کی تاکید انہیں اپنے خاوندوں کیلئے کی گئی ہے۔ جب لباس اور زیور کا اظہار غیر مردوں کے سامنے عورت کیلئے ممنوع ہے تو جسم کو عریاں اور نمایاں کرنے کی اجازت اسلام میں کب ہو سکتی ہے؟ یہ تو بطریق اولیٰ حرام اور ممنوع ہوگا۔“

﴿تفسیری حواشی المصحف الشریف المدینہ المنورہ صفحہ 974﴾

دوسری بات یہ کہ بدن کا جتنا حصہ چھپانا فرض ہے اسے ستر کہتے ہیں چنانچہ مرد کو ناف سے گھٹنوں تک اور عورت کو چہرہ، دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور دونوں پیروں کے سوا تمام بدن ڈھانکنا فرض ہے۔

اب ساری بات واضح ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ جو فرمایا ہے کہ ”اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر ان لوگوں کے سامنے.....“ تو اس میں زینت کا ذکر ہے ستر کا نہیں۔ یعنی عورت کا پیٹ، اس کا باپ، خسر، بھائی، بھتیجا، بھانجا، غلام یا بہت زیادہ بوڑھا مرد بھی نہیں دیکھ سکتا کیونکہ پیٹ ستر میں شامل ہے زینت میں شامل نہیں۔

خلاصہ یہ کہ عورت کو ننگے بدن دیکھنے کی اجازت اس عورت کے باپ، سر، بیٹے، بھانجے، بھتیجے، غلام یا بہت زیادہ بوڑھے آدمی کو بھی نہیں۔ لیکن درج ذیل روایت کے بارے میں آپ کیا کہیں گے جس میں کسی عام عورت کا ذکر نہیں بلکہ قیامت تک کیلئے تمام مومنوں کی ماں کے بارے میں کہا گیا کہ انہوں نے دو مردوں کے سامنے غسل کیا جن میں ایک ان کا بھائی تھا۔ نیچے ہم وہ روایت من وعن درج کر رہے ہیں اسے پڑھئے اور ہماری مذہبی پیشوائیت کی عقل کا ماتم کیجئے۔

حدیث:

”ابو سلمہ سے روایت ہے کہ میں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھائی، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُن کے بھائی نے اُن سے رسول اللہ ﷺ کے غسل کے متعلق پوچھا تو انہوں نے ایک برتن منگوا یا جس میں ایک صاع کے قریب پانی تھا اور غسل کیا۔ یعنی اپنے سر پر پانی ڈالا جبکہ ہمارے اور ان کے درمیان پردہ تھا۔۔۔۔۔ امام ابو عبد اللہ بخاری نے فرمایا کہ یزید بن ہارون اور بہز اور جدی نے شعبہ سے روایت کی ہے کہ

ایک صاع کی مقدار میں“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الغسل باب 176 حدیث نمبر 246 صفحہ نمبر 200﴾

اس حدیث میں مذکورہ بالا دونوں اصحاب غسل کا طریقہ سیکھنے کیلئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے۔ پہلا سوال یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حیات مبارکہ میں کیا پورے عرب میں ایک بھی صحابی رسول ﷺ زندہ موجود نہ تھے؟ دوسری بات یہ کہ کیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کو زبانی طور پر غسل کا طریقہ نہیں بتا سکتی تھیں؟ تیسری بات یہ کہ روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ درمیان میں پردہ تھا، اگر پردہ تھا تو ان اصحاب نے کیسے دیکھ لیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس طریقے سے غسل کر رہی ہیں؟ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ ان دونوں اصحاب اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان پردہ حائل تھا لیکن روشنی کا عکس اس پردے پر پڑ رہا تھا جسے وہ دیکھ رہے تھے۔ اگر اسی بات کو درست فرض کر لیا جائے تو کیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قرآن کے اس حکم ”اپنی زینت کے مقام ظاہر نہ کرو“ کی خلاف ورزی کی؟

ہمارا ایمان ہے کہ یہ وضعی روایت ہے، نہ ابوسلمہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھائی غسل کا طریقہ سیکھنے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے اور نہ ہی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کے سامنے غسل کیا۔ یہ سب الزامات ہیں جو کہ مجموعہ احادیث میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔ جو لوگ ایسی روایات کو صحیح قرار دینے پر اصرار کرتے ہیں ان سے میرا سوال ہے کہ مذکورہ بالا روایت میں جن دو افراد کا ذکر ہے ان کی جگہ آپ اور آپ کا کوئی دوست ہو اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جگہ آپ کی ماں یا بہن ہو اور وہ آپ دونوں کے سامنے غسل کرے تو کیا آپ یہ گوارا کریں گے؟ اگر آپ کا جواب نفی میں ہے تو پھر مان لیں کہ یہ روایت وضعی ہے۔



باب نمبر 6

صحیح بخاری کے مطابق

صحیح بخاری کا انبیاء کرام علیہم السلام کو شہوت

پرست اور عورتوں کا شوقین ثابت کرنا

قرآن:

ارشادِ خداوندی ہے:

فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ (2/222)

”پس جب وہ (تمہاری بیویاں) پاک ہو جائیں تو تم ان کے پاس

آؤ، جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔“

﴿سورۃ البقرہ 2 آیت 222﴾

اس سے اگلی آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

نِسَاءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ (2/223)

”تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں پس تم اپنی کھیتی میں آؤ جب چاہو“

﴿سورۃ البقرہ 2 آیت 223﴾

اس کے بعد سورۃ النساء آیت 24 اور سورۃ المائدہ آیت 5 میں ”محصین غیر

مفسحین“ کے الفاظ آتے ہیں۔

محصین کے معنی ہیں محفوظ رکھنا اور مفسحین کے معنی ہیں بہادینا۔ یعنی اللہ تعالیٰ

نے جنسی اختلاط کا مقصد اولاد حاصل کرنا بتایا ہے نہ کہ ہوس رانی یا لذت حاصل کرنا۔ عام زندگی میں کوئی آدمی خواہ وہ کتنا ہی تہجد گزار کیوں نہ ہو، اگر اس کے متعلق یہ مشہور ہو کہ وہ شہوت پرست اور عورتوں کا بڑا شوقین ہے تو لوگوں کے دلوں میں اس کا وقار گر جاتا ہے لیکن یہ کیسے مسلمان ہیں جو اپنے نبی کو شہوت پرست ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ہم درج ذیل حدیث پیش کر کے آپ کو دعوت فکر دیتے ہیں :

حدیث:

”قنادہ سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ رات اور دن کی ایک ہی ساعت میں اپنی ازواج مطہراتؓ کے پاس پھر آتے تھے جو گیارہ تھیں۔ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا اتنی طاقت تھی؟ فرمایا کہ ہم یہ کہا کرتے تھے کہ آپ کو تیس (30) مردوں کی طاقت مرحمت فرمائی گئی ہے۔ سعید نے قنادہ سے روایت کی کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے نو (9) ازواج مطہراتؓ بیان فرمائیں“
(صحیح بخاری جلد اول کتاب الغسل حدیث 263 صفحہ نمبر 204)

ایک اور حدیث اس طرح ہے:

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو بتایا کہ نبی کریم ﷺ ایک رات میں اپنی ازواج مطہراتؓ کے پاس دورہ فرما لیا کرتے تھے اور ان دنوں آپ کی نو (9) ازواج مطہراتؓ تھیں۔“
(صحیح بخاری جلد اول کتاب الغسل حدیث 277 صفحہ نمبر 209)
(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث 61 صفحہ نمبر 57)
(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث 199 صفحہ نمبر 113)

مندرجہ بالا روایات میں حضور ﷺ کی پاکیزہ سیرت کو جس طرح داغدار کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس کا ہماری مذہبی پیشوائیت کو اندازہ ہی نہیں کیونکہ یہ کنویں کے مینڈک ہیں۔ انہیں علم ہی نہیں کہ ایسی روایات کو صحیح تسلیم کر کے حضور ﷺ کی زندگی کا کیسا نقشہ سامنے آتا ہے۔

نوٹ: مندرجہ بالا حدیث 263 میں گیارہ ازواج مطہرات کا ذکر آیا ہے جبکہ تاریخی لحاظ سے ایک وقت میں گیارہ ازواج مطہرات کا آپ کے نکاح میں رہنا ثابت نہیں ہے۔
99 یا 100 بیویوں سے مباشرت :

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بن حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک ہی رات میں اپنی نانویں (99) یا سو (100) بیویوں سے مباشرت کی۔
(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث 84 صفحہ نمبر 74)

100 بیویوں سے مباشرت :

حضرت سلیمان علیہ السلام بن حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک ہی رات میں اپنی سو (100) بیویوں سے مباشرت کی۔
(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث 226 صفحہ نمبر 121)

90 بیویوں سے مباشرت :

حضرت سلیمان علیہ السلام بن حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک ہی رات میں اپنی نوے (90) بیویوں سے مباشرت کی۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الایمان والنذور حدیث 1547 صفحہ نمبر 601)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الایمان والنذور حدیث 1624 صفحہ نمبر 630)



باب نمبر 7

صحیح بخاری کے مطابق

حالت حیض میں

مباشرت کرنا سنت ہے

قرآن:

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذَىٰ فَاعْتَزِلُوا
النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرُبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ
فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ
يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (2/222)

”وہ آپ سے حالت حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ کہہ
دیں کہ وہ گندگی ہے، پس تم عورتوں سے الگ رہو حالت حیض میں
اور ان کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں، پس جب وہ
پاک ہو جائیں تو تم ان کے پاس آؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا
ہے۔ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو دوست
رکھتا ہے۔“ ﴿سورۃ البقرہ 2 آیت 222﴾

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں سے حیض کے دوران مباشرت سے منع فرمایا ہے لیکن

صحیح بخاری میں ہے کہ حضور ﷺ اپنی بیویوں سے حالت حیض میں بھی مباشرت کیا کرتے تھے۔ حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

1. ”اسود سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ مجھ سے مباشرت فرماتے حالانکہ میں حائضہ ہوتی اور آپ اعتکاف میں سر مبارک مسجد سے نکال دیتے تو میں اسے دھو دیتی حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔“
(صحیح بخاری جلد اول کتاب الاعتکاف حدیث نمبر 1894 صفحہ نمبر 792)

دوسری حدیث میں ہے :

2. ”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور نبی کریم ﷺ ایک برتن سے غسل کر لیا کرتے اور دونوں جنبی ہوتے اور حکم فرمانے پر ازار باندھ لیتی تو مجھ سے اختلاط فرماتے حالانکہ حائضہ ہوتی اور حالت اعتکاف میں اپنا سر میری طرف نکال دیتے تو میں حائضہ ہو کر دھو دیتی۔“

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الحيض باب 207 حدیث نمبر 292 صفحہ نمبر 214)

3. ”عبداللہ بن شداد سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج مطہرات میں سے جب کسی کے ساتھ مباشرت کا ارادہ فرماتے تو اسے ازار باندھنے کا حکم فرماتے جبکہ وہ حائضہ ہوتی۔ اسے سفیان نے بھی شبانی سے روایت کیا۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الحيض حدیث نمبر 294 صفحہ نمبر 214﴾

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الحيض حدیث نمبر 293 صفحہ نمبر 214﴾

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الحیض حدیث نمبر 314 صفحہ نمبر 222﴾
 قارئین کرام! ان احادیث میں ایک اور نقطہ بھی قابل غور ہے کہ اللہ
 تعالیٰ نے حضور ﷺ کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے ”و
 انک لعلیٰ خلق عظیم“ (بے شک آپ اخلاق انسانی کے
 بلند ترین مقام پر فائز ہیں)۔ جبکہ صحیح بخاری میں حضور ﷺ کی
 معطر و مطہر شخصیت کو شہوت پرست کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے جو
 مہینے میں چند دن بھی صبر نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ یہ سراسر آپ کی
 ذات اقدس پر افتراء ہے۔



باب نمبر 8

صحیح بخاری کے مطابق
اللہ کی مرضی

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا۔

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا (4/103)

”بے شک نماز مومنوں پر مقررہ اوقات میں فرض ہے۔“

(سورۃ النساء 4 آیت 103)

حضور ﷺ نے خود بھی نمازوں کو مقررہ اوقات میں ادا کیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی اس کا حکم دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں قرآن میں ہے کہ وہ حضور ﷺ کے احکامات کی اتباع کرتے تھے۔ (8/64) لیکن درج ذیل حدیث میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وقت مقررہ پر مسجد میں آ کر نماز ادا نہیں کرتے تھے۔ اس طرح وہ حضور ﷺ کے حکم یعنی نماز کو وقت مقررہ پر مسجد میں آ کر ادا کیا جائے، کی نعوذ باللہ عدولی کرتے تھے :

”حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات ان کے اور

فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا تم

دونوں نماز نہیں پڑھتے؟ میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ

ہماری جانیں اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں، جب وہ ہمیں اٹھانا چاہے تو

اٹھ جاتے ہیں۔ جب ہم نے یہ کہا کہ آپ ﷺ لوٹ گئے اور ہماری

طرف بالکل متوجہ نہ ہوئے۔ پھر میں نے سنا کہ آپ ﷺ ران پر

ہاتھ مار کر فرما رہے تھے، اور انسان سب سے بڑھ کر جھگڑالو ہے،

صحیح بخاری جلد اول ابواب التقصیر الصلوٰۃ حدیث 1055 صفحہ 477 ﴿﴾

آپ نے غور فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ عقیدہ منسوب کیا جا رہا ہے کہ جو کچھ کرواتا ہے، اللہ ہی کرواتا ہے۔ انسان اپنی مرضی سے کچھ بھی نہیں کر سکتا جبکہ یہ بات قرآن کے بالکل خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا کہ یہ مشرکین کا عقیدہ ہے :

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا

آبَاؤُنَا وَلَا حَرَمْنَا مِنْ شَيْءٍ كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ

مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ

فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا

تَخْرُصُونَ (6/148)

1. ”مشرکین یوں کہیں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو نہ ہم شرک

کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کسی چیز کو حرام کہہ سکتے۔“

﴿سورة الانعام 6 آیت 148﴾

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ

مِنْ شَيْءٍ نَحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَمْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ

شَيْءٍ كَذَلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى

الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ (16/35)

2. ”مشرک لوگوں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ

دادا اس کے سوا کسی اور کی عبادت ہی نہ کرتے نہ اس کے فرمان کے

بغیر کسی چیز کو حرام کرتے۔“

﴿سورة النحل 16 آیت 35﴾

وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ مَّا لَهُمْ بِذَلِكَ
مِنْ عِلْمٍ إِنَّ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ (43/20)

3. ”اور کہتے ہیں اگر اللہ چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے، انہیں اس کی کچھ خبر نہیں، یہ تو صرف اٹکل پچو (جھوٹ باتیں) کہتے ہیں۔“

﴿سورة الذخرف 43 آیت 20﴾

سورة یسین میں آتا ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ
كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْطَعِمُ مَنْ لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ
إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (36/47)

4. ”اور ان سے جب کہا جاتا ہے کہ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے کچھ خرچ کرو تو یہ کفار ایمان والوں کو جواب دیتے ہیں کہ ہم انہیں کیوں کھلائیں جنہیں اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود کھلا پلا دیتا۔“

آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مشرکین کا جو عقیدہ بیان کیا ہے وہی عقیدہ مذکورہ بالا حدیث میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی مقدس ہستی کے ساتھ منسوب کیا جا رہا ہے۔ کیا اس قسم کی حدیثوں کا انکار کرنے سے بندہ منکر حدیث بن جاتا ہے۔۔۔۔؟



باب نمبر 9

صحیح بخاری کے مطابق سنگسار یا رجم

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں زنا کے مرتکب مرد و عورت کی سزا سوسو کوڑے مقرر کی ہے۔ زانی اور زانیہ کنوارے ہوں یا رنڈوے، شادی شدہ ہوں یا طلاق یافتہ اللہ نے اس کی کوئی تخصیص نہیں کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِئَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَيْشَهِدَ عَدَاؤُهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ (24/2)

”زنا کار عورت اور مرد میں سے ہر ایک کو سوسو کوڑے مارو، اور ان پر اللہ کا حکم چلانے میں ترس نہ کھاؤ، اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت حاضر ہو مسلمانوں کی ایک جماعت“۔ ﴿سورۃ نور 24 آیت 2﴾

لیکن حریفان قرآن، اللہ تعالیٰ کے اس قانون کو ماننے کیلئے تیار نہیں، ان کا کہنا ہے کہ اگر شادی شدہ مرد و عورت زنا کا ارتکاب کریں تو ان کی سزا رجم ہے۔ اس بات کو سچا ثابت کرنے کیلئے مختلف روایات وضع کی گئیں اور انہیں مقدس ہستیوں سے منسوب کر دیا گیا۔ ملاحظہ کیجیے :

1. ” حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان پر کتاب نازل فرمائی جس میں اللہ تعالیٰ نے آیت رجم نازل کی، جس کو ہم نے پڑھا، سمجھا اور یاد رکھا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے سنگسار کیا اور ان کے بعد ہم نے سنگسار کیا۔ میں ڈرتا ہوں کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ کوئی کہنے والا کہے گا کہ اللہ کی کتاب میں تو ہمیں رجم کی آیت ملتی ہی نہیں پس جو فرض اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا، اسے ترک کر کے گمراہ ہو جائیں گے۔ سنگسار کرنے کا حکم قرآن کریم کی رو سے حق ہے، جو بھی شادی شدہ زنا کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت جبکہ گواہی قائم ہو جائے یا حمل ٹھرجائے یا خود اعتراف کرے۔“

صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1730 صفحہ نمبر 668 ❖

صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1729 صفحہ نمبر 667 ❖

حدیث کی دیگر کتب میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رجم کی یہ آیت بھی پڑھ کر سنائی: الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجموهما البتة۔

سنن ابن ماجہ جلد دوم ابواب الحدود حدیث نمبر 326 صفحہ نمبر 106 ❖

موطا امام مالک کتاب الحدود حدیث نمبر 10 صفحہ نمبر 718 ❖

2. ” حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ اسلم کا ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ مسجد میں جلوہ افروز تھے، اس شخص نے کہا کہ میں زنا کر بیٹھا ہوں۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا، پس آنے جدھر منہ پھیرا وہ ادھر سامنے آیا اور

چار مرتبہ اپنے اوپر گواہی دی۔ آپ نے اسے ہکارتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم دیوانے ہو گئے ہو؟ اچھا بتاؤ کیا تم شادی شدہ ہو؟ اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے اسے عید گاہ میں سنگسار کر دینے کا حکم فرمایا، جب اسے پتھر لگنے شروع ہوئے تو بھاگ گیا، آخر کار ”حرہ“ کے مقام پر پکڑا گیا اور قتل کر دیا گیا۔“

صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث نمبر 251 صفحہ نمبر 133 ﴿﴾
 صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1719 صفحہ نمبر 662 ﴿﴾
 صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1723 صفحہ نمبر 664 ﴿﴾
 صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1727 صفحہ نمبر 664 ﴿﴾
 صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث نمبر 2037 صفحہ نمبر 808 ﴿﴾
 صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث نمبر 252 صفحہ نمبر 662 ﴿﴾
 ”شعمی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب انہوں نے جمعہ کے روز ایک عورت کو سنگسار کیا تو فرمایا کہ میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق سنگسار کیا ہے۔“

3.

صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1716 صفحہ نمبر 662 ﴿﴾
 ”شیبانی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن اوفیٰ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کو سنگسار کیا؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ سورۃ نور سے پہلے یا بعد؟ فرمایا کہ یہ مجھے معلوم نہیں۔“

4.

صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1717 صفحہ نمبر 662 ﴿﴾
 صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1737 صفحہ نمبر 674 ﴿﴾

5. ”عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین جھگڑا ہوا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے عبد بن زمعہ! یہ بچہ تمہارا ہے کیونکہ بچہ اس کا جس کے بستر پر پیدا ہوا، اور اے سودہ! اس سے پردہ کیا کرنا۔ ہم سے قبیلہ نے لیث کے حوالے سے اتنا زیادہ بیان کیا کہ زانی کیلئے پتھر ہیں۔“

- ﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1720 صفحہ نمبر 663﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1721 صفحہ نمبر 663﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث نمبر 2050 صفحہ نمبر 814﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الفرائض حدیث نمبر 1654 صفحہ نمبر 642﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الفرائض حدیث نمبر 1670 صفحہ نمبر 646﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الوصایا حدیث نمبر 18 صفحہ نمبر 41﴾

6. ”حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر مجھے لوگوں کے کہنے کا ڈرنہ ہوتا کہ عمر نے اللہ کی کتاب میں اضافہ کر دیا تو میں رجم کی آیت کو اپنے ہاتھ سے لکھ دیتا۔“

- ﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام باب نمبر 1155 صفحہ نمبر 809﴾

7. ”ابو قلابہ کا بیان ہے کہ خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ نے کسی آدمی کو ہرگز قتل نہیں کیا ماسوائے تین باتوں کے، ایک وہ جو قصاص میں قتل کیا جائے، دوسرا جس نے شادی شدہ ہو کر زنا کیا، تیسرا وہ جو اللہ اور

رسول ﷺ سے لڑا اور مسلمان ہو کر مرتد ہو گیا۔“

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدیات حدیث نمبر 1792 صفحہ نمبر 694﴾

8. ”عکرمہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں معاذ بن مالک حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ شاید تم نے بوسہ دیا یا اشارہ کیا یا دیکھا ہے؟ عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ نہیں۔ پھر آپ نے بغیر کنایہ کے پوچھا کہ کیا صحبت کی ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ اس وقت آپ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم فرمایا۔“

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1726 صفحہ نمبر 666﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام باب نمبر 1155 صفحہ نمبر 809﴾

9. ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ دو آدمی اپنا جھگڑا لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوئے، ایک نے عرض کی کہ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے فیصلہ فرمائیے۔ دوسرا عرض گزار ہوا اس سے زیادہ سمجھدار تھا کہ ہاں یا رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق ہی فیصلہ فرمائیے اور مجھے عرض کرنے کی اجازت دیجئے۔ فرمایا کہ بیان کرو۔ کہا کہ میرا بیٹا اس کے پاس مزدوری کرتا تھا۔ میرے بیٹے نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔ مجھے بتایا گیا کہ تیرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا تو میں نے ایک سو بکریاں اور ایک لونڈی اس کا فدیہ ادا کر دیا، پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ تیرے بیٹے کی سزا سو

کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں تم دونوں کے درمیان ضرور اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ تمہاری بکریاں اور لونڈی واپس دی جائے گی اور تمہارے بیٹے کو سو (100) کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کیلئے جلا وطن کیا جائے گا اور حضرت انیس اسلمی کو حکم فرمایا کہ دوسرے کی بیوی کے پاس جائیں، اگر وہ اعتراف کرے تو اسے سنگسار کیا جائے گا۔ چنانچہ اس نے اعتراف کیا تو اسے سنگسار کر دیا گیا۔“

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1739 صفحہ نمبر 675﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1728 صفحہ نمبر 667﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1734 صفحہ نمبر 673﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1755 صفحہ نمبر 681﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث نمبر 2060 صفحہ نمبر 820﴾

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الوکالہ حدیث نمبر 2152 صفحہ نمبر 850﴾

قارئین کرام ! ان احادیث کے غلط ہونے کا سب سے بڑا ثبوت سورۃ

النور 24 آیت نمبر 2 میں موجود ہے ، جہاں زنا کی سزا

سو (100) کوڑے مقرر کی گئی ہے ، ملاحظہ کیجیے :

1. الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِئَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَيْشَهَّدَ عَلَيْهِنَّ طَائِفَةٌ

مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ (24/2)

”زنا کار عورت اور مرد میں سے ہر ایک کو سوسو کوڑے مارو، اور ان پر اللہ کا حکم چلانے میں ترس نہ کھاؤ، اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت حاضر ہو مسلمانوں کی ایک جماعت“۔ ﴿سورۃ نور 24 آیت 2﴾

2.

فرمان خداوندی ہے :

الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرْمٌ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ (24/3)

” زانی مرد نکاح نہیں کرتا سوائے زانیہ عورت یا مشرکہ سے اور زانیہ عورت نکاح نہیں کرتی سوائے زانی مرد یا مشرک سے اور یہ (ایسا نکاح) مومنوں پر حرام کیا گیا ہے۔“

﴿سورۃ نور 24 آیت 3﴾

اس آیت سے بھی رجم کی نفی ہوتی ہے اور یہ ثابت ہو رہا ہے کہ زنا کرنے والے سزا بھگتنے کے بعد زندہ رہتے ہیں جبکہ رجم میں زنا کرنے والوں کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔

3.

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

فَإِذَا أَحْصَيْنَ فَإِنَّ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ (4/25)

” پس جب یہ لوٹدیاں نکاح میں آجائیں پھر اگر وہ بے حیائی کا کام

رجم گمراہ قوموں کا عمل :

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آپ کے والد نے کہا : قَالَ
 اَرَاغِبُ اَنْتَ عَنِ آلِهَتِي يَا اِبْرَاهِيمُ لَئِنْ لَمْ تَنْتَه
 لَارْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا (19/46) ” اس نے
 جواب دیا کہ اے ابراہیم! کیا تو ہمارے معبودوں سے روگردانی کر
 رہا ہے، سن اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے رجم کر دوں گا، جا، ایک مدت
 دراز تک مجھ سے الگ رہ۔“ ﴿سورۃ مریم 19 آیت نمبر 46﴾

☆ اصحاب قریہ نے رسولوں سے کہا : قَالُوا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ
 لَئِنْ لَمْ تَنْتَهُوا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُم مِّنَّا عَذَابٌ
 اَلِيمٌ (36/18) ” انہوں نے کہا کہ ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں،
 اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں رجم کر دیں گے اور تم کو ہماری طرف سے
 سخت تکلیف پہنچے گی۔“ ﴿سورۃ یاسین 36 آیت نمبر 18﴾

اصحاب کہف میں سے ایک نے دوسرے کو مخاطب کر کے کہا
 : وَكَذَلِكَ بَعَثْنَا هُم لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ قَالَ قَائِلٌ
 مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالُوا
 رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَاْبَعَثُوا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَذِهِ
 اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَا اَزْكَى طَعَامًا فَلْيَاتِكُمْ
 بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا (19)
 اِنَّهُمْ اِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِي
 مَلْتَتِهِمْ وَاَنْ تَفْلِحُوْا اِذَا اَبَدًا (18/19-20)

”اور ہم نے اسی طرح انہیں اٹھایا تا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے

سے سوال کریں، ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا تم یہاں کتنی دیر رہے؟ انہوں نے کہا ہم رہے ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ، انہوں نے کہا تمہارا رب خوب جانتا ہے تم کتنی مدت رہے ہو، پس اپنے میں سے ایک کو اپنا یہ روپیہ دے کر بھیجو شہر کی طرف، پس وہ دیکھے کون سا کھانا پاکیزہ تر ہے، تو وہ اس سے تمہارے لئے لے آئے اور نرمی کرے اور کسی کو تمہاری خبر نہ دے بیٹھے۔ بے شک اگر وہ تمہاری خبر پالیں گے تو تمہیں سنگسار کر دیں گے یا تمہیں لوٹالیں گے اپنی ملت میں اور اس صورت میں تم ہرگز کبھی فلاح نہ پاؤ گے۔ ﴿سورۃ الکہف 18 آیت نمبر 19 تا 20﴾



باب نمبر 10

صحیح بخاری کے مطابق
ایک نئی سزا کا انکشاف

اللہ تعالیٰ نے آزاد مرد اور عورت کے زنا کرنے کی سزا سو (100) کوڑے مقرر کی ہے (24/2) اور فرمایا کہ لونڈیوں کو زنا کرنے پر آدھی سزا یعنی (50) کوڑے مارے جائیں (4/25) لیکن صحیح بخاری میں ایک نئی سزا دریافت کی گئی ہے۔ اسے پڑھیے اور مذہبی پیشوائیت کی عقل کا ماتم کیجیے :

زہری کا قول ہے کہ اگر کنواری لونڈی سے آزاد مرد جماع کر لے تو لونڈی کی قیمت میں جتنی کمی واقع ہوگئی ہے، حاکم اس شخص سے اتنی رقم وصول کرے گا۔“
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاکراه باب نمبر 1043 صفحہ نمبر 720)



باب نمبر 11

صحیح بخاری کے مطابق

روزے کی حالت میں بو سے اور مباشرت کرنا سنت ہے

اللہ تعالیٰ نے حالت روزہ میں اپنی بیوی سے وظیفہ زوجیت کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

أَحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٍ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتُمُوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرُبُوهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (2/187)

”تمہارے لئے حلال کر دیا گیا روزہ کی رات میں اپنی عورتوں سے بے پردہ ہونا، وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کیلئے لباس ہو، اللہ نے جان لیا کہ تم اپنے تئیں خیانت کرتے تھے سو اس نے تمہیں

معاف کر دیا اور تم سے درگزر کی، پس اب تمہیں ان سے مباشرت کی اور اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی چیز کو تلاش کرنے کی اجازت ہے، تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ممتاز ہو جائے پھر رات تک روزے کو پورا کرو۔“

﴿سورة البقرة 2 آیت نمبر 187﴾

لیکن صحیح بخاری میں حضور ﷺ پر الزام لگایا جا رہا ہے کہ آپ (نعوذ باللہ) روزے کی حالت میں اپنی بیویوں سے مباشرت کرتے تھے اور بوسے لیا کرتے تھے۔ پوری حدیث ملاحظہ کیجیے :

”اسود سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ دیتے اور مباشرت بھی کر لیا کرتے تھے اور انہیں تمہاری نسبت اپنی خواہش پر بہت زیادہ قابو تھا۔“

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الصوم یا حدیث 1798 صفحہ 730)

مذہبی پیشوائیت کا کہنا ہے کہ مباشرت کے معنی پلٹانے اور بوس و کنار کے ہیں۔ اگر ان معانی کو بھی صحیح فرض کر لیا جائے تو بھی حضور ﷺ کی پاکیزہ و معطر شخصیت کے دامن پر شہوت پرستی کا داغ لگتا ہے جو کہ کسی مسلمان کیلئے ناقابل برداشت ہے۔ قرآن میں مباشرت کا لفظ سورة البقرة 2 آیت نمبر 187 میں آیا ہے، جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”فا لئن با شر وہن“۔ دنیا میں شائع ہونے والے قرآن کے کسی بھی زبان کے ترجمے میں ”با شر وہن“ کا ترجمہ محض ”پلٹانا یا بوس و کنار“ ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ مذہبی پیشوائیت اپنا پورا زور لگا کر دیکھ لے۔

درج ذیل حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ روزے کی حالت میں اپنی بیویوں کے

بو سے لیا کرتے تھے :

” حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ روزے

کی حالت میں اپنی بعض ازواج مطہرات کو بوسہ دے لیا کرتے تھے، پھر ہنس پڑیں۔“

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الصوم حدیث نمبر 1799 صفحہ نمبر 730)

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الصوم حدیث نمبر 1800 صفحہ نمبر 730)



باب نمبر 12

صحیح بخاری کے مطابق
مضانقہ خیز

اگر عورت کی شرمگاہ سے استحاضہ کی رطوبت آئے تو وہ دوسری عورتوں کے سامنے شلواری اتار کر نماز پڑھ لے اور نیچے پلیٹ رکھ لے۔

صحیح بخاری کی ایک روایت اس طرح ہے۔ :

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی ازواج مطہرات میں سے ایک نے اعتکاف کیا جو مستحاضہ تھیں۔ وہ سرخی اور زردی دیکھتیں تو بعض ہم ان کے نیچے پلیٹ رکھ دیا کرتیں اور وہ نماز پڑھا کرتیں تھیں۔“

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الاعتکاف حدیث نمبر 1900 صفحہ نمبر 764)

اس حدیث پر ہم کوئی لمبی چوڑی بحث نہیں کرنا چاہتے۔ درج ذیل چند احادیث کے حوالہ جات پیش کئے جا رہے ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ ازواج مطہرات کے پاس حیض کی حالت کیلئے علیحدہ سے کپڑے موجود ہوتے تھے۔ اس لئے پلیٹ رکھنے والی بات سمجھ نہیں آتی۔

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الحيض باب نمبر 224 حدیث نمبر 314 صفحہ نمبر 222)

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الحيض باب نمبر 207 حدیث نمبر 292 صفحہ نمبر 214)

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الحيض حدیث نمبر 293 صفحہ نمبر 214)

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الحيض حدیث نمبر 294 صفحہ نمبر 214)

دوسری بات یہ کہ نماز پڑھتے ہوئے حالت قیام میں پلیٹ صرف اسی صورت میں فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے جب انسان بالکل ننگا ہو، کیا مذہبی پیشوائیت ام المؤمنینؓ کا ننگے ہو کر نماز پڑھنا ثابت کرنا چاہتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔؟



باب نمبر 13

صحیح بخاری کے مطابق
صحابہؓ گندے لوگ تھے اور ان سے
بدبو آتی تھی (نعوذ باللہ)

فرمان خداوندی ہے :

قرآن میں اللہ نے فرمایا کہ :

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (2/222)

”بیشک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔“

﴿سورة البقرة 2 آیت نمبر 222﴾

ہمارا ایمان ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قرآن کی اس ہدایت پر عمل کرتے ہوئے صاف ستھرے رہتے تھے لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین (العیاذ باللہ) گندے مندے رہتے تھے یہاں تک کہ ان سے بدبو آتی تھی۔

روایت یہ ہے :

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ

ﷺ کے اصحاب خود کماتے تھے اور ان سے بو آتی تھی ان سے کہا

جاتا کہ کاش! آپ نہا لیتے۔“

(صحیح بخاری جلد اول کتاب البیوع حدیث نمبر 1932 صفحہ نمبر 776)



باب نمبر 14

صحیح بخاری کے مطابق

تصویر حرام یا حلال

صحیح بخاری میں تصویر بنانے کے بارے میں بہت سی احادیث آئی ہیں، چند

ایک ملاحظہ کیجیے :

1. ”سعید بن ابوالحسن سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا جبکہ ایک آدمی نے آ کر عرض کی: اے ابوالعباس! میں ایسا آدمی ہوں جس کا ذریعہ معاش دستکاری ہے اور میں یہ تصویریں بناتا ہوں۔ پس حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں نہیں بتاؤں گا مگر وہی جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو تصویر بنائے گا اسے اللہ تعالیٰ عذاب دے گا یہاں تک کہ وہ اس میں روح پھونک دے اور وہ کبھی بھی اس میں جان نہیں ڈال سکے گا۔ چنانچہ اس آدمی نے سرد آہ بھری اور اس کا چہرہ زرد ہو گیا فرمایا تم پر افسوس ہے، اگر بنانا ہی ہے تو اس درخت جیسی کسی بھی بے جان چیز کی تصویر بنالیا کرو۔“
- (صحیح بخاری جلد اول کتاب البیوع حدیث نمبر 2073 صفحہ نمبر 818)

2. ”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کیلئے ایک تکیہ بھرا جس پر تصویریں بنی ہوئیں تھیں گویا وہ چھاپی ہوئی

تھیں، آپ تشریف لائے تو دو دروازوں کے درمیان کھڑے ہو گئے اور رخ انور کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ میں عرض گزار ہوئی، یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی؟ فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں عرض گزار ہوئی، یہ تکیہ میں نے آپ کیلئے تیار کیا ہے تاکہ اس پر سر مبارک رکھ کر آپ آرام فرمایا کریں۔ فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو اور جس نے تصویر بنائی، قیامت کے روز اسے عذاب دیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے بنایا تھا، اس میں جان ڈالو۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب براء الخلق حدیث نمبر 457 صفحہ نمبر 231)

3. حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتاب یا کسی جاندار کی تصویر ہو۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب براء الخلق حدیث نمبر 458 صفحہ نمبر 232)

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب براء الخلق حدیث نمبر 459 صفحہ نمبر 232)

4. ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتاب یا تصویر ہو۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب براء الخلق حدیث نمبر 460 صفحہ نمبر 232)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 890 صفحہ نمبر 356)

5. ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ کے گھر میں ایک پردہ لٹک رہا تھا جس میں تصویریں تھیں، آپ نے اس پردے کو پھاڑ دیا اور فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو تصویریں بناتے ہیں۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 895 صفحہ نمبر 358)
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 897 صفحہ نمبر 359)
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1042 صفحہ نمبر 409)
 6. ”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ایک

سفر سے واپس آئے تو میں نے ایک پردہ لٹکایا ہوا تھا، جس میں تصویریں تھیں۔ پس آپ نے مجھے حکم دیا کہ اسے اتار دوں تو میں نے اسے اتار دیا۔“
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 896 صفحہ نمبر 358)

7. ”ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک تکیہ خریدا جس پر تصویریں تھیں، حضور ﷺ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے گھر میں داخل ہونے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ ان میں جان ڈالو اور فرمایا کہ جس گھر میں تصویریں ہوں اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 167 صفحہ نمبر 98)
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 897 صفحہ نمبر 359)
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 892 صفحہ نمبر 357)
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 900 صفحہ نمبر 360)

- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 903 صفحہ نمبر 361)
- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب التوحید حدیث نمبر 2402 صفحہ نمبر 975)
- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب التوحید حدیث نمبر 2403 صفحہ نمبر 975)
8. ”حضور ﷺ نے فرمایا کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصویر ہو۔“
- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 890 صفحہ نمبر 356)
- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 898 صفحہ نمبر 359)
9. ”حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز تمام لوگوں سے سخت عذاب تصویر بنانے والے کو ہوگا۔“
- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 891 صفحہ نمبر 357)
10. ”عمران بن حطان نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے کا شانہ اقدس کے اندر تصویر والی کوئی چیز نہ چھوڑتے مگر اسے توڑ پھوڑ کر پھینک دیتے۔“
- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 893 صفحہ نمبر 358)
11. ”حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس سے بڑا ظالم کون ہے جو میری مخلوق جیسی بنانے چل پڑے تو چاہیے کہ ایک دانہ بنا کر دکھائے اور چاہیے کہ ایک ذرہ ہی بنا کر دکھائے۔“
- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 894 صفحہ نمبر 358)
- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 902 صفحہ نمبر 361)
12. ”حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے وعدہ کیا لیکن ان کے آنے میں دیر ہو گئی تو

یہ بات نبی کریم ﷺ پر گراں گزری۔ چنانچہ آپ باہر تشریف لے آئے اور بوقت ملاقات ان سے شکایت کی کہ وقت مقررہ پر کیوں نہ آئے، حضرت جبریل علیہ السلام، آپ کی خدمت میں عرض گزار ہوئے کہ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں تصویر اور کتا ہو۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 902 صفحہ نمبر 361)

تصویر کے جائز ہونے کیلئے ایک مسلمان کیلئے قرآن مجید کی سورۃ سبأ 34 آیت نمبر 13 ہی کافی ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ خدا کے ایک جلیل القدر پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام، جنات سے تصویریں بنواتے تھے۔ قرآن میں ہے :

يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِبَ وَتَمَاثِيلَ
وَجَفَانِكَا الْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَاسِيَاتٍ اعْمَلُوا آلَ
دَاوُدَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ (34/13)

”وہ (جنات) جو وہ (حضرت سلیمان علیہ السلام) چاہتے وہ اس کیلئے قلعے بناتے اور تصویریں (مورتیاں) اور حوض جیسے لگن اور ایک جگہ جمی ہوئی (دیکھیں)، اے خاندان داؤد! تم شکر بجالا کر عمل کرو اور میرے بندوں میں شکر گزار تھوڑے ہیں۔“

﴿سورۃ سبأ آیت نمبر 13﴾

تصویر کے بارے میں اصل اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفت خلق سے مماثلت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی بنائی اور پیدا کی ہوئی چیزوں کی تصویر بنانا ہرگز صفت خلق سے مماثلت پیدا کرنا نہیں کیونکہ ہم جو تصویر بناتے یا کھینچتے ہیں وہ تخلیق نہیں بلکہ تقلید ہے مثلاً سورۃ الفاتحہ کی آیات جیسی کوئی آیت بنانے کی کوشش کرنا تو اللہ تعالیٰ کی صفت خلق سے مماثلت پیدا کرنا ہے لیکن اگر کوئی شخص سورۃ

الفاظ کی نقل کرے یا اس کی عکسی تصویر لے تو یہ اللہ کی صفت خلق سے مماثلت پیدا کرنا نہیں کہلاتا۔ اسی طرح انسانی آنکھ کی پیوند کاری، خدا کی صفت خلق سے مماثلت نہیں کیونکہ اللہ نے آنکھ کو تخلیق کیا جبکہ ڈاکٹر آنکھ کی تخلیق نہیں کرتا بلکہ اللہ کے عطا کردہ علم کے مطابق صفت تقلید سے کام لیتا ہے۔

علاوہ ازیں اوپر بیان کی گئیں احادیث میں بے شمار قابل اعتراض نقاط موجود ہیں لیکن ان سب کو احاطہ تحریر میں لانا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے، بطور مثال ایک دو باتیں پیش خدمت ہیں :

ایک حدیث میں آپ نے پڑھا کہ ”حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ میں کل شب بھی آیا تھا لیکن تصویروں کی وجہ سے واپس چلا گیا۔“

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے بارے میں کہا ہوا ہے کہ :

لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ

(66/6)

”اللہ ان (فرشتوں) کو جو حکم دیتا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔“ ﴿سورۃ التحریم 66 آیت نمبر 6﴾ اس آیت کی روشنی میں یہ کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتے کو حکم دے کہ یہ پیغام لے جاؤ اور میرے نبی کو پہنچا دو لیکن فرشتہ تصویریں دیکھ کر واپس چلا جائے۔ کیا ایسی روایات میں اللہ تعالیٰ کے رتبے کو کم کرنے کی کوشش نہیں کی گئی کہ خدا کو نعوذ باللہ اس بات کا علم ہی نہ تھا کہ اس کے فرشتے تصویروں والے گھر میں جانے کی طاقت نہیں رکھتے۔

ایک حدیث میں کہا گیا ہے کہ ”درخت جیسی بے جان چیز کی تصویر بنا لیا کرو..... آج پریمری کا ایک طالب علم بھی جانتا ہے کہ درخت بے جان نہیں ہوتے۔ وغیرہ



باب نمبر 15

صحیح بخاری کے مطابق

حضرت ابراہیم علیہ السلام جھوٹ بولتے تھے (نعوذ باللہ)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد

فرمایا :

وَإِذْ كُرِّفِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا (19/41)

”اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو، بے شک وہ سچے نبی تھے۔“

﴿سورۃ مریم 19 آیت نمبر 41﴾

اللہ تعالیٰ نے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سچا ہونے کی گواہی قرآن کریم میں دی ہے لیکن صحیح بخاری میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ”کاذب“ قرار دینے کی سر توڑ کوشش کی جا رہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے :

” حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کبھی جھوٹ نہیں بولا ماسوائے تین مواقع کے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 583 صفحہ نمبر 277)

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 584 صفحہ نمبر 277)

اس کے بعد چند احادیث میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کیا (نعوذ

باللہ) جھوٹوں کی تفصیل بیان کی گئی ہے جن کو یہاں تحریر کرنا ہم غیر ضروری خیال کرتے

ہیں کیونکہ ان احادیث میں بھی اصل نقطہ یہی ہے کہ آپ نے واقعی جھوٹ بولے تھے، اس بات کو وہاں ذرا تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے، دلچسپی رکھنے والے احباب اصل کتاب سے دیکھ سکتے ہیں۔ ان کے حوالہ جات ذیل میں پیش کئے جا رہے ہیں :

(صحیح بخاری جلد اول کتاب البیوع حدیث نمبر 2065 صفحہ نمبر 816)

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 584 صفحہ نمبر 277)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 75 صفحہ نمبر 62)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق باب نمبر 165 صفحہ نمبر 131)



باب نمبر 16

صحیح بخاری کے مطابق

عزل

قرآن میں نکاح کے سلسلے میں فرمایا گیا ہے کہ اس کا مقصد محض شہوت رانی نہیں ہونا چاہیے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

1. وَأَحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذَلِكَ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ
مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ (4/24)

”اور ان کے سوا سب عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئیں ہیں بشرطیکہ تم چاہو اپنے مالوں سے قید نکاح میں لانے کو، نہ کہ ہوس رانی کو۔“ ﴿سورة النساء 4 آیت نمبر 24﴾

2. نِسَاءُكُمْ حَرَّتُمْ لَكُمْ فَاتُوا حَرَّتْكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ
(2/223)

”تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں پس اپنی کھیتی میں آؤ جب چاہو۔“ ﴿سورة البقرة 2 آیت نمبر 223﴾

عورتوں کو کھیتی سے تشبیہ دے کر یہ بات سمجھائی جا رہی ہے کہ ان سے وظیفہ زوجیت کا مقصد اولاد حاصل کرنا ہونا چاہیے نہ کہ محض شہوت رانی۔ کسان کھیتی میں ہل چلاتا ہے تو اس کا مقصد فصل حاصل کرنا ہوتا ہے۔

3. أَحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٍ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ (2/187)

☆ ”تمہارے لئے جائز کر دیا گیا روزہ کی رات میں اپنی عورتوں سے بے پردہ ہونا، وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کیلئے لباس ہو، اللہ نے جان لیا کہ تم اپنے تئیں خیانت کرتے تھے سو اس نے تم کو معاف کر دیا اور تم سے درگزر کی پس اب ان سے ملو اور جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، طلب کرو۔“ ﴿سورة البقرة 2 آیت نمبر 187﴾

اس آیت میں بھی مباشرت کا مقصد اولاد حاصل کرنا بتایا جا رہا ہے لیکن صحیح بخاری کی احادیث میں محض شہوت رانی کی نیت سے اپنی عورتوں کے پاس جانا جائز قرار دیا گیا ہے۔ ملاحظہ کیجیے :

”عطاء کا بیان ہے کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب قرآن کریم نازل ہو رہا تھا تو ہم عزل کیا کرتے تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے مبارک زمانہ میں ہم عزل کیا کرتے تھے حالانکہ قرآن مجید نازل ہو رہا تھا۔“
(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 193 صفحہ نمبر 111)

☆ ”عطاء نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ہم عزل کیا کرتے تھے،“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 192 صفحہ نمبر 111)

☆ اس کے علاوہ چند احادیث ایسی ہیں جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، رسول اللہ ﷺ سے قیدی عورتوں سے عزل کرنے سے متعلق استفسار کر رہے ہیں اور حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ عزل کرو یا نہ کرو، جس جان کا پیدا ہونا لکھا جا چکا ہے وہ پیدا ہو کر رہے گی۔ حوالہ جات نوٹ فرمائیں :

(صحیح بخاری جلد اول کتاب البیوع حدیث نمبر 2077 صفحہ نمبر 820)

(صحیح بخاری جلد اول کتاب العتق حدیث نمبر 2362 صفحہ نمبر 925)

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1302 صفحہ نمبر 595)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 194 صفحہ نمبر 111)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب القدر حدیث نمبر 1513 صفحہ نمبر 587)

☆☆☆☆☆

باب نمبر 17

صحیح بخاری کے مطابق

عورت کے پیچھے کے مقام (دبر) میں جماع کرنا درست ہے۔ (نعوذ باللہ)

صحیح بخاری کی ایک حدیث ذرا غور سے پڑھیے گا :

”نافع کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جب قرآن کریم کی تلاوت کرتے تو فارغ ہونے تک کسی سے کلام نہیں کرتے تھے۔ جب ایک روز میں ان کے پاس گیا تو وہ سورۃ البقرۃ کی تلاوت کر رہے تھے، یہاں تک کہ مذکورہ سورۃ پر پہنچے تو مجھ سے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ آیت کس بارے میں نازل ہوئی؟ میں نے نفی میں جواب دیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ فلاں فلاں باتوں کے متعلق نازل ہوئی ہے پھر پڑھنے لگے۔ عبد اللہ، ان کے والد، ایوب، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے ”فَاتُوا حَرَثَكُمْ أَنِّي شِئْتُمْ“ کی تفسیر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کی کہ اپنی بیوی سے..... میں جماع کرے۔ محمد بن یحییٰ بن سعید یحییٰ بن سعید، عبد اللہ، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی روایت کی۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1641 صفحہ نمبر 756)

صحیح بخاری کے دو نسخے میرے سامنے ہیں ایک وہ جسے ”نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی“ نے شائع کیا جبکہ دوسرا ”فرید بکسٹال-38 اردو بازار لاہور“ نے شائع کیا ہے۔ ترجمہ کرنے والے دونوں حضرات کی دیانت ملاحظہ فرمائیے کہ صحیح بخاری کے عربی متن میں ”قال یا تہا فی.....“ کے الفاظ موجود ہیں اور فی کے بعد خالی جگہ ہے اور ”الدبر“ کا لفظ ہی غائب ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ترجمہ میں بھی اس فقرے کو حذف کر دیا گیا ہے۔

اس پر شارح بخاری قسطلانی وغیرہ نے فرمایا کہ بخاری نے ”فی“ کا لفظ ذکر کر کے ”الدبر“ کا لفظ بوجہ کراہیت کے ذکر نہیں کیا اور نہ صحیح بخاری کے تمام نسخوں میں ”فی الدبر“ ہے، ”من الدبر“ نہیں ہے تاکہ یہ سمجھا جاتا کہ عورت کو کچھلی طرف سے ”حرث“ کی جگہ میں استعمال کرے بلکہ ”فی الدبر“ ہے جس کا مطلب ہے کہ خاص دبر میں لواطت کرے۔

علامہ بدرالدین عینی نے صحیح بخاری کی شرح لکھی ہے جو کہ بڑی مستند اور معتبر سمجھی جاتی ہے، مذکورہ حدیث کے بارے میں آپ لکھتے ہیں :

”یہاں اصل کتاب (صحیح بخاری) میں خالی جگہ چھوٹی ہوئی ہے یعنی لفظ ”فی“ کے بعد جمیدی نے ”الجمع بین الصحیحین“ میں کہا ہے ”فی قبلها“ یعنی اپنی بیوی کی شرمگاہ میں۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ اس روایت کو ابن جریر نے اپنی تفسیر میں ابو قتلابہ الرقاشی سے، انہوں نے عبدالصمد بن عبدالوارث سے نقل کیا ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا اور وہاں انہوں نے ”یا تہا فی الدبر“ (اپنی بیوی سے دبر میں جماع) لفظ بیان کیا ہے۔“ (عمدة القاری)۔

علامہ عینی اس مسئلے میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک اس طرح

بیان کرتے ہیں: ”محمد بن سعد نے ابوسلیمان جوزجانی سے نقل کیا ہے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن انسؓ کی خدمت میں حاضر تھا، ان سے ”مجامعت فی الدر“ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر مارا اور فرمایا، ابھی ابھی تو میں اس سے غسل کر کے آ رہا ہوں۔ ایسے ہی ابن القاسم نے ان سے نقل کیا ہے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے کسی ایسے آدمی کو نہیں پایا جس کی میں دین کے بارے میں پیروی اور اقتداء کر سکوں اور وہ اس کے حلال ہونے میں شک کرتا ہو۔ یعنی عورت کے اس کے در میں جماع کرنے کے بارے میں۔ اس کے بعد حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ آیت پڑھی ”نَسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاتُوا حَرْثَكُمْ اَنۡی سِئْتُمْ (2/223)“

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر اور کون سی چیز واضح ہوگی اور میں اس میں ذرا بھی شک نہیں کرتا۔ رہا حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب، اس کے بارے میں تو امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم سے محمد بن الحکم نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کہتے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے اور قیاس یہ ہے کہ وہ حلال ہے۔“

(یعنی بحوالہ مطالب الفرقان جلد سوم صفحہ نمبر 380)

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے اس موقف پر امام محمدؒ سے ایک مناظرہ بھی جیتا، جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے :

امام محمدؒ: کھیتی تو فرج ہی میں ہو سکتی ہے۔

امام شافعیؒ: اس کا مطلب یہ ہوا کہ فرج کے علاوہ باقی سب کچھ حرام ہے۔

امام محمدؒ: ہاں فرج کے علاوہ دوسرے مواقع حرام ہیں۔

امام شافعیؒ: مجھے بتاؤ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی پنڈلیوں کے درمیان یا اس کی کہنیوں کے

درمیان مجامعت کرے تو کیا یہاں کھیتی ہوگی.....؟

امام محمدؒ: نہیں ان جگہوں پر کھیتی نہیں ہوگی۔

امام شافعیؒ: کیا یہ حرام ہوگا.....؟

امام محمدؒ: نہیں۔

امام شافعیؒ: پھر تم جس بات کے خود قائل نہیں اس سے کس طرح استدلال کرتے ہو.....؟

(فتح الباری، بحوالہ مطالب الفرقان جلد سوم صفحہ نمبر 380)

قرآن کی وضاحت:

اوپر آپ نے جو بحث پڑھی ہے وہ سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 223 سے متعلق ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 222 میں ”من حیث امرکم اللہ“ فرما کر پہلے ہی فطری طریق کی طرف اشارہ فرما دیا ہے نیز آیت نمبر 223 میں عورتوں کو ”حرث“ یعنی کھیتی سے تشبیہ دے کر جنسی اختلاط کا مقصد واضح کر دیا۔ قرآن اسی طرح ہر مسئلے کو بڑی آسانی سے حل کر دیتا ہے۔ زیر بحث موضوع کے متعلق ایک حدیث میں ہے:

”عطاء نے فرمایا کہ حاملہ لونڈی کی شرمگاہ کے سوا اور چیزوں سے

فائدہ اٹھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔“

(صحیح بخاری جلد اول کتاب البیوع باب نمبر 1385 صفحہ نمبر 821)



باب نمبر 18

صحیح بخاری کے مطابق

شیطان کھلا دشمن یا دوست

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے :

1. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطَوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ (2/208)

”اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی تابعداری نہ کرو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 208﴾

2. إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ (12/5)

”شیطان تو انسان کا کھلا دشمن ہے“

﴿سورة يوسف سورة نمبر 12 آیت نمبر 5﴾

3. إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا (17/53)

”بے شک شیطان، انسان کا کھلا دشمن ہے۔“

﴿سورة بنی اسرائیل سورة نمبر 17 آیت نمبر 53﴾

4. إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ (7/22)

”بے شک شیطان تمہارا صریح دشمن ہے۔“

﴿سورة الاعراف سورة نمبر 7 آیت نمبر 22﴾

5. وَلَا يَصُدَّنْكُمْ الشَّيْطَانُ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ

(43/62)

”اور شیطان تمہیں (سیدھے راستے سے) روک نہ دے، یقیناً وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔“

﴿سورۃ الزخرف سورہ نمبر 43 آیت نمبر 62﴾

6. أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ

إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ (36/60)

”اے اولاد آدم! کیا میں نے تم سے قول قرار نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔“

﴿سورۃ یاسین سورہ نمبر 36 آیت نمبر 60﴾

اللہ نے شیطان کو کھلا دشمن قرار دیا ہے لیکن صحیح بخاری میں شیطان کو دوست اور استاد ثابت کیا جا رہا ہے..... ملاحظہ کیجیے: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے زکوٰۃ رمضان کی حفاظت پر مقرر فرمایا۔ پس ایک آنے والا آیا اور انا ج میں سے لینے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا خدا کی قسم میں ضرور تمہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ اس نے کہا کہ میں محتاج ہوں اور میرے بچے ہیں اور مجھے سخت ضرورت ہے۔ پس میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! رات تم نے اپنے قیدی کا کیا کیا.....؟ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اس نے سخت حاجت اور بچوں کی شکایت کی تو مجھے ترس آ گیا لہذا میں نے اسے چھوڑ دیا۔ فرمایا کہ اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا۔ میں نے جان لیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمانے کے مطابق ضرور آئے گا۔ چنانچہ وہ پھر آیا اور انا ج میں سے

لے جانے لگا تو میں نے اسے پکڑ لیا۔ کہا کہ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ضرور لے کر جاؤں گا۔ کہا کہ مجھے چھوڑ دو، میں محتاج اور بال بچے دار ہوں۔ پھر نہیں آؤں گا۔ پس مجھے ترس آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح کو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ ابو ہریرہ! اپنے قیدی کا کیا کیا.....؟ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اس نے سخت حاجت اور بال بچوں کی شکایت کی تو مجھے ترس آ گیا اور اسے چھوڑ دیا۔ فرمایا کہ اس نے تم سے غلط کہا ہے اور وہ پھر آئے گا۔ پس میں تیسری رات اس کا منتظر رہا تو وہ آ کر اناج لینے لگا۔ پس میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کروں گا کیونکہ آج آخری اور تیسری رات ہے۔ تم ہر دفعہ کہتے رہے کہ اب نہیں آؤں گا مگر آتے رہے۔ کہا کہ مجھے چھوڑ دو۔ میں آپ کو ایسے الفاظ سکھا دیتا ہوں جو آپ کو نفع دیں گے۔ میں نے کہا کہ وہ کیا ہیں۔ کہا کہ جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو آیت الکرسی آخر تک پڑھ لیا کرو تو ساری رات تم اللہ کی حفاظت میں رہو گے اور صبح تک شیطان تمہارے نزدیک نہیں آسکے گا۔ پس میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے اپنے رات کے چور کا کیا بنایا.....؟ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اس نے مجھے ایسے کلمے سکھانے کا دعویٰ کیا جو مجھے اللہ کے پاس فائدہ دیں تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ فرمایا کہ وہ کیا ہیں.....؟ عرض گزار ہوا کہ اس نے کہا کہ جب تم بستر پر جاؤ تو اوّل سے آخر تک آیت الکرسی پڑھ لیا کرو تو تم برابر اللہ کی حفاظت میں رہو گے اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا اور وہ حضرات نیک کاموں کے بڑے حریص تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بات اس نے سچی کہی ہے جبکہ آپ وہ جھوٹا ہے۔ اے ابو ہریرہ! جانتے ہو یہ تین راتوں تک کون تم سے مخاطب ہوتا رہا.....؟ عرض گزار ہوا..... نہیں۔ فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔“

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الوکالہ باب نمبر 1438 صفحہ نمبر 848)

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب بداء الخلق حدیث نمبر 505 صفحہ نمبر 246)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب تفسیر حدیث نمبر 3 صفحہ نمبر 35)

غور کیجیے کہ حضور ﷺ کے بار بار انتباہ یعنی ”وہ جھوٹا ہے“ کے باوجود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چور کو چھوڑ دیتے تھے.....؟ کیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مملکت کا مال اپنی صوابدید پر بانٹ رہے تھے.....؟ کیا شیطان، انسان کا خیر خواہ ہو سکتا ہے.....؟ کیا امانت میں خیانت کرنا نیک کاموں کی حرص ہے.....؟ کیا حضور ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیطان سے بچنے کا طریقہ پہلے سے ہی نہیں بتا رکھا تھا..... یا اس حدیث سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ (نعوذ باللہ) حضور ﷺ کو خود بھی شیطان سے بچنے کا طریقہ نہیں پتا تھا اگر پتا ہوتا تو دوسرے دن شیطان کیوں آتا۔



باب نمبر 19

صحیح بخاری کے مطابق

ہبہ واپس

صحیح بخاری کی ایک حدیث اس طرح ہے :

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنی

ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس لینے والا کتے کی طرح ہے جو تے کر کے پھراسے کھا لیتا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الہبہ حدیث نمبر 2406 صفحہ نمبر 943)

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الہبہ حدیث نمبر 2434 صفحہ نمبر 953)

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الہبہ حدیث نمبر 2433 صفحہ نمبر 953)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الجلیل حدیث نمبر 1863 صفحہ نمبر 730)

صحیح بخاری میں کتاب الہبہ کے باب نمبر 1618 کا موضوع ہے ”بیٹے کیلئے ہبہ

کرنا۔“ اس باب کے ذیل میں تحریر ایک حدیث مسلمانوں کو دعوت فکردے رہی ہے۔ ملاحظہ کیجیے :

”حمید بن عبد الرحمن اور محمد بن نعمان بن بشیر نے حضرت نعمان بن بشیر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ان کے والد ماجد انہیں لے کر

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ میں نے

اپنے اس بیٹے کو غلام دے دیا ہے۔ فرمایا تو اسے واپس کرو۔“

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الہبہ حدیث نمبر 2403 صفحہ نمبر 942)

نیز

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الہبہ حدیث نمبر 2404 صفحہ نمبر 942)

باب نمبر 20

صحیح بخاری کے مطابق
رضی اللہ عنہ صحابہ، حضور و اولیائہ

کی بات نہیں مانتے تھے

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا :

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (4/65)

”پس قسم ہے آپ کے رب کی وہ مومن نہ ہونگے جب تک آپ کو منصف نہ بنائیں اس جھگڑے میں جو ان کے درمیان اٹھے پھر وہ اپنے دلوں میں آپ کے فیصلہ سے کوئی تنگی نہ پائیں اور اس کو خوشی سے تسلیم کر لیں۔“ ﴿سورۃ النساء 4 آیت نمبر 65﴾

صحیح بخاری میں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، حضور و اولیائہ کے فیصلوں

کو نعوذ باللہ رد کر دیا کرتے تھے۔ ملاحظہ کیجیے :

”حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک انصاری کے ساتھ جھگڑا کیا جو غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے شریک ہوا تھا۔ ایک پتھر لی زمین کی نالی پر جھگڑا تھا جس سے

دونوں پانی پلایا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے زبیر! تم پانی پلا لو پھر اپنے ہمسائے کی طرف بھیج دو۔ پس انصاری نے ناراض ہو کر کہا، یا رسول اللہ ﷺ! وہ آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں، پس رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور فرمایا کہ پانی پلا لینا اور پھر روک لینا یہاں تک کہ منڈیروں تک لبریز ہو جائے۔“

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلح حدیث نمبر 2515 صفحہ نمبر 911)



جلد دوم

باب نمبر 21

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہ کرامؓ کے مختلف قرآن

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا :

1. **إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (15/9)**
 ”بے شک ہم ہی نے یہ قرآن نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔“

﴿سورۃ الحجر سورہ نمبر 15 آیت نمبر 9﴾

2. **لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ (10/64)**

”اللہ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں۔“

﴿سورۃ یونس سورۃ نمبر 10 آیت نمبر 64﴾

3. **وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدَّلَ لِكَلِمَاتِهِ**

(6/115)

”آپ کے رب کا کلام سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے، اس کے کلام

کا کوئی بدلنے والا نہیں۔“ ﴿سورۃ الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 115﴾

4. **وَلَا مُبَدَّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ (6/34)**

”اور کوئی بدلنے والا نہیں اللہ کی باتوں کو۔“

﴿سورۃ الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 34﴾

5. وَأَتْلُ مَا أُوْحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدَّلَ لِكَلِمَاتِهِ
وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا (18/27)

”اور آپ پڑھیں جو آپ کی طرف آپ کے رب کی کتاب وحی کی گئی ہے، اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور تم ہرگز نہ پاؤ گے اس کے سوا کوئی پناہ گاہ۔“ ﴿سورۃ الکہف سورہ نمبر 18 آیت نمبر 27﴾

اللہ کا فرمان آپ نے پڑھا کہ قرآن میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ دار خود خدا ہے، لیکن صحیح بخاری کی احادیث میں بتایا گیا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان قرآن کے بارے میں بڑا اختلاف تھا۔ اس کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں :

1. ”سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کرنے والے) اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے، پھر یہ واقعہ بیان فرمایا (جبکہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا) کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے (درحقیقت حضرت موسیٰ علیہ السلام) پہلی دفعہ بھول چوک سے معترض ہوئے تھے، دوسری مرتبہ بطور شرط اور تیسری بار جان بوجھ کر اعتراض کیا تھا، اسی لیے تو انہوں نے کہا تھا کہ میری بھول (اعتراض) پر گرفت نہ کرو اور میرے (اس ملاقات کے) کام میں مشکل پیدا نہ کرو (اس کے بعد) دونوں کو ایک لڑکا ملا جس کو حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کر دیا، پھر دونوں چلے یہاں

تک کہ ایک دیوار پائی جو گر نے ہی والی تھی تو حضرت خضر علیہ السلام نے اسے صحیح حالت میں کھڑا کر دیا (اس واقعہ کے اندر) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت میں (وَرَاءَهُمْ مَلِكٌ كِي جگہ) اِمَامَهُمْ مَلِكٌ ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الشروط حدیث نمبر 1 صفحہ نمبر 25)

یاد رہے کہ قرآن پاک میں یہ الفاظ سورۃ الکہف سورہ نمبر 18 کی آیت نمبر 79 میں اس طرح لکھے ہوئے ہیں: وَرَاءَهُمْ مَلِكٌ۔

2. قرآن کریم کی سورۃ الیل سورہ نمبر 92 آیت نمبر 3 کے الفاظ یہ ہیں :

وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ (92/3)

لیکن صحیح بخاری میں حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ سے خود سنا ہے کہ یہ آیت اس طرح ہے :

وَالذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ

پوری حدیث ملاحظہ کیجیے :

ابراہیم نخعی کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے (شام) گئے۔ پس وہ خود ان کی تلاش میں نکلے اور ان کے پاس جا پہنچے۔ پھر فرمایا: تم میں سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح کون قرآن کریم پڑھتا ہے.....؟ ہم نے کہا: سارے اسی طرح پڑھتے ہیں۔ فرمایا: تم میں سے زیادہ کس کو یاد ہے.....؟ ساتھیوں نے علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب اشارہ کیا۔ فرمایا، جس طرح تم نے ان سے سنا ہے اسی طرح سورہ والیل پڑھو۔ پس علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سورۃ میں ”وَالذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ“ پڑھا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اسی

طرح پڑھتے ہوئے سنا ہے اور یہ لوگ (شامی) چاہتے ہیں کہ میں ”وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَى“ پڑھوں۔ خدا کی قسم میں ان کی بات نہیں مانوں گا۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2054 صفحہ نمبر 1006)

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2053 صفحہ نمبر 1006)

صحیح بخاری کو مکمل طور پر درست کہنے والے اپنے اپنے قرآن کے نسخوں میں تبدیلی کر لیں یا اس حدیث کو غلط مان لیں۔

ایک حدیث اس طرح ہے :

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سورۃ الفرقان کی تلاوت کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی حیات مقدسہ میں سنا۔ پس میں نے کئی حروف کو اس طرح پڑھتے ہوئے انہیں سنا کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائے تھے۔ پس میں نے نماز میں ہی ان پر ٹوٹ پڑنے کا ارادہ کیا لیکن میں نے سلام تک انتظار کیا اور پھر ان کی گردن میں ان کی یا اپنی چادر ڈال کر کہا تمہیں یہ سورۃ کس نے پڑھائی ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی ہے۔ میں نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، خدا کی قسم، رسول اللہ ﷺ نے تو یہ سورۃ مجھے پڑھائی ہے جو میں نے تمہیں پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ پس میں انہیں کھینچتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گیا اور عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے انہیں سورۃ فرقان ایسے انداز میں پڑھتے ہوئے سنا ہے جس طرح آپ نے مجھے نہیں پڑھائی، حالانکہ مجھے بھی آپ نے سورۃ الفرقان پڑھائی ہے۔ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عمر! انہیں چھوڑ دو۔ اے ہشام پڑھو۔ پس انہوں نے اسی طرح پڑھا جیسے میں نے انہیں پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر! تم پڑھو۔ پس میں نے پڑھا تو فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ قرآن کریم سات انداز پر (قراتوں میں) نازل ہوا ہے۔ پس اسی قرات میں پڑھو جو جس کیلئے آسان ہو۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب استنابۃ المرتدین باب نمبر 1036 صفحہ نمبر 712)



باب نمبر 22

صحیح بخاری کے مطابق
 ام المومنینؓ اور صحابہ کرامؓ کو لالچی اور
 موقع پرست قرار دینا

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ :

وَأَحْضَرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ (4/128)

”طمع ہر نفس میں شامل کر دی گئی ہے“

﴿سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 128﴾

لیکن:

وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

(59/9)+(64/16)

”اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا جائے وہی کامیاب

ہے۔“

﴿سورۃ النفاہین سورہ نمبر 64 آیت نمبر 16 اور سورۃ المحشر سورہ نمبر 59 آیت نمبر 9﴾

ہمارا ایمان ہے کہ امہات المومنینؓ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، انہیں

کامیاب لوگوں میں شامل تھے جو طمع و لالچ سے بچے ہوئے تھے لیکن صحیح بخاری میں ان

ہستیوں کو لالچی اور موقع پرست ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ملاحظہ کیجیے :

1. ”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں اور کہا کہ میں نے اپنے مالکوں سے اس طرح نو (9) اوقیہ پر آزاد ہونے کا معاہدہ کیا ہے کہ ہر سال ایک اوقیہ ادا کروں گی تو آپ اس سلسلے میں میری مدد فرمائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اگر وہ لوگ رضا مند ہو جائیں تو میں اس شرط پر تمہاری پوری قیمت یکمشت ادا کر دوں کہ تمہاری میراث میرے لیے ہو۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الشروط حدیث نمبر 2 صفحہ نمبر 25)

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الشروط حدیث نمبر 7 صفحہ نمبر 37)

2. ایک حدیث کچھ اس طرح ہے :

”عبداللہ بن کعب کا بیان ہے کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عبداللہ بن کعب بن مالک کا بیان ہے کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مرض کے اندر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جس کے اندر آپ کا وصال ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ اے ابوالحسن، رسول اللہ ﷺ کے مزاج کیسے ہیں؟ فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ بہتر حالت میں ہیں۔ اس پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: کیا تم دیکھتے نہیں کہ تین دن کے بعد خدا کی قسم تم لاٹھی سے ہانکے جاؤ گے۔ خدا کی قسم، بے شک میں نے دیکھ لیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عنقریب اس بیماری میں وفات پا جائیں گے کیونکہ میں نے بنی عبدالمطلب کے

چہرے موت کے وقت دیکھے ہیں۔ پس ہمیں چاہیے کہ جا کر رسول اللہ ﷺ سے اس امر کا سوال کریں کہ خلافت کن کے پاس رہے گی۔ اگر وہ ہم میں ہوگی تو ہمیں علم ہو جائے گا اور اگر ہمارے سوا دوسرے لوگوں میں رہے گی تو ہم عرض کریں گے کہ ہمارے لیے وصیت فرمادی جائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم، اگر ہم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات پوچھی اور آپ نے انکار فرمادیا تو لوگ کبھی ہمیں خلافت نہیں دیں گے۔ لہذا میں تو رسول اللہ ﷺ سے یہ کبھی نہیں پوچھوں گا۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاستذان حدیث نمبر 1195 صفحہ نمبر 472)

اس حدیث میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک طرف حضور ﷺ موت و حیات کی کشمکش میں ہیں جبکہ دوسری طرف حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت کی پڑی ہوئی ہے۔ دوسری بات یہ کہ دونوں حضرات خلافت کو غیر اخلاقی طریقے سے بھی حاصل کرنے پر راضی نظر آتے ہیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے خلافت کا سوال نہیں کیا تو صرف اس خوف سے کہ کہیں آپ انکار نہ کر دیں۔

اس طرح کی سوچ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب کرنا دین کی کون سی خدمت ہے.....؟



باب نمبر 23

صحیح بخاری کے مطابق
صحابہؓ کو چور قرار دینا

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

1. وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءَ بِمَا كَسَبَا
نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ☆ فَمَن تَابَ مِن بَعْدِ ظُلْمِهِ
وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ☆

(5/38-39)

”چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، یہ سزا ہے اس کی جو انہوں نے کیا، عبرت ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ پس جس نے توبہ کی اپنے ظلم کے بعد اور اصلاح کر لی تو بے شک اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“ ﴿سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 38 تا 39﴾

2. حضور ﷺ، امت سے چوری نہ کرنے کی بھی بیعت لیتے تھے

(سورۃ الممتحنہ سورہ نمبر 60 آیت نمبر 12)

اللہ تعالیٰ نے چوری کو جرم قرار دیا ہے جبکہ صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث میں حضور ﷺ کے جانثاروں کو اس جرم کا مرتکب ٹھہرانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ حدیث

ملاحظہ کیجیے :

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنی سہم کا ایک آدمی، تمیم داری اور عدی بن بداء کے ساتھ سفر کو نکلا۔ پس ایسے ملک میں سہمی کا انتقال ہو گیا جہاں مسلمان کوئی نہ تھا۔ جب وہ اس کے سامان کو لے کر واپس لوٹے اور وہ اس کے ورثاء کو دیا تو سامان میں چاندی کا وہ جام نہ تھا جس پر سنہری نقش و نگار تھے۔ بارگاہ رسالت میں شکایت پہنچائی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے قسم لی، وہ قسم کھا گئے۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ سے وہ جام مل گیا اور مالکوں نے بتایا کہ ہم نے اسے تمیم داری اور عدی بن بداء سے خریدا تھا۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الوصایا باب نمبر 44 صفحہ نمبر 58)



باب نمبر 24

صحیح بخاری کے مطابق گدھا حلال ہے

صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث میں گدھے کے گوشت کو حلال قرار دیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے :

1. ”حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، یہاں تک کہ مکہ معظمہ کے کسی راستے پر چلتے ہوئے اپنے بعض ساتھیوں سمیت پیچھے رہ گئے۔ ساتھیوں میں بعض محرم تھے اور بعض غیر محرم۔ اسی اثنا میں ہم نے ایک وحشی گدھا دیکھا تو میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے ساتھیوں سے اپنا کوڑا مانگا تو انہوں نے انکار کیا، جب اپنا نیزہ مانگا تب بھی انہوں نے انکار کیا تو میں نے خود یہ چیزیں لیں اور وحشی گدھے پر حملہ کر کے اسے شکار کر لیا۔ اصحاب رسول عربی ﷺ میں سے بعض حضرات نے اس کا گوشت کھایا اور بعض نے کھانے سے انکار کر دیا۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئے تو اس بارے میں آپ سے دریافت کیا گیا۔ ارشاد فرمایا کہ بے شک یہ تو کھانے کی چیز ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے کھلائی ہے۔ زید بن اسلم، عطاء بن یسار، ابو قتادہ سے بھی وحشی گدھے کے بارے میں اس حدیث ابو النصر کی مثل روایت ہے، اس میں یہ بھی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا اس کے گوشت

میں سے کچھ بچا ہوا تمہارے پاس ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 174 صفحہ نمبر 103)

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 118 صفحہ نمبر 83)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاطعمہ حدیث نمبر 372 صفحہ نمبر 184)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر 453 صفحہ نمبر 213)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر 453 صفحہ نمبر 213)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر 455 صفحہ نمبر 213)

ان حوالہ جات میں جلد دوم حدیث نمبر 118 اور جلد سوم حدیث نمبر

372 میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے بھی وحشی گدھے کا گوشت

تناول فرمایا۔

قرآن کی رُو سے حالتِ اضطرار میں حرام کھانے کی اجازت

ہے (2/173,5/3,6/146,16/115) لیکن ان احادیث میں کہیں بھی اضطراری

حالت ثابت نہیں ہوتی۔ گدھے کے حلال ہونے کے بارے میں ایک اور حدیث ملاحظہ

کیجیے :

2. ”سفیان بن عمینہ سے عمرو بن دینار نے کہا کہ میں نے حضرت جابر

بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔ انہوں نے

فرمایا کہ بصرے میں ہمارے نزدیک حضرت حکم بن عمرو غفاری بھی

یہی فرماتے ہیں لیکن علوم کا یہ سمندر یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہ اس بات کا انکار کرتے ہیں اور انہوں نے یہ آیت پڑھی

(قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ

يَكُونُ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رَجَسٌ أَوْ فِسْقًا
 أَهْلًا لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ
 رَّحِيمٌ۔ 6/145۔ آپ فرمادیجیے جو وحی مجھے دی گئی ہے اس میں کسی
 کھانے والے پر کوئی کھانا حرام نہیں پاتا، مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا
 خون، یا سور کا گوشت، پس وہ ناپاک ہے یا گناہ کا (نا جائز
 ذبیحہ) جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو، پس جو لاچار ہو جائے، نہ
 نافرمانی کرنے والا ہو اور نہ سرکش ہو تو بے شک تیرا رب بخشنے والا
 نہایت مہربان ہے۔ سورة الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 145۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر 492 صفحہ نمبر 225)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ :

3.

”رسول اللہ ﷺ سے گدھے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ
 نے فرمایا کہ (فقال ما انزل علی فیہا الا ہذہ الایۃ الجامعۃ
 الفاذۃ) یعنی اس بارے میں کوئی حکم نازل نہیں ہوا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 124 صفحہ نمبر 85)

آپ نے حضور ﷺ سے منسوب الفاظ پر غور فرمایا ہے جو صحیح بخاری
 میں دیئے گئے ہیں؟..... ایک دفعہ پھر پڑھیے :

”مَا أُنزِلَ عَلَيَّ فِيهَا“

”(گدھے کے بارے میں) اس (قرآن) میں مجھ پر کچھ نازل
 نہیں کیا گیا۔“

کیا صاحب قرآن پر یہ الزام لگانا درست ہے جبکہ قرآن میں گدھے
 کے بارے میں کافی آیات موجود ہیں مثلاً :

1. وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ (16/8)

”اور گھوڑے اور نچر اور گدھے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور زینت کیلئے پیدا کیے اور وہ پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے۔“

﴿سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 8﴾

2. وَانظُرْ إِلَى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لحمًا (2/259)

”اور اپنے گدھے کی طرف دیکھ اور ہم تجھے لوگوں کیلئے ایک نشانی بنائیں گے اور ہڈیوں کی طرف دیکھ ہم انہیں کس طرح جوڑتے ہیں پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں۔“

﴿سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 259﴾

3. وَأَقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ (31/19)

”اور اپنی آواز کو پست رکھ، بے شک آوازوں میں سے سب سے نا پسندیدہ آواز گدھے کی ہے۔“

﴿سورۃ لقمن سورہ نمبر 31 آیت نمبر 19﴾

4. مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا (62/5)

”جن لوگوں کو تورات دی گئی اور پھر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا، ان کی مثال گدھے کی سی ہے جو کتا میں لادے ہوئے ہے۔“

﴿سورة الجمعة سورة نمبر 62 آیت نمبر 5﴾

5. فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكَرَةِ مُعْرِضِينَ ☆ كَانَهُمْ حُمُرٌ

مُسْتَنْفِرَةٌ ☆ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ (74/49-51)

”انہیں کیا ہوا کہ وہ نصیحت سے منہ پھرتے ہیں گویا کہ وہ بھاگے

ہوئے گدھے ہیں، بھاگے جاتے ہیں شیر سے۔“

﴿سورة المدثر سورة نمبر 74 آیت نمبر 49 تا 51﴾

☆☆☆☆

باب نمبر 25

صحیح بخاری کے مطابق

لوگوں تک قرآن مت پہنچاؤ

قرآن صرف مسلمانوں کیلئے ہی نہیں بلکہ سارے جہان کے لوگوں کی ہدایت کیلئے نازل کیا گیا۔ ملاحظہ کیجیے :

سورۃ یوسف سورہ نمبر 12 آیت نمبر 104

سورۃ ص سورہ نمبر 38 آیت نمبر 87

سورۃ قلم سورہ نمبر 68 آیت نمبر 52

سورۃ تکویر سورہ نمبر 81 آیت نمبر 27

سورۃ ابراہیم سورہ نمبر 14 آیت نمبر 1

سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 185

سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 138

سورۃ روم سورہ نمبر 30 آیت نمبر 58

سورۃ الزمر سورہ نمبر 39 آیت نمبر 41۔

فرمان خداوندی ہے :

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ

لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ (5/67)

”اے رسول ﷺ! پہنچا دو جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر

نازل کیا گیا ہے اور اگر یہ نہ کیا تو گویا اس کا پیغام نہیں پہنچایا۔“

﴿سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 67﴾

آج مسلمان اور غیر مسلم دانشور سب جانتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔ سوال یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام کن لوگوں تک پہنچایا.....؟ صرف مسلمانوں تک یا سارے جہان کے لوگوں تک۔ جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اللہ کے حکم (درج بالا آیات) کے مطابق تمام لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچایا۔ اب مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ قرآن کی آواز کو غیر مسلموں تک پہنچائیں، لیکن مندرجہ ذیل حدیث پڑھ کر ہر عقل رکھنے والا مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ یہ حدیث کسی غیر مسلم کی وضع کی ہوئی ہے جس میں قرآن کی آواز کو محدود کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ملاحظہ کیجیے :

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

قرآن مجید لے کر دشمن کے ملک سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 243 صفحہ نمبر 130)

مغرب میں اسلام کے متعلق پیدا ہونے والی غلط فہمیاں، ماضی میں اس حدیث پر عمل کرنے کا نتیجہ معلوم ہوتی ہیں۔

☆☆☆☆☆

باب نمبر 26

صحیح بخاری کے مطابق
قتل مرتد

1. کیا مرتد کی سزا موت ہے.....؟ ملاحظہ کیجیے صحیح بخاری کی چند احادیث :

”عکرمہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض لوگوں کو جلادیا۔ جب یہ خبر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو فرمایا کہ اگر ان کی جگہ میں ہوتا تو انہیں بالکل نہ جلاتا کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرح کسی کو عذاب نہ دو، لیکن انہیں قتل ضرور کرتا، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جو اپنا دین تبدیل کر لے اسے قتل کر دو۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 270 صفحہ نمبر 139)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب استنابۃ المرتدین حدیث نمبر 1814 صفحہ نمبر 705)

2. ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا اور دونوں حضرات کو ان کے صوبے الگ الگ بتائے کیونکہ یمن کے دو صوبے تھے، آپ نے دونوں حضرات کو تاکید فرمائی کہ نرمی سے کام لینا اور لوگوں پر سختی نہ کرنا، لوگوں کو خوش رکھنے کی کوشش کرنا اور انہیں ناراض نہ کرنا۔ چنانچہ دونوں حضرات اپنے اپنے صوبے میں چلے گئے اور دونوں حضرات میں سے

جب بھی کوئی دوسرے کی ملحقہ حدود کے قریبی علاقے میں دورہ فرماتے تو ایک دوسرے سے ملاقات کرتے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریبی علاقے میں دورہ کیا اور یہ اپنے خچر پر سوار تھے تو یہ ان کے پاس جا پہنچے، اس وقت وہ بیٹھے ہوئے تھے اور بہت سے لوگ ان کے گرد جمع تھے۔ دیکھا تو ان کے پاس ایک ایسا آدمی بھی تھا جس کے ہاتھ اس کی گردن سے بندھے ہوئے تھے، انہوں نے دریافت کیا کہ اے عبد اللہ بن قیس! اسے کیوں باندھا ہوا ہے؟ جواب دیا کہ یہ آدمی مسلمان ہونے کے بعد پھر کافر ہو گیا ہے۔ فرمایا کہ میں اس وقت تک سواری سے نہیں اُتروں گا جب تک اس کو قتل کر دینے کا حکم صادر نہیں کر دیا جائے گا۔ کہا اسے قتل کرنے کیلئے ہی تو لایا گیا ہے، پس اس کو قتل کر دینے کا حکم دیا اور وہ قتل کر دیا گیا، پھر یہ سواری سے اُتر آئے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1472 صفحہ نمبر 677)

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1474 صفحہ نمبر 678)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب استنابۃ المرتدین حدیث نمبر 1815 صفحہ نمبر 705)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث نمبر 2028 صفحہ نمبر 802)

یمن کا حاکم بناتے وقت حضور ﷺ نے جو تائید ان دونوں حضرات کو کی تھی، کیا یہی طریقہ تھا اس پر عمل کرنے کا؟

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ (2/256)

”دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 256﴾

2. وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ (18/29)

”آپ کہہ دیں حق تمہارے رب کی طرف سے ہے، پس جو چاہے سوا ایمان لائے اور جو چاہے انکار کر دے۔“

﴿سورة الكهف سورة نمبر 18 آیت نمبر 29﴾

3. قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّٰ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ (10/108)

”آپ کہہ دیں، اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق پہنچ چکا تو جس نے ہدایت پائی، صرف اپنی جان کیلئے ہدایت پائی اور جو گمراہ ہوا تو صرف اپنے برے کو گمراہ ہوا اور میں تم پر مختار نہیں ہوں۔“ ﴿سورة يونس سورة نمبر 10 آیت نمبر 108﴾

جبکہ مذہبی پیشوائیت کا اصرار ہے کہ جو شخص اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جائے، اس کی سزا قتل ہے۔ اللہ کریم، قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

”وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ☆ كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَاهَدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ☆ أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ☆ خَالِدِينَ فِيهَا لَا

يُخَفِّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ☆ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (3/85-89)

”اور جو کوئی چاہے گا اسلام کے سوا کوئی اور دین تو اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں سے ہوگا، اللہ ایسے لوگوں کو کیونکر ہدایت دے گا جو کافر ہو گئے اپنے ایمان کے بعد اور گواہی دے چکے کہ یہ رسول (ﷺ) سچے ہیں اور ان کے پاس کھلی نشانیاں آگئیں اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ ایسے لوگوں کی سزا ہے کہ ان پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی، مگر جن لوگوں نے اس کے بعد توبہ کی اور اصلاح کی تو بیشک اللہ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔“

﴿سورة آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 85 تا 89﴾

آپ نے غور فرمایا کہ قرآن نے کس طرح بات کو نکھار کر بیان کیا ہے۔ قرآن کے ان الفاظ ”مگر جن لوگوں نے اس کے بعد توبہ کی اور اصلاح کی“ نے مذہبی پیشوائیت کے بھاگنے کے تمام راستے بند کر دیئے ہیں کہ اگر مرتد کی سزا قتل ہوتی تو توبہ اور اصلاح کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایک اور مقام پر اللہ نے فرمایا :

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ أَرَادُوا كُفْرًا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيُغْفِرْ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا (4/137)

”بے شک جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر

کافر ہوئے پھر کفر میں بڑھتے رہے، اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا اور نہ انہیں سیدھی راہ دکھائے گا۔“

﴿سورة النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 137﴾

اگر مرتد کی سزا قتل ہوتی تو ”ثُمَّ كَفَرُوا“ کے بعد ”ثُمَّ آمَنُوا“ کے الفاظ ہرگز نہ آتے کیونکہ ایک مسلمان جب کافر ہو جاتا تو اسے قتل کر دیا جاتا تھا، اس کے بعد ”ثُمَّ آمَنُوا“ اور پھر ”ثُمَّ كَفَرُوا“ کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

قرآن اپنی ہر بات کو دلیل و برہان اور بصیرت و فراست کی رُو سے تسلیم کرنے کی دعوت دیتا ہے اسی لیے اس نے فرمایا :

قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي (12/108)

”آپ کہہ دیں یہ میرا راستہ ہے، میں اور میری اتباع کرنے والے علیٰ وجہ البصیرت خدا کی طرف دعوت دیتے ہیں۔“

﴿سورة يوسف سورہ نمبر 12 آیت نمبر 108﴾

اس لیے وہ اس ایمان کو ایمان ہی تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں جو دلوں میں داخل نہ ہوا ہو۔ چنانچہ فرمایا :

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا
أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ (49/14)

”دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے، آپ کہہ دیں کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ تم یوں کہو کہ ہم اسلام لائے، ایمان تو ابھی تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔“

﴿سورة الحجرات سورہ نمبر 49 آیت نمبر 14﴾

یعنی جب تک ایمان دلوں میں داخل نہ ہو، بندہ مومن نہیں ہو سکتا۔ ایک آدمی دل سے اسلام کو قبول نہیں کرتا، ظاہر ہے وہ مومن نہیں ہو سکتا لیکن مذہبی پیشوائیت کا اصرار ہے کہ تمہیں زبردستی مومن ہی بن کر رہنا ہوگا ورنہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا۔ فرض کریں ایک آدمی مولویوں کے ڈر سے دین اسلام سے مُرد ہونے کا اعلان نہیں کرتا تو کیا اس طرح وہ مومن رہے گا؟ قرآن نے بتایا ہے کہ یہ عقیدہ فرعون کا تھا :

☆ قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنْتُمْ بِهِ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ إِنَّ هَذَا لَمَكْرٌ مَكْرَتُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُوا مِنْهَا أَهْلَهَا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ (123) لَا قُطْعَنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ (124)

”فرعون کہنے لگا کہ تم موسیٰؑ پر ایمان لائے ہو بغیر اس کے کہ میں تم کو اجازت دوں بے شک یہ سازش تھی جس پر تمہارا عمل درآمد ہوا ہے اس شہر میں تاکہ تم سب اس شہر سے یہاں کے رہنے والوں کو باہر نکال دو۔ سواب تم کو حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے۔ میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا۔ پھر تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا۔“

﴿سورة الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 123 تا 124﴾

☆ قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرٌ كُمْ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ لَا قُطْعَنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَلَا صَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ (26/49)

”فرعون نے کہا کہ میری اجازت سے پہلے تم اس پر ایمان لے آئے

یقیناً یہی تمہارا وہ بڑا (سردار) ہے جس نے تم سب کو جادو سکھایا ہے، سو تمہیں ابھی ابھی معلوم ہو جائے گا، قسم ہے میں ابھی تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے طور پر کاٹ دوں گا اور تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا۔“

﴿سورۃ الشعراء سورہ نمبر 26 آیت نمبر 49﴾

قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ أَدْنِ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرٌ كُمْ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَا قَطْعَنَّ أَيَدِيكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَلَا صَلْبِنَكُمْ فِي جُدُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمَنَّ آيِنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَى (20/71)

☆

”فرعون کہنے لگا کہ کیا میری اجازت سے پہلے ہی تم اس پر ایمان لے آئے؟ یقیناً یہی تمہارا وہ بڑا بزرگ ہے جس نے تم سب کو جادو سکھایا ہے، (سن لو) میں تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے سیدھے کٹوا کر تم سب کو کھجور کے تنوں میں سولی پر لٹکوا دوں گا اور تمہیں پوری طرح معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کس کی مار زیادہ سخت اور دیر پا ہے۔“

﴿سورۃ طہ سورہ نمبر 20 آیت نمبر 71﴾

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے بھی یہی کہا تھا :

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُوذُنَّ فِي مِلَّتِنَا قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ (7/88)

”ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا کہ اے شعیب! ہم آپ کو اور

جو آپ کے ہمراہ ایمان والے ہیں ان کو اپنی بستی سے نکال دیں گے

اللہ یہ کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آ جاؤ۔ شعیب علیہ السلام نے جواب دیا کہ کیا

ہم تمہارے مذہب میں آجائیں گو ہم اس کو مکروہ ہی سمجھتے ہوں۔“

﴿سورة الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 88﴾

یہی بات دیگر رسل کو کہی گئی :

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ أَرْضِنَا أَوْ
لَتَعُوذُنَّ فِي مِلَّتِنَا فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ

الظَّالِمِينَ (14/13)

”کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تمہیں ملک بدر کر دیں گے یا تم پھر
سے ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ۔ تو ان کے پروردگار نے ان کی طرف وحی
بھیجی کہ ہم ان ظالموں کو ہی غارت کر دیں گے۔“

﴿سورة ابراہیم سورہ نمبر 14 آیت نمبر 13﴾

مذہبی پیشوائیت کا مغالطہ :

قرآن نے مُرتد اور باغی میں فرق کیا ہے، اسلام ایک سسٹم کا نام ہے، مرتد وہ
ہے جسے اس سسٹم سے اختلاف ہو جائے لیکن وہ اس ملک میں پُر امن شہری کے طور پر رہنا
چاہے۔ قرآن کے نزدیک یہ کوئی جرم نہیں کہ ایک شخص عیسائی بن کر ملک میں رہنا چاہتا
ہے یا یہودی بن کر۔ جب یہ جرم ہی نہیں تو قرآن نے اس کی سزا بھی تجویز نہیں کی۔ جبکہ
باغی وہ ہوتا ہے جو اسلامی نظام کو الٹنے کی کوشش کرتا ہے، قرآن نے اسے جرم قرار دیا ہے
اور اس کی سزا مقرر کی ہے۔ قرآن میں ہے :

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي
الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ
وَأَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ
فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (5/33)

”جو اللہ اور رسول (کے نظام) کے خلاف جنگ کریں اور ملک میں فساد کرتے پھریں، ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے، یہ تو ہوئی ان کی دنیوی ذلت اور خواری اور آخرت میں ان کیلئے بڑا بھاری عذاب ہے۔“

﴿سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 33﴾

اسلام کے معنی ہی چونکہ سلامتی کے ہیں، اس لیے اس نے باغی کیلئے بھی رجوع کا دروازہ کھلا رکھا ہے کہ اگر کوئی باغی گرفتار ہونے سے قبل توبہ کر لیتا ہے تو اسے معاف کیا جاسکتا ہے چنانچہ فرمایا :

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ
غَفُورٌ رَحِيمٌ (5/34)

”مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کر لی اس سے قبل کہ تم ان پر قابو پا لو تو جان لو کہ اللہ بہت بڑی بخشش اور رحم و کرم والا ہے۔“ ﴿سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 34﴾

صحیح بخاری میں ایک ایسی حدیث بھی ہے جس میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو قرآنی تعلیم کے خلاف عمل کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے لیکن حضور ﷺ کا بیان قرآن کے مطابق ہے۔ ملاحظہ کیجیے :

”حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا تو وہ لوگ اچھی طرح نہیں کہہ سکتے تھے کہ ہم مسلمان ہو گئے بلکہ انہوں نے کہا کہ ہم پھر گئے، ہم دین سے پھر گئے، چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو قتل اور قید کرتے رہے اور ہم میں سے ہر ایک کے پاس قیدی بھیجا اور حکم دیا کہ ہر ایک اپنے قیدی کو قتل کر دے۔ پس میں نے کہا کہ خدا کی قسم، میں تو اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور میرے ساتھیوں میں سے بھی

کسی نے اپنے قیدی کو قتل نہ کیا۔ پس ہم نے نبی کریم ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے دو مرتبہ یہ کہا: اے اللہ میں اس سے بری ہوں جو خالد نے کیا ہے۔“
(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث نمبر 2056 صفحہ نمبر 817)



باب نمبر 27

صحیح بخاری کے مطابق

صحیح بخاری کے مطابق انبیاء ظالم تھے

ظلم کے معنی حد سے تجاوز کرنا بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا کہ:

وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ (3/57) (سورة آل عمران آیت 57)

وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ (3/140) (سورة آل عمران آیت 140)

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ (42/40) (سورة الشوری آیت 40)

”خدا ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔“

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو عدل قائم کرنے کیلئے

مبعوث فرمایا چنانچہ فرمانِ خداوندی ہے :

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ

وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ (57/25)

”یقیناً ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی دلیلیں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب

اور میزان (ترازو) نازل فرمایا تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں۔“

﴿سورة الحديد سورة نمبر 57 آیت نمبر 25﴾

لیکن صحیح بخاری میں ایک نبیؐ کو نعوذ باللہ ظالم ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی

ہے۔ حدیث ملاحظہ کیجیے :

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول

اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں سے کسی نبی کو کسی

چیونٹی نے کاٹ کھایا تو انہوں نے چیونٹیوں کی پوری رہائش گاہ میں آگ لگا کر سب کو جلا دیا۔ اللہ نے ان کی جانب وحی بھیجی کہ تمہیں ایک چیونٹی نے کاٹا لیکن تم نے ان کی پوری جماعت ہی کو جلا کر رکھ دیا حالانکہ وہ تسبیح کرتی تھیں۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 272 صفحہ نمبر 140)

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب بدالخلق حدیث نمبر 546 صفحہ نمبر 257)

اس حدیث کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اسے حضور ﷺ سے منسوب کیا گیا ہے یعنی آپ نے نعوذ باللہ کسی سابقہ نبی کو ظالم قرار دیا۔



باب نمبر 28

صحیح بخاری کے مطابق حضور ﷺ سحر زدہ تھے

کفار مکہ کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جادو زدہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں

فرمایا :

إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا (17/47)

”یہ ظالم کہتے ہیں کہ تم اس کی تابعداری میں لگے ہوئے ہو جن پر جادو کر دیا گیا

ہے۔“ ﴿سورۃ بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 47﴾

وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا (25/8)

”ان ظالموں نے کہا کہ تم ایسے آدمی کے پیچھے ہو لیے جو جادو زدہ ہے۔“

﴿سورۃ الفرقان سورہ نمبر 25 آیت نمبر 8﴾

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے فرمایا :

انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ

سَبِيلًا (17/48)

”دیکھیں تو سہی آپ کیلئے کیا کیا مثالیں بیان کرتے ہیں پس وہ بہک رہے ہیں

، اب تو راہ پانا ان کے بس میں نہیں رہا۔“

﴿سورۃ بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 48﴾

دوسری جگہ فرمایا :

انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ
سَبِيلًا (25/9)

”خیال تو کیجیے کہ یہ لوگ آپ کی نسبت کیسی کیسی باتیں بناتے ہیں، پس جس سے خود ہی بہک رہے ہیں اور کسی طرح راہ پر نہیں آسکتے۔“
﴿سورۃ الفرقان سورہ نمبر 25 آیت نمبر 9﴾

ان آیات کا محاصل :

1. اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے جادو زدہ ہونے کی تردید کی۔
 2. حضور ﷺ کو جادو زدہ کہنا کفار کا طریقہ ہے۔
 3. حضور ﷺ کو جادو زدہ کہنے والا کبھی بھی ہدایت نہیں پاسکے گا۔
- دوسری طرف صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ سحر زدہ ہو گئے تھے، ملاحظہ کیجیے حدیث :
- ”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جادو کیا گیا جس کے باعث آپ کی یہ حالت ہو گئی کہ بعض اوقات یہ سمجھتے کہ میں نے فلاں کام کر لیا ہے حالانکہ وہ نہیں کیا ہوتا تھا۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 412 صفحہ نمبر 211)

ایک اور حدیث میں جادو زدگی کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ ملاحظہ کیجیے :

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جادو کر دیا گیا تھا، لیث بن سعد کا بیان ہے کہ ہشام نے میرے لیے خط لکھا کہ انہوں نے اپنے والد سے سنا اور خوب یاد رکھا اور انہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ پر جادو کیا گیا جس کے باعث آپ یہ سمجھتے کہ میں نے فلاں کام کر لیا ہے حالانکہ کیا نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ ایک روز آپ نے اس

کیلئے بار بار دُعا کی پھر فرمایا، کیا تمہیں یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ بات بتادی ہے جس میں میری شفا ہے۔ میرے پاس دو آدمی آئے ایک میرے سر کے پاس آکھڑا ہوا اور دوسرا پیروں کی طرف۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا! انہیں کیا تکلیف ہے؟ دوسرے نے جواب دیا، ان پر جادو کیا گیا ہے۔ پہلے نے دریافت کیا، جادو کس نے کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا لیبید بن اعصم نے۔ پہلے نے پوچھا کس طرح کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا، کنگھی، رُوئی کے گالے، اور زکھجور کے اوپر والے چھلکے پر۔ پہلے نے سوال کیا، یہ چیزیں کہاں ہیں؟ دوسرے نے جواب دیا، زروان کے کنویں میں۔ پس نبی کریم ﷺ اس کنویں پر گئے اور واپس تشریف لے آئے، واپسی پر آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتایا کہ وہاں کی کھجوریں ایسی ہیں جیسے شیاطین کے سر۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سوال کیا، آپ نے کیا وہ چیزیں نکلوالیں؟ فرمایا، نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا یاب کر دیا ہے، مجھے اندیشہ ہوا کہ انہیں نکلوانے سے لوگوں میں فساد برپا نہ ہو جائے اس لیے کنواں ہی بند کروادیا گیا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب بدء الخلق حدیث نمبر 500 صفحہ نمبر 244)

یہ حدیث الفاظ کے تھوڑے بہت اختلاف کے ساتھ کئی اور مقامات پر بھی آئی

ہے۔ حوالہ جات پیش خدمت ہیں :

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر باب نمبر 276 صفحہ نمبر 210)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 713 صفحہ نمبر 299)

- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 715 صفحہ نمبر 300)
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 716 صفحہ نمبر 301)
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1000 صفحہ نمبر 394)
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدعوات حدیث نمبر 1314 صفحہ نمبر 514)



باب نمبر 29

صحیح بخاری کے مطابق حضور ﷺ کا حکم..... آپس میں لڑو

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے :

وَلَا تَنَازَعُوا فِي فَتْوَىٰهِمْ وَتَذَهَبَ رَيْبُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ

الصَّابِرِينَ (8/46)

”اور آپس میں جھگڑانہ کرو اور نہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی

اور صبر کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

﴿سورۃ الانفال سورہ نمبر 8 آیت نمبر 46﴾

لیکن صحیح بخاری میں مسلمانوں کو باہم دست و گریباں ہونے کی تعلیم دی جا رہی

ہے۔ حدیث ملاحظہ کیجیے :

”نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور

کوئی اس کے سامنے سے گزرے تو اسے روک دینا چاہیے، اگر وہ

بات ماننے سے انکار کرے تو پھر منع کرنا چاہیے اگر پھر بھی باز نہ آئے

تو اس سے لڑنا چاہیے کیونکہ وہ شیطان ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب بدء الخلق حدیث نمبر 505 صفحہ نمبر 246)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الحاربین باب نمبر 988 صفحہ نمبر 676)

قارئین! آپ نے دیکھا کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کا یہ کیسا عمدہ نسخہ

ہے۔ ظاہر ہے غیر مسلم تو مسجد میں آکر نمازیوں کے آگے سے گزرنے سے رہے، ایک

مسلمان ہی غلطی سے یا جہالت کی وجہ سے دوسرے نمازی کے آگے سے گزر سکتا ہے۔ ایک نمازی، نماز پڑھ رہا ہے، وہ ایک دو دفعہ تو صبر سے کام لے گا لیکن تیسری دفعہ آگے سے گزرنے والے کی حدیث کی رو سے اچھی خاصی حجامت کر دے گا اور حدیث کے مطابق اسے شیطان سمجھے گا۔

کیا نبی کریم ﷺ، امت کو آپس میں لڑنے جھگڑنے کی تعلیم دے کر گئے تھے؟
 مذہبی پیشوائیت کا جواب ہے..... ”جی ہاں..... اور جو مندرجہ بالا حدیث کا انکار کرے گا وہ منکر حدیث ہے۔“



باب نمبر 30

صحیح بخاری کے مطابق
آواگون

عقیدہ تناسخ کو سنسکرت میں آواگون کہتے ہیں، اس کے اصطلاحی معنی ہیں گناہوں اور نیکیوں کے باعث بار بار جنم لینا اور مرنا۔ آریوں کا عقیدہ یہ ہے کہ چونکہ رُوحوں کی تعداد محدود ہے اس لیے ہر رُوح کو اس کے گناہ کی وجہ سے آواگون کے چکر میں ڈال دیا گیا ہے اور ہر گناہ کے بدلے میں رُوح ایک لاکھ چوراسی ہزار (184000) مرتبہ مختلف شکلوں میں جنم لیتی ہے نیز بعض رُوحیں اپنے گزشتہ اعمال اور علم کے مطابق حصول جسم کیلئے رحم میں داخل ہوتی ہیں اور بعض مقیم اشیاء پودوں وغیرہ میں۔ (کھٹ اپنشد 5-7)۔

آریوں کا عقیدہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ

بلی، کتے، چوہے، گائے وغیرہ کے رُوح میں زندہ ہوتا ہے جبکہ ذیل میں بخاری صاحب بھی ہندوؤں کے اس عقیدے کو ثابت کرنے پر نکلے ہوئے ہیں۔ اس عقیدے کو منوانے کیلئے انہوں نے یہ روایت حضور ﷺ سے منسوب کر دی ہے، سیدھے سادے مسلمان اسے حضور ﷺ کی حدیث سمجھ کر قبول کرنے پر مجبور ہیں۔ حدیث ملاحظہ کیجیے :

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ گم ہو گیا تھا، معلوم نہیں ان کا کیا بنا اور میرا تو یہ خیال ہے کہ یہ چوہے وہی ہیں کیونکہ جب ان کے سامنے اونٹ کا دودھ رکھا جائے تو نہیں پیتے اور جب بکری کا دودھ رکھا جائے تو پی لیتے ہیں۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب بدء الخلق حدیث نمبر 534 صفحہ نمبر 255)

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا :

ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَمَيِّتُونَ ☆ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
تُبْعَثُونَ (23/15-16)

”تم اس زندگی کے بعد مر جاؤ گے اور پھر قیامت کے دن اٹھائے جاؤ
گے۔“ ﴿سورة المومنون سورة نمبر 23 آیت نمبر 15 تا 16﴾

☆☆☆☆☆

باب نمبر 31

صحیح بخاری کے مطابق
مکھی کا جوس

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :
وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلالًا طَيِّبًا (5/88)
”اور جو اللہ نے تمہیں دیا ہے اس میں سے حلال اور طیب کھاؤ۔“

﴿سورة المائدة سورة نمبر 5 آیت نمبر 88﴾

نیز دیکھیے :

- ☆ سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 57
- ☆ سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 168
- ☆ سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 172
- ☆ سورة النحل سورة نمبر 16 آیت نمبر 114
- ☆ سورة طه سورة نمبر 20 آیت نمبر 81

قرآن حکیم نے کھانے پینے کی بعض چیزوں کو حرام قرار دیا ہے اور بعض کو حلال، لیکن حلال کے ساتھ قرآن نے طیب کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔ لغات القرآن میں طیب کے معنی لکھے ہیں ”ہر وہ چیز جو دیکھنے، سنے، سونگھنے، کھانے میں پسندیدہ ہو اور اس سے انسانی نفس بھی کیف اندوز ہو۔“ اللہ نے طیب رزق کھانے کو کہا ہے لیکن صحیح بخاری میں لکھا ہے :

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے پینے کی چیز میں مکھی

گر جائے تو اسے غوطہ دے کر پھینکنا چاہیے کیونکہ اس کے ایک پر میں
 بیماری اور دوسرے میں شفا ہے۔“
 (صحیح بخاری جلد دوم کتاب بدء الخلق حدیث نمبر 547 صفحہ نمبر 258)



باب نمبر 32

صحیح بخاری کے مطابق کتوں کو ہلاک کر دو

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

1. **إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَّاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (2/164)**
- ” آسمانوں اور زمین کی پیدائش، رات دن کا ہیر پھیر، کشتیوں کا لوگوں کو نفع دینے والی چیزوں کو لیے ہوئے سمندروں میں چلنا، آسمان سے پانی اتار کر مُردہ زمین کو زندہ کر دینا، اس میں ہر قسم کے جانوروں کو پھیلا دینا، ہواؤں کے رُخ بدلنا، اور بادل جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں، ان میں عقلمندوں کیلئے قدرتِ الہی کی نشانیاں ہیں۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 164﴾

2. **الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا (3/191)**

”جو لوگ اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر یاد کرتے اور غور کرتے ہیں آسمانوں کی اور زمین کی پیدائش میں (وہ) کہتے ہیں اے ہمارے رب! تو نے یہ بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔“

﴿سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 191﴾

3. وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ ذَاتِ أَيْدٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ☆ يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِّنْ قَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (16/49-50)

”اور اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے جو بھی آسمانوں میں اور جو بھی جانداروں میں سے زمین میں ہے اور فرشتے بھی اور وہ تکبر نہیں کرتے اور وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو ان کے اوپر ہے اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔“

﴿سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 49 تا 50﴾

ان آیات کو ذہن میں رکھیے اور صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث ملاحظہ کیجیے :

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کو قتل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 550 صفحہ نمبر 259)

تین سوال:

(1) تسخیر کائنات کی ترغیب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر قسم کے جانوروں میں صاحبان عقل و بصیرت کیلئے نشانیاں ہیں (2/164)۔ کیا کتا جانوروں میں شامل نہیں؟

(2) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مومن یہ کہتے ہیں (یا مومن کو یہ کہنا چاہیے) کہ

اے اللہ! تو نے یہ کائنات باطل (بے فائدہ) پیدا نہیں
 کی (3/191)۔ کیا کتا باطل (بے فائدہ) پیدا کیا گیا ہے کہ اسے
 مار دینے کا حکم دیا گیا؟

(3) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمین کے تمام جاندار اللہ کے حکم کے سامنے سر
 تسلیم خم کرتے ہیں۔ کیا کتا زمین کے جانداروں میں شامل نہیں؟



باب نمبر 33

صحیح بخاری کے مطابق
جنت کے جہنمی

1. اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ جنت ایسا مقام ہے کہ جس میں :
لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذَابًا (78/35)
”وہ (جنتی لوگ) اس میں نہ سنیں گے کوئی بے ہودہ بات اور نہ
جھوٹ (خرافات)۔“

﴿سورة النبا سورة نمبر 78 آیت نمبر 35﴾

2. لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَا غِيَةَ (88/11)

”اس میں نہ سنیں گے بے ہودہ بکواس۔“

﴿سورة الغاشية سورة نمبر 88 آیت نمبر 11﴾

3. لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا

بُكْرَةً وَعَشِيًّا (19/62)

”اور اس میں سلام کے سوا کوئی بے ہودہ بات نہ سنیں گے اور ان کیلئے اس میں

صبح و شام ان کا رزق ہے۔“

﴿سورة مريم سورة نمبر 19 آیت نمبر 62﴾

4. لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْتِيهَا إِلَّا قِيلًا سَلَامًا

سَلَامًا (56/25-26)

”وہ اس میں نہ بے ہودہ بات سنیں گے اور نہ گناہ کی بات۔ مگر وہاں

کلام سلام ہوگا۔“

﴿سورة الواقعة سورہ نمبر 56 آیت نمبر 25 تا 26﴾

5. اَدْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ☆ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ
مِّنْ غَلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ☆ لَا يَمَسُّهُمْ
فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ (15/46-48)

”تم ان میں سلامتی کے ساتھ بے خوف و خطر داخل ہو۔ اور ہم نے ان کے سینوں سے کھینچ لیے کینے، بھائی بھائی بن کر تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے۔ اس میں انہیں کوئی تکلیف نہ چھوئے گی اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے۔“

﴿سورة الحج سورہ نمبر 15 آیت نمبر 46 تا 48﴾

6. دَعُواهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ
وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ (10/10)

”اس (جنت) میں ان کی دُعا ہوگی اے اللہ تو پاک ہے اور اس میں ان کی وقتِ ملاقات کی دُعا ”سلام“ ہے اور ان کی دُعا کا خاتمہ ہے تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے۔“

﴿سورة يونس سورہ نمبر 10 آیت نمبر 10﴾

اس کے برعکس صحیح بخاری میں لکھا ہے :

”حضرت عمر ان بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کچھ لوگ محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت کے باعث جہنم سے نکال لیے جائیں گے چنانچہ جب وہ جنت میں داخل

ہوں گے تو جنتی انہیں جہنمی کے نام سے پکاریں گے۔“
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1483 صفحہ نمبر 576)
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1476 صفحہ نمبر 572)

☆☆☆☆☆

باب نمبر 34

صحیح بخاری کے مطابق
گرگٹ کو مار دو

قرآن سے ثابت ہے کہ ایک مجرم کی سزا کسی دوسرے بے گناہ کو نہیں دی جاسکتی کیونکہ یہ ظلم ہے۔ قرآن میں ہے :

قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ نَأْخُذَ إِلَّا مَنْ وَجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهُ
إِنَّا إِذَا لَطَّالِمُونَ (12/79)

”یوسف علیہ السلام نے کہا کہ ہم نے جس کے پاس اپنی چیز پائی ہے اس کے سوا دوسرے کی گرفتاری کرنے سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، ایسا کرنے سے تو ہم یقیناً ظلم کرنے والے ہو جائیں گے۔“

﴿سورۃ یوسف سورہ نمبر 12 آیت نمبر 79﴾

اسی طرح حضور ﷺ سے فرمایا گیا :

وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ
الْمُقْسِطِينَ (5/42)

”اور اگر آپ فیصلہ کریں تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کریں، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔“

﴿سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 42﴾

سورۃ الشوریٰ میں حضور ﷺ کی زبان مبارک سے کہلوا یا گیا :

وَأْمُرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمْ (42/15)

”اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں۔“

﴿سورۃ الشوریٰ سورہ نمبر 42 آیت نمبر 15﴾

ہمارا ایمان ہے کہ حضور ﷺ سے زیادہ انصاف کرنے والا نہ آپ سے پہلے کبھی آیا اور نہ قیامت تک کبھی آئے گا لیکن صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث میں حضور ﷺ پر عدل نہ کرنے کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ ملاحظہ کیجیے :

”حضرت امّ شریک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گرگٹ کو مارنے کا حکم فرمایا ہے اور فرمایا کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ میں پھونکیں مارتا تھا۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 585 صفحہ نمبر 278)

اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ گرگٹ واقعی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ میں پھونکیں مارتا تھا تو کیا انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ دنیا کے تمام گرگٹوں کو مار دیا جائے۔ ابو جہل، ابولہب اور دیگر مخالفین اسلام، حضور ﷺ کو تکلیفیں پہنچانے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے، یہ لوگ انسان تھے، مذکورہ بالا حدیث میں بیان کیے گئے فارمولے کے تحت کیا دنیا کے تمام انسانوں کو قتل کر دینا چاہیے؟ کیا یہی انصاف ہوگا؟



باب نمبر 35

صحیح بخاری کے مطابق
حضرت موسیٰ اور شرارتی پتھر

قرآن کریم میں رب تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے :
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ
فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ اللَّهُ وَجِيهًا
(33/69)

”اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ کو
ستایا تو اللہ نے انہیں بری کر دیا اس سے جو وہ کہتے تھے اور وہ اللہ کے
نزدیک باعزت تھے۔“

﴿سورة الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 69﴾

ایک جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے بھی کہلوایا گیا کہ :

يَا قَوْمِ لِمَ تُوذُونََنِي (61/5)

”اے میری قوم! تم مجھے کیوں ستاتے ہو۔“

﴿سورة الصف سورہ نمبر 61 آیت نمبر 5﴾

بنی اسرائیل، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیسے ستاتے تھے، قرآن مجید نے اس کی

تفصیل بھی دی ہے مثلاً :

1. یہ مطالبہ کہ ہمیں بھی پرستش کیلئے بت بنا دیں :

وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَى قَوْمٍ
يَعْكُفُونَ عَلَى أَصْنَامٍ لَهُمْ قَالُوا يَا مُوسَى اجْعَلْ لَنَا
إِلَٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ
تَجْهَلُونَ (7/138)

”اور ہم نے بنی اسرائیل کو بحر (قلمزم) کے پار اتارا، پس وہ ایک ایسی قوم کے پاس آئے جو اپنے بتوں (کی پوجا) پر جے بیٹھے تھے، وہ بولے اے موسیٰ! ہمارے لیے ایسے بت بنا دے جیسے ان کے ہیں، (موسیٰ) نے کہا بے شک تم لوگ جہل (نادانی) کرتے ہو۔“

﴿سورة الاعراف سورة نمبر 7 آیت نمبر 138﴾

2. خدا کو بے نقاب دیکھنے کا مطالبہ :

(i) وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَى لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى نَرَى اللَّهَ
جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ (2/55)

”اور جب تم نے کہا اے موسیٰ! ہم تجھے ہرگز نہ مانیں گے جب تک اللہ کو ہم کھلم کھلانہ دیکھ لیں، پھر تمہیں بجلی کی کڑک نے آیا اور تم دیکھ رہے تھے۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 55﴾

(ii) يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنْ تَنْزِلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِّنَ
السَّمَاءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَى أَكْبَرَ مِنْ ذَلِكَ فَقَالُوا
أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ
اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ فَعَفَوْنَا
عَنْ ذَلِكَ وَآتَيْنَا مُوسَى سُلْطَانًا مُّبِينًا (4/153)

”اہل کتاب آپ سے سوال کرتے ہیں کہ ان پر آسمان سے کتاب

اُتار لائیں، سو وہ سوال کر چکے ہیں موسیٰؑ سے اس سے بھی بڑا، انہوں نے کہا ہمیں اللہ کو علانیہ (کھلم کھلا) دکھا دے، سو انہیں بجلی نے آپکڑا ان کے ظلم کے باعث، پھر انہوں نے گوسالہ کو (معبود) بنا لیا اس کے بعد کہ ان کے پاس نشانیاں آگئیں سو ہم نے اس سے درگزر کیا اور ہم نے موسیٰؑ کو صریح غلبہ دیا۔“

﴿سورة النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 153﴾

(iii) وَاخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِّمِيقَاتِنَا فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُم مِّن قَبْلُ وَإِيَّايَ أَتَهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الشُّفَهَاءُ مِنَّا إِنَّ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَن تَشَاءُ وَتَهْدِي مَن تَشَاءُ أَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ (7/155)

”اور موسیٰؑ نے اپنی قوم سے ہمارے وعدہ کیلئے ستر (70) آدمی چن لیے، پھر جب انہیں زلزلہ نے آیا، اس نے کہا اے میرے رب! تو اگر چاہتا تو اس سے پہلے انہیں اور مجھے ہلاک کر دیتا، کیا تو ہمیں اس پر ہلاک کر دے گا جو ہم میں سے بیوقوفوں نے کہا! یہ نہیں مگر (صرف) تیری آزمائش ہے، تو اس سے جس کو چاہے گمراہ کرے اور تو جس کو چاہے ہدایت دے، تو ہمارا کارساز ہے اور ہم پر رحم فرما اور تو بہترین بخشے والا ہے۔“

﴿سورة الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 55﴾

3. ارض مقدس میں داخلے سے انکار :

يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ
لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا
خَاسِرِينَ ☆ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ
وَإِنَّا لَن نَدْخُلُهَا حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنهَا فَإِن يَخْرُجُوا
مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ ☆ قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ
أَنعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَإِذَا
دَخَلْتُمُوهُ فَإِنَّكُمْ غَالِبُونَ وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِن
كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ☆ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّا لَن نَدْخُلُهَا أَبَدًا
مَا دَامُوا فِيهَا فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا
قَاعِدُونَ (5/21-24)

”اے میری قوم! ارض مقدس میں داخل ہو جو اللہ نے تمہارے لیے
لکھ دی ہے، اور اپنی پیٹھ پھیرتے ہوئے نہ لوٹو ورنہ تم نقصان میں جا
پڑو گے۔ انہوں نے کہا اے موسیٰ! بے شک اس میں ایک زبردست
قوم ہے اور ہم وہاں ہرگز داخل نہ ہوں گے یہاں تک کہ وہ اس میں
سے نکل جائیں، پھر اگر وہ اس میں سے نکلے تو ہم ضرور اس میں
داخل ہونگے۔ ڈرنے والوں میں سے دو آدمیوں نے کہا، ان دونوں
پر اللہ نے انعام کیا تھا کہ تم ان پر دروازہ سے (حملہ کر کے) داخل ہو
جاؤ، جب تم اس میں داخل ہو گے تو تم ہی غالب ہو گے، اور اللہ پر
بھروسہ رکھو اگر تم ایمان والے ہو۔ انہوں نے کہا اے موسیٰ! جب
تک وہ اس میں ہیں ہم وہاں کبھی بھی ہرگز داخل نہ ہونگے، سوٹو جا،

اور تیرا رب تم دونوں لڑو، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔“

﴿سورة المائدة سورة نمبر 5 آیت نمبر 21 تا 24﴾

4. تیرے آنے سے پہلے بھی اور اب بھی ہم مصیبت

میں رہے :

قَالُوا أُوذِينَا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَأْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا قَالَ
عَسَى رَبُّكُمْ أَنْ يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي
الْأَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ (7/129)

”وہ بولے ہم اذیت دینے گئے اس سے قبل کہ آپ ہم میں آتے اور
اس کے بعد کہ آپ ہم میں آئے۔ (موسیٰ نے) کہا قریب ہے تمہارا
رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تمہیں زمین میں خلیفہ
(نائب) بنا دے پھر دیکھے گا تم کیسے کام کرتے ہو۔“

﴿سورة الاعراف سورة نمبر 7 آیت نمبر 129﴾

5. ہم ایک کھانے پر صبر نہ کریں گے :

وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَى لَنْ نَصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ
لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا
وَفِثَائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصِلِهَا قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ
الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ أَهْبَطُوا مِصْرًا فَإِنَّ
لَكُمْ مَّا سَأَلْتُمْ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذَّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ
وَبَاءُوا وَابْغَضَبَ مِنَ اللَّهِ ذَلِكَ بَأْنَهُمْ كَانُوا
يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ

ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ (2/61)

”اور جب تم نے کہا اے موسیٰ! ہم ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے، آپ ہمارے لیے اپنے رب سے دُعا کریں ہمارے لیے نکالے جو زمین اُگاتی ہے کچھ ترکاری اور کلثمی اور گندم اور مسور اور پیاز۔ اس نے کہا کیا تم بدلنا چاہتے ہو وہ جو ادنیٰ ہے اس سے جو بہتر ہے، تم شہر میں اُترو بے شک تمہارے لیے ہوگا جو تم مانگتے ہو، اور ان پر ذلت اور محتاجی ڈال دی گئی اور وہ لوٹے اللہ کے غضب کے ساتھ، یہ اس لیے ہوا کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے، اور ناحق نبیوں کو قتل کرتے تھے، یہ اس لیے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے بڑھتے گئے۔“ ﴿سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 61﴾

6. گائے کے معاملے میں کٹ جتیاں :

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوعًا قَالِ اعْوِذْ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ☆ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ قَالِ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا فَارِضٌ وَلَا بَكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَلِكَ فافعلوا ما تؤمرون ☆ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لُونَهَا قَالِ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءٌ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ ☆ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ لَمُهتدون ☆ قَالِ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَا شِيَةَ فِيهَا قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ (2/67-71)

”اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو، وہ کہنے لگے کیا تم ہم سے مذاق کرتے ہو، اس نے کہا میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں کہ میں جاہلوں سے ہو جاؤں، انہوں نے کہا اپنے رب سے ہمارے لیے دُعا کریں کہ وہ ہمیں بتلائے وہ کیسی ہے اس نے کہا بے شک وہ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بوڑھی ہے اور نہ چھوٹی عمر کی اس کے درمیانی جوان ہے، پس تمہیں جو حکم دیا جاتا ہے کرو۔ انہوں نے کہا ہمارے لیے دُعا کریں اپنے رب سے کہ وہ ہمیں بتلا دے اس کا رنگ کیسا ہے، اس نے کہا بے شک وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے زرد رنگ کی، اس کا رنگ خوب گہرا ہے، دیکھنے والوں کو اچھی لگتی ہے۔ انہوں نے کہا ہمارے لیے اپنے رب سے دُعا کریں وہ ہمیں بتلا دے وہ کیسی ہے، کیونکہ گائے میں ہم پر اشتباہ ہو گیا، اور اگر اللہ نے چاہا تو بے شک ہم ضرور ہدایت پالیں گے۔ اس نے کہا بے شک وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ سدھی ہو، نہ زمین جوتی نہ کھیتی کو پانی دیتی، بے عیب، اس میں کوئی داغ نہیں، وہ بولے اب تم ٹھیک بات لائے پھر انہوں نے اسے ذبح کیا اور وہ لگتے نہ تھے کہ وہ (ذبح) کریں۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 67 تا 71﴾

7. سبت کی عہد شکنی :

(i) وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ (2/65)

”اور البتہ تم نے (ان لوگوں کو) جان لیا جنہوں نے تم میں سے ہفتہ کے دن میں زیادتی کی تب ہم نے ان سے کہا تم ذلیل بندر ہو جاؤ۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 65﴾

(ii) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّن قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَىٰ

أَذْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنُهُمْ كَمَا لَعْنَا أَصْحَابَ السَّبْتِ وَكَانَ
أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا (4/47)

”اے اہل کتاب! ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے نازل کیا اس کی
تصدیق کرنے والا جو تمہارے پاس ہے، اس سے پہلے کہ ہم بہت
سے چہرے مٹا ڈالیں (مسخ کر دیں) پھر ان چہروں کو اُلٹ دیں ان
کی پیٹھ کی طرف، یا ہم ان پر لعنت کریں جیسے ہفتہ والوں پر لعنت کی،
اور اللہ کا حکم پورا ہو کر رہنے والا ہے۔“

﴿سورة النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 47﴾

8. بچھڑے کی پرستش :

(i) وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ
مِّنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ (2/51)

”اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ کیا پھر تم نے
بچھڑے کو ان کے بعد (معبود) بنا لیا اور تم ظالم ہوئے۔“

﴿سورة البقرة سورہ نمبر 2 آیت نمبر 51﴾

(ii) وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُمْ
بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا
أَنفُسَكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ
إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (2/54)

”اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے قوم! بے شک تم نے اپنے
اوپر ظلم کیا بچھڑے کو (معبود) بنا کر، سو تم اپنے پیدا کرنے والے کی
طرف رجوع کرو، اپنوں کو ہلاک کرو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے

تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک، سو اس نے تمہاری توبہ قبول کر لی، بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 54﴾

(iii) وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ (2/92)

”اور البتہ موسیٰ تمہارے پاس کھلی نشانیوں کے ساتھ آئے، پھر تم نے اس کے بعد بچھڑے کو (معبود) بنا لیا اور تم ظالم ہو۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 92﴾

(iv) يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنْ تُنزِلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَ مِنْ ذَلِكَ فَقَالُوا أَرَنَا اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ فَعَفَوْنَا عَنِ ذَلِكَ وَأَتَيْنَا مُوسَىٰ سُلْطَانًا مُّبِينًا (4/153)

”اہل کتاب آپ سے سوال کرتے ہیں کہ ان پر آسمان سے کتاب اتار لائیں، سو وہ سوال کر چکے ہیں موسیٰ سے اس سے بھی بڑا، انہوں نے کہا ہمیں اللہ کو علانیہ (کھلم کھلا) دکھا دے، سو انہیں بجلی نے آکھڑا، ان کے ظلم کے باعث، پھر انہوں نے گوسالہ کو (معبود) بنا لیا اس کے بعد کہ ان کے پاس نشانیاں آگئیں، سو ہم نے اس سے درگزر کیا اور ہم نے موسیٰ کو صریح غلبہ دیا۔“

﴿سورة النساء سورة نمبر 4 آیت نمبر 153﴾

(v) وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا

جَسَدًا لَهُ خُورٌ أَلْمُ يَرَوْنَ أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ
سَبِيلًا اتَّخَذُوهُ وَكَانُوا ظَالِمِينَ (7/148)

”اور موسیٰ کی قوم نے اس کے بعد بنایا اپنے زیور سے ایک پچھڑا
(محض) ایک دھڑ جس میں گائے کی آواز تھی، کیا انہوں نے نہ دیکھا
کہ نہ وہ ان سے کلام کرتا ہے نہ انہیں دکھاتا ہے راستہ، انہوں نے
اسے (معبود) بنالیا اور وہ ظالم تھے۔“

﴿سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 148﴾

(vi) فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَهُ خُورٌ فَقَالُوا هَذَا
إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَىٰ فَنَسِيَ (20/88)

”پھر اس نے ان کیلئے ایک پچھڑا نکالا (بنایا) (گویا) ایک قالب
جس کی آواز گائے کی تھی، پھر انہوں نے کہا یہ تمہارا معبود ہے اور
موسیٰ کا معبود ہے، وہ (موسیٰ) تو بھول گیا ہے۔“

﴿سورۃ طہ سورہ نمبر 20 آیت نمبر 88﴾

قرآن کی ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ
السلام کو کس کس طرح ستایا تھا، دوسری اہم بات یہ ہے کہ اللہ گواہی دے رہا ہے کہ بنی
اسرائیل نے ایسا کوئی الزام، اعتراض یا مطالبہ نہیں کیا تھا جس کے رد کیلئے اللہ تعالیٰ کو
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جسم کے قابل ستر حصوں کو بے نقاب کرنا پڑتا۔ لگتا ہے بنی
اسرائیل میں کچھ شرم و حیا موجود تھی لیکن درج ذیل حدیث گھڑنے والے اور پھر اسے
رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنے والے کے اندر شرم و حیا نام کی کوئی چیز دکھائی نہیں
دیتی جس نے وقت کے ایک جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لباس سے بے نیاز
کر کے تمام لوگوں کے سامنے کھڑا کر دیا ہے۔

حدیث ملاحظہ کیجیے :

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے شرمیلے اور سترپوش تھے، حیا کے باعث کوئی ان کے جسم کا ذرا سا حصہ بھی نہیں دیکھ سکا تھا، بنی اسرائیل نے انہیں ستانے کیلئے کہنا شروع کر دیا کہ یہ کسی بیماری کے باعث جسم کو اتنا چھپاتے ہیں، انہیں برص ہے یا ان کے نصیبے پھول گئے ہیں یا کوئی اور بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوا کہ ان کے الزامات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بری فرمائے۔ پس ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تنہائی میں جا کر کپڑے اُتارے اور ایک پتھر پر رکھ دیئے، پھر غسل فرمانے لگے، جب غسل سے فارغ ہوئے اور کپڑے لینے کیلئے پتھر کی جانب بڑھے تو پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگ کھڑا ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر کو مارنے کیلئے اپنا عصا لیا اور کہتے جاتے اے پتھر میرے کپڑے، اے پتھر میرے کپڑے، یہاں تک کہ وہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس جانکلے، ان لوگوں نے عریانی کی حالت میں دیکھ لیا کہ ان کی ”تخلیق“ تو بڑی حسین ہے اور لوگ جو الزامات لگاتے ہیں ان کا یہاں نشان تک نہیں ہے۔ پس پتھر ٹھہر گیا اور انہوں نے کپڑے لے کر پہن لیے اور اپنے عصا سے پتھر کی پٹائی کرنے لگے، ان کے مارنے کے باعث خدا کی قسم پتھر میں تین چار یا پانچ نشان پڑ گئے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”اے ایمان والو! ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو ستایا تو اللہ نے اسے بری فرمایا اس بات سے جو انہوں نے کہی اور موسیٰ، اللہ کے یہاں آبرو والا تھا۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 628 صفحہ نمبر 304)



باب نمبر 36

صحیح بخاری کے مطابق
فرشتے کو موسیٰ کا مکا

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

☆ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (66/6)

”اللہ جو انہیں (فرشتوں کو) حکم دیتا ہے، وہ اس کی نافرمانی نہی کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔“

﴿سورۃ التحریم سورہ نمبر 66 آیت نمبر 6﴾

☆ قُلْ يَتَوَفَّاكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ (32/11)

آپ فرمادیں موت کا فرشتہ تمہاری روح قبض کرتا ہے جو تم پر مقرر کیا گیا ہے، پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔“

﴿سورۃ السجدة سورہ نمبر 32 آیت نمبر 11﴾

☆ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَإِذَا جَاءَ أَجْلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ (16/61)

”اگر لوگوں کے گناہ پر اللہ تعالیٰ ان کی گرفت کرتا تو رُوئے زمین پر ایک بھی جاندار باقی نہ رہتا لیکن وہ تو انہیں ایک وقت مقررہ تک

ڈھیل دیتا ہے، جب ان کا وہ وقت آجاتا ہے تو وہ ایک ساعت نہ پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔“

﴿سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 61﴾

غور فرمائیے اللہ تو فرما رہا ہے کہ فرشتے وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے جبکہ درج ذیل حدیث میں خدا اور موت کے فرشتے کی حالت ذرا ملاحظہ فرمائیے:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ملک الموت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا گیا تو انہوں نے مگّا مارا۔ وہ بارگاہ رب العزت کی طرف لوٹے اور عرض گزار ہوئے، تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا۔ فرمایا پھر جاؤ اور کہو کہ اپنا ہاتھ کسی نیل پر پھیرئیے تو آپ کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے، ہر بال کے بدلے ایک سال مل جائے گا۔ یہ عرض گزار ہوئے، اے رب! پھر کیا ہوگا؟ فرمایا، پھر موت۔ عرض کی، تو ابھی آجائے۔ راوی کا بیان ہے، انہوں نے دُعا کی کہ مجھے ارضِ مقدّس سے اتنا نزدیک کر دیا جائے جہاں تک پتھر پھینکا جا سکے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں وہاں ہوتا تو تمہیں ان کی قبر مبارک راستے کے قریب سرخ ٹیلے کے نیچے دکھا دیتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ دوسری سند کے ساتھ بھی مروی ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 631 صفحہ نمبر 305)

آپ نے غور کیا کہ خُدا نے فرشتے کو جان نکالنے کیلئے بھیجا لیکن وہ جان نہ نکال سکا بلکہ مگّا کھا کر شکایت کر رہا ہے، اور جس ہستی یعنی خُدا سے شکایت کر رہا ہے، وہ بھی

معذرت خواہانہ رویہ اختیار کیے ہوئے ہے۔ اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میں ملک الموت اور خدا سے بھی زیادہ طاقت تھی جس کی وجہ سے انہوں نے ان دونوں کو آگے لگایا ہوا تھا۔ روایت میں ایک جگہ ہے ”وہ (ملک الموت) رب العزت کی طرف لوٹے“، گویا جہاں ملک الموت موجود تھے وہاں خدا موجود نہ تھا (نعوذ باللہ)۔ خدا تو ہر وقت ہر جگہ موجود ہوتا ہے۔ ملاحظہ کیجیے حوالہ جات:

(2/115,6/3,7/7,57/4,58/7)

☆☆☆☆☆

باب نمبر 37

صحیح بخاری کے مطابق
ارتدادِ اصحاب

حضور ﷺ کی جماعت میں مومنین کے ساتھ ساتھ منافقین بھی شامل ہو گئے تھے جو مسلمانوں کیلئے بہت نقصان دہ ثابت ہو رہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے خود اس کا ذمہ لیا کہ وہ خبیث کو طیب سے الگ کر دے گا۔ چنانچہ حضور ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی یہ سب منافقین چھٹ کر علیحدہ ہو چکے تھے۔ فرمانِ خداوندی ہے:

1. مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ (3/179)

”جس حال پر تم ہو اسی پر اللہ ایمان والوں کو نہ چھوڑ دے گا جب تک کہ پاک اور ناپاک کو الگ الگ نہ کر دے۔“

﴿سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 179﴾

قرآن اس جماعت کے سپرد کیا گیا جس کے متعلق اللہ نے ضمانت دی تھی کہ وہ

اس کا انکار (کفر) کرنے والے نہ ہوں گے :

2. أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَإِن يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ (6/89)

”یہ لوگ ایسے تھے کہ ہم نے ان کو کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی تھی سو اگر یہ لوگ نبوت کا انکار کریں تو ہم نے اس کیلئے ایسے بہت

سے لوگ مقرر کر دیئے ہیں جو اس کے منکر نہیں ہیں۔“

﴿سورة الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 89﴾

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں فرمایا کہ وہ اللہ سے راضی اور

اللہ ان سے راضی ہوا:

3. وَالسَّابِقُونَ الْأَوْلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ
وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا
عَنْهُ (9/100)

”اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے۔“

﴿سورة توبہ سورہ نمبر 9 آیت نمبر 100﴾

4. لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ
الشَّجَرَةِ (48/18)

یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہو گیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔“

﴿سورة الفتح سورہ نمبر 48 آیت نمبر 18﴾

5. وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ
مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا (48/29)

”ایمان والوں اور نیک اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔“

﴿سورة الفتح سورہ نمبر 48 آیت نمبر 29﴾

6. وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
وَالَّذِينَ آوَأُ وَنَصَرُوا أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا

لَّهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (8/74)

”جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی (یعنی مہاجرین) اور جہاد کیا (مجاہدین) اللہ کے راستے میں اور جن لوگوں نے ٹھکانہ دیا اور مدد کی، وہی لوگ (صحابہ کرامؓ) سچے مومن ہیں، ان کیلئے مغفرت اور رزق کریم ہے۔“ ﴿سورۃ الانفال سورہ نمبر 8 آیت نمبر 74﴾

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں آپ نے قرآن مجید کی آیات میں پڑھا کہ یہ لوگ سچے مومن تھے، اللہ ان مقدس ہستیوں سے راضی ہو گیا اور یہ مقدس ہستیاں، اللہ سے راضی ہو گئیں، لیکن صحیح بخاری میں اس کے بالکل اُلٹ لکھا ہے ملاحظہ کیجیے :

”ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میرے دائیں اور بائیں چند ساتھیوں کو پکڑ لیا جائے گا، میں کہوں گا، یہ تو میرے صحابی ہیں، کہا جائے گا، بے شک یہ مُرْتَد ہو گئے تھے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 667 صفحہ نمبر 322)



باب نمبر 38

صحیح بخاری کے مطابق
نزول عیسیٰ

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِن مَّتَّ فَهُمُ
الْخَالِدُونَ (21/34)

”اور ہم نے آپ (ﷺ) سے پہلے کسی بشر کو ہمیشگی نہیں دی، پس اگر آپ انتقال کر گئے تو کیا وہ ہمیشہ رہیں گے۔“

﴿سورۃ الانبیاء سورہ نمبر 21 آیت نمبر 34﴾

لیکن حدیث کی رو سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور دوبارہ نازل ہونگے۔ حدیث ملاحظہ کیجیے :

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے عنقریب تم میں عیسیٰ بن مریم نازل ہونگے، وہ حاکم عادل ہونگے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیرہ موقوف کر دیں گے اور مال اتنا بڑھ جائے گا کہ کوئی لینے والا نہ رہے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ کو دنیا و مافیہا سے بہتر خیال کیا جائے گا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ

الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيداً (4/159) ترجمہ: اور کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔ ﴿سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 159﴾ (صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 668 صفحہ نمبر 323) دوسری حدیث میں ہے:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں ابن مریم نازل ہونگے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 669 صفحہ نمبر 323)

اس عقیدے کو ثابت کرنے کیلئے قرآن حکیم کی درج ذیل آیات کا ترجمہ کچھ یوں کیا جاتا ہے:

☆ اِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قُمْ فَاذْعَبْ وَارْفَعْكَ إِلَىٰ (3/55)
”جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ! میں تجھے قبض کر لوں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھا لوں گا۔“

☆ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (4/158)
”بلکہ اللہ نے اس (عیسیٰ علیہ السلام) کو اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔“ ﴿سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 158﴾

اگر ان آیات میں لفظ ”رفع“ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ حالت میں آسمان پر پہنچا دیا ہے تو آپ یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کیلئے بھی یہی لفظ استعمال کیا ہے۔ کیا حضرت ادریس علیہ السلام بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے :

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا
نَبِيًّا (56) وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا (57-56/19)

”اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو، بے شک وہ سچے نبی تھے اور ہم نے اسے ایک بلند مقام پر اٹھالیا۔“

﴿سورۃ مریم سورہ نمبر 19 آیت نمبر 56 تا 57﴾

خادمِ حرمین شریفین کی طرف سے شائع کردہ قرآن میں ان آیات کی تفسیر میں لکھا ہے:
”رفعت مکان سے کیا مراد ہے..... اسرائیلی روایات میں ان کے آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر ملتا ہے جو اس مفہوم کے اثبات کیلئے کافی نہیں۔ اس لیے زیادہ صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے مراد مرتبت کی وہ بلندی ہے، جو نبوت سے سرفراز کر کے انہیں عطا کی گئی۔“ (سعودی تفسیر صفحہ نمبر 845)

عجیب بات ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام سے متعلقہ آیت (وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا) کا مفہوم، لفظ ”مکاناً“ کی وجہ سے زیادہ قریب ہے کہ انہیں آسمان پر اٹھالیا گیا، لیکن اس کے متعلق کہا جا رہا ہے کہ یہ اسرائیلی روایاتی مفہوم ہے جو کہ اثبات کیلئے کافی نہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلقہ آیات میں یہی اسرائیلی روایاتی مفہوم نہیں لیا گیا؟

کیا اصل وجہ یہ نہیں کہ ہمارے مفسرین اسرائیلی اور غیر اسرائیلی روایات کو درست ثابت کرنے کیلئے قرآن مجید کی تفسیر من مانے طریقے سے کرتے ہیں۔



باب نمبر 39

صحیح بخاری کے مطابق

سو (100) قتل کا انعام جنت

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

1. أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا (5/32)
- ”جس نے کسی ایک شخص کو بھی ناحق قتل کر دیا، اس نے گویا تمام جہان کے لوگوں کو قتل کر دیا۔“

﴿سورة المائدة سورہ نمبر 5 آیت نمبر 32﴾

2. وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ (6/151) نیز دیکھیے (17/33) (25/68)

﴿سورة الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 151﴾

3. وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ (4/29)

”ایک دوسرے کو قتل مت کرو۔“

﴿سورة النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 29﴾

4. ”قاتل فسادی ہوتا ہے۔“

﴿منہوم سورة البقرة سورہ نمبر 2 آیت نمبر 205﴾

5. ”قتل، عمل شیطان ہے۔“

﴿مفہوم سورۃ القصص سورہ نمبر 28 آیت نمبر 15﴾

جبکہ صحیح بخاری میں اس جرم کو انجام دینے والوں کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے:

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے ننانوے قتل کیے تھے، پھر اس کا حکم پوچھنے کی غرض سے ایک راہب کے پاس پہنچا اور اس سے پوچھا کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں ہو سکتی، اس نے راہب کو بھی ملکِ عدم پہنچا دیا، وہ اسی طرح مسئلہ پوچھتا رہا یہاں تک کہ اس سے ایک آدمی نے کہا کہ تو فلاں بستی میں چلا جا۔ قضائے الہی سے راستے میں اسے موت آگئی اور اس نے اپنا سینا اس بستی کی جانب جھکا دیا۔ اب رحمت اور عذاب کے فرشتے آ کر جھکڑنے لگے پس جس بستی کی طرف وہ جا رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے نزدیک ہونے کا حکم دیا اور جس بستی سے وہ آیا تھا اسے پرے ہٹ جانے کا حکم فرمایا۔ پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کی جائے وفات سے دونوں بستیوں کا فاصلہ ماپ لو۔ تو اس بستی سے ایک بالشت نزدیک نکلا۔ پس اس کی مغفرت فرمادی گئی۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 687 صفحہ نمبر 332)

مذہبی پیشوائیت کی طرف سے اس واقعے میں توبہ کا ہتھیار استعمال کر کے حدیث کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن یہ کوشش اس طرح ناکام ہو جاتی ہے کہ اگر اس نے توبہ کا ارادہ کر لیا تھا تو راہب سے من پسند جواب نہ ملنے پر اسے کیوں قتل کیا؟ ثابت ہوا کہ اس نے توبہ نہیں کی تھی بلکہ اس وقت کی مذہبی پیشوائیت سے اپنی پسند کا فتویٰ لینا چاہتا تھا جو اسے مل نہیں رہا تھا، بالآخر اسے کسی

نے بتایا کہ فلاں بستی میں جاؤ، وہاں تمہیں تمہارا مطلوبہ فتویٰ مل جائے گا، واقعہ کے مطابق وہ اس بستی میں تو نہ جاسکا اور نہ وہ مولوی اسے جنت کا ٹکٹ دے سکا لیکن آج کی مذہبی پیشوائیت نے سو (100) انسانوں کے اُس قاتل کو جنت میں داخلے کا ٹکٹ عنایت کر کے اپنے بھائی بند ہونے کا فرض ادا کر دیا۔



باب نمبر 40

صحیح بخاری کے مطابق

لاش جلانے سے مردے کی بخشش ہو جاتی ہے

قرآن مجید میں قانونِ مکافاتِ عمل کا ذکر سینکڑوں مقامات پر آیا ہے، یہاں تمام

آیات کا حوالہ دینا ممکن نہیں البتہ چند ایک پیشِ خدمت ہیں:

1. بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ
فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ
(2/81)

”جس نے کمائی کوئی بُرائی اور اس کو اس کی خطاؤں نے گھیر لیا پس

یہی لوگ دوزخی ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔“

﴿سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 81﴾

2. يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا
وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ (3/30)

”جس دن ہر شخص موجود پائے گا جو اس نے کی کوئی نیکی یا بُرائی۔“

﴿سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 30﴾

3. وَلَيَبْيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ (16/92)

”تم سے اس بابت ضرور پوچھا جائے گا جو تم کرتے تھے۔“

﴿سورة النحل سورة نمبر 16 آیت نمبر 92﴾

4. وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ (14/42)

”تم ہرگز گمان نہ کرنا کہ اللہ اس سے بے خبر ہے جو وہ ظالم کرتے

ہیں۔“ ﴿سورة ابراہیم سورة نمبر 14 آیت نمبر 42﴾

5. ذَلِكَ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَلَا

تَجْعَلُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا

مَدْحُورًا (17/39)

”رسول بھی شرک کرتا تو فتنلقی فی جہنم ملوما مدحورا“

﴿مفہوم سورة بنی اسرائیل سورة نمبر 17 آیت نمبر 39﴾

6. وَلَمَّا أَن جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِئَاءَ بِهِمْ وَضَاقَ

بِهِمْ ذُرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ إِنَّا

مُنْجُوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ

الْغَابِرِينَ (29/33)

”رسول کی بیوی بھی اعمال کے نتائج سے مستثنیٰ نہیں تھیں۔“

﴿مفہوم سورة العنکبوت سورة نمبر 29 آیت نمبر 33﴾

7. يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا

الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا (33/30)

”رسول کی بیویوں میں سے اگر کوئی گناہ کا کام کرتی تو اسے دگنی سزا

دی جانی تھی۔“ ﴿مفہوم سورة الاحزاب سورة نمبر 33 آیت نمبر

30﴾

قرآن کی بات تو آپ سمجھ گئے ہونگے کہ انسان کا فیصلہ، اعمال کی بنیاد پر ہوتا

ہے۔ اللہ کے اس واضح قانون کے مقابلے میں ذیل کی حدیث ملاحظہ کیجیے:

”نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی اپنی جان پر گناہوں کا بوجھ لادتا رہا، جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹوں سے کہنے لگا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا پھر میری راکھ ہو میں اڑا دینا۔ خدا کی قسم اگر میرے رب نے مجھ پر قابو پالیا تو مجھے ایسا عذاب دے گا جو کسی کو نہ دیا ہو۔ جب وہ مر گیا تو اس کے ساتھ اسی طرح کیا گیا۔ اللہ نے زمین کو حکم دیا کہ اس کے اجزاء کو جمع کر دے۔ زمین نے تعمیل کی۔ جب وہ آدمی اٹھ کھڑا ہوا تو اس سے فرمایا گیا، جو کچھ تُو نے کیا ہے اس پر کس چیز نے تجھے آمادہ کیا ہے۔ جواب دیا اے رب! تیرے خوف نے۔ پس اسے بخش دیا گیا۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 699 صفحہ نمبر 337)



باب نمبر 41

صحیح بخاری کے مطابق اہل حدیث کا قتل ثواب ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا
قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا (5/32)

”جس نے کسی ایک شخص کو بھی ناحق قتل کر دیا، اس نے گویا تمام
جہان کے لوگوں کو قتل کر دیا۔“

﴿سورة المائدة سورہ نمبر 5 آیت نمبر 32﴾

جبکہ صحیح بخاری کی یہ حدیث آپ کی توجہ چاہتی ہے:

”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں تم سے رسول
اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بیان کرتا ہوں تو مجھے آسمان سے گرنا اس
بات کی نسبت زیادہ پسند ہے کہ آپ کی جانب کسی بات کی غلط نسبت
کروں اور جب کوئی ایسی بات کرو جس کا تعلق میرے اور تمہارے
جھگڑے سے ہے تو لڑائی دھوکہ ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے
سنا ہے کہ آخر زمانے میں ایک ایسی قوم آئے گی جو عمر کے لحاظ سے
چھوٹے اور میزانِ عقل پر کھوٹے ہوں گے۔ وہ سرورِ کائنات کی
حدیثیں بیان کریں گے لیکن اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے
جیسے کمان تیر سے۔ ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے

گا، تم جہاں بھی انہیں پاؤ وہیں قتل کر ڈالو کیونکہ قیامت کے روز ان
کے قاتل کو ثواب ملے گا۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 816 صفحہ نمبر 379)



باب نمبر 42

صحیح بخاری کے مطابق بھیڑے اور بیل کی باتیں

صحیح بخاری کی ایک حدیث ملاحظہ کیجیے:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک چرواہا اپنے ریوڑ میں تھا کہ بھیڑیے نے حملہ کیا اور ایک بکری کو پکڑ کر لے گیا۔ چرواہے نے بکری کو اس سے چھڑا لیا۔ پس بھیڑیا اسے مخاطب کر کے کہنے لگا: اس چیر پھاڑ کے دن ان کا محافظ کون ہوگا جس روز میرے سوا ان کا چرواہا اور کوئی نہیں ہوگا؟ اسی طرح ایک شخص بیل کو ہانک کر لے جا رہا تھا کہ پھر اس پر سوار ہو گیا۔ بیل نے اسے مخاطب کر کے کہا کہ مجھے اس لیے تو پیدا نہیں فرمایا گیا تھا بلکہ میں تو کھیتی باڑی کیلئے پیدا کیا گیا ہوں۔ لوگوں نے تعجب سے سبحان اللہ کہا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ان واقعات کی صحت پر یقین رکھتا ہوں اور ابو بکر و عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 863 صفحہ نمبر 397)

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 887 صفحہ نمبر 409)

قرآن حکیم میں جانوروں کیلئے ”بھیمہ“ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، جس کے معنی ہیں ”جو بات نہ کر سکے“ (5 / 1, 22 / 28) انگریزی میں انہیں DUMB CATTLE کہا جاتا ہے۔ قرآن کی اس وضاحت کے بعد کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ

جانور تقریریں کرتے تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث میں جانوروں کو بڑا عالم فاضل ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے جبکہ قرآن کا فرمان ہے کہ جو لوگ عقل و فکر سے کام نہیں لیتے، وہ جانور ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے (7/179) اس سے ثابت ہوا کہ جانور عقل و فکر سے عاری ہوتے ہیں۔ ایک جگہ فرمایا کہ کفار حیوانی سطح کی زندگی بسر کرتے ہیں کھاتے پیتے ہیں (اور مر جاتے ہیں) (47/12) ان آیات کی روشنی میں جانوروں کو عالم فاضل قرار دینا، حضور ﷺ کا فرمان ہو نہیں سکتا کیونکہ حضور ﷺ کا کوئی قول مبارک قرآن کے خلاف نہیں تھا۔



باب نمبر 43

صحیح بخاری کے مطابق

سقیفہ بنی ساعدہ

صحیح بخاری کی ایک حدیث ملاحظہ کیجیے:

”نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقامِ سَخ میں تھے۔ اسمعیل راوی کا قول ہے کہ وہ مدینہ منورہ کا بالائی حصہ ہے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو کر کہنے لگے: خدا کی قسم، رسول اللہ ﷺ نے وفات نہیں پائی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم میرے دل میں یہی بات سمائی ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور تندرست کر کے اٹھائے گا اور ضرور آپ کافروں کے ہاتھ پیر کاٹیں گے۔ پس حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اوپر سے کپڑا ہٹایا، آپ کو بوسہ دیا اور کہنے لگے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ حیات و ممات دونوں میں پاکیزہ رہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو موت کا مزہ دوبارہ پھر کبھی نہیں چکھائے گا۔ پھر آپ باہر نکلے اور فرمایا: اے قسم کھانے والے! صبر سے کام لے۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلام کیا تو حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ بیٹھ گئے۔ پس حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: سن لو! جو شخص حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو یقیناً وہ وفات پا چکے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اس کا خدا زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا..... راوی کا بیان ہے کہ لوگ بے اختیار رونے لگے۔ وہ فرماتے ہیں کہ انصار، حضرت سعد بن عبادہؓ کے ہاں سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو کر کہنے لگے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک آپ (مہاجرین) میں سے۔ پس حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت عمرؓ بولنے لگے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں روکا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ رہے تھے: میں یہ کبھی نہ کہتا لیکن میرے دل میں ایک ایسی بات آئی جس نے مجھے حیران کر دیا، پس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک وہ بات نہ پہنچانے سے ڈرا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گفتگو شروع کی اور بلیغ لفظوں میں کلام فرمایا۔ انہوں نے فرمایا کہ امارت ہماری ہے اور وزارت آپ کی۔ اس پر حضرت حباب بن منذرؓ نے کہا کہ خدا کی قسم ایسا نہیں ہوگا بلکہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک آپ میں سے ہوگا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ایسا نہ کیجیے، بلکہ امیر ہم میں سے ہوں اور وزارت آپ کی ہو کیونکہ رہائش کے لحاظ سے قریش کی مرکزی حیثیت ہے اور حسب و نسب کی رو سے یہی بہترین شمار ہوتے ہیں۔ پس آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت ابو

عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لیجیے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم تو آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے کیونکہ آپ ہمارے سردار، ہم میں سب سے بہتر اور رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ منظور نظر ہیں۔ پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کر لی پھر دوسرے تمام حضرات نے بھی بیعت کر لی۔ اس وقت کسی نے کہہ دیا کہ آپ حضرات نے سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اگر یہ قتل ہے تو پھر اللہ نے کیا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 867 صفحہ نمبر 399)
اس حدیث میں چند باتیں حقیقت کے خلاف معلوم ہوتی ہیں مثلاً:

1. حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرآن سے لاعلمی:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن پر بہت زیادہ عبور حاصل تھا، اس لیے یہ کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ آپ اتنی سی بات بھی نہ سمجھ سکے کہ حضور ﷺ ایک طبعی زندگی بھی رکھتے ہیں، اور طبعی زندگی، خدا کے طبعی قانون کے مطابق ایک دن ختم ہو جاتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ بات واضح الفاظ میں بیان کر دی ہے کہ آپ نے بھی ایک دن اس دنیا سے تشریف لے جانا ہے۔ قرآن میں ہے: **إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ** (39/30) ترجمہ: ”یقیناً خود آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں۔“ قرآن کی اس وضاحت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عقیدہ ہونہیں سکتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ فوت نہیں ہو سکتے اور آپ دوبارہ تشریف لائیں گے اور منافقین کو قتل کریں گے بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ساتھ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ قرآنی تعلیم کے عین مطابق تھا۔ قرین قیاس یہ بات ہے کہ نبی کریم ﷺ کے

انتقال کے وقت بیرونی خطرات کے ساتھ ساتھ مدینے میں کثرت سے منافقین کا گروہ موجود تھا جو کہ مملکت کے خلاف سر اٹھانے کے مواقع کی تلاش میں تھا، دوسری طرف رسول اللہ ﷺ نے ابھی اسی صبح ایک جری لشکر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر سرکردگی روم کے خلاف روانہ کیا تھا، اس تناظر میں روایت کا یہ حصہ درست تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ جس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کے انتقال کی خبر کو فوری طور پر عام کرنے سے سختی سے منع کر دیا۔ آپ نے اس حقیقت کو بھانپ لیا تھا کہ ان حالات میں سربراہ مملکت کی وفات کی خبر اس وقت تک عام نہیں ہونی چاہیے جب تک کہ اس کے جانشین کا تقرر نہ ہو جائے یعنی مملکت کو کسی وقت بھی سربراہ کے بغیر نہیں رہنا چاہیے۔

2. صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا جھگڑا:

اس روایت میں ایک جگہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو امارت کیلئے لڑتے ہوئے دکھایا گیا ہے، اس بات کے خلاف قرآن کی شہادت سے بڑی اور کون سی شہادت ہو سکتی ہے۔ قرآن میں ہے:

(ا) اَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ (5/54)

”مومن دوسرے مومنوں کیلئے نرم دل اور کافروں کیلئے سخت ہوتے

ہیں۔“ ﴿مفہوم سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 54﴾

(ب) اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (48/29)

”مومن کفار کیلئے سخت، مومنین کیلئے رحم دل (نرم ہو) ہوتے ہیں۔“

﴿مفہوم سورۃ الفتح سورہ نمبر 48 آیت نمبر 29﴾

(ج) وَالْفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا

مَا آَلَفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ آَلَفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ

عَزِيزٌ حَكِيمٌ (8/63)

”اللہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے درمیان الفت ڈال دی تھی۔“ ﴿مفہوم سورۃ الانفال سورہ نمبر 8 آیت نمبر 63﴾
 (د) إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ
 الرَّحْمَنُ وُدًّا (19/96)

”جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، رحمن ان میں محبت پیدا کر دے گا۔“ ﴿مفہوم سورۃ مریم سورہ نمبر 19 آیت نمبر 96﴾

3. نسلی تفاخر:

اس روایت میں ایک جگہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو نسلی تفاخر کا اظہار کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے جو کہ قرآنی تعلیم کے یکسر خلاف ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، قرآن کا انکار کرنے والی ہستیاں نہ تھے۔ فرمانِ خداوندی ہے:

(ا) يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى
 وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ
 اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (49/13)

”اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہیں بنایا ذاتیں اور قبیلے تاکہ تم ایک دوسرے کی شناخت کرو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے بڑا عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے، بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔“ ﴿سورۃ الحجرات سورہ نمبر 49 آیت نمبر 13﴾

(ب) وَلِكُلِّ دَرَجَاتٍ مِّمَّا عَمِلُوا وَلِيُؤْفِقَهُمْ أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ
 لَا يُظْلَمُونَ (46/19)

”اور ہر ایک کو اپنے اپنے اعمال کے مطابق درجے ملیں گے تاکہ انہیں ان کے اعمال کے پورے بدلے دے اور ان پر ظلم نہ کیا جائے۔“ ﴿سورۃ الاحقاف سورہ نمبر 46 آیت نمبر 19﴾

(ج) وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ (17/70)

”اور ہم نے اولادِ آدم (تمام انسانوں) کو بڑی عزت دی ہے۔“

﴿سورۃ بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 70﴾

☆☆☆☆☆

باب نمبر 44

صحیح بخاری کے مطابق

قیافہ شناسی

قرآن، حقیقی علم ہے اور علم کے سامنے قیاس آرائیوں کی حیثیت کچھ بھی نہیں ہوتی، ہاں جس وقت تک قرآن نازل نہیں ہوا تھا، مندروں اور ہیکلوں میں جوتشی، کاہن یا نجومی، خدا بنے ہوئے تھے جو مختلف قسم کی قیاس آرائیاں اور پیش گوئیاں کرتے رہتے تھے لیکن جب ”العلم“ آگیا، حق آگیا، تو اب جہالت اور باطل کو بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ اللہ نے فرمایا:

إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاتَّبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ (15/18)
 ”اگر اب یہ لوگ کچھ دعاوی کریں گے تو علم کی بارگاہ سے آسمان سے انہیں آتشیں کوڑے پڑیں گے۔“

﴿سورۃ الحجر سورہ نمبر 15 آیت نمبر 18﴾

نیز دیکھیے

سورۃ الصّٰفّٰتِ سورہ نمبر 37 آیت نمبر 6 تا 9

سورۃ الملک سورہ نمبر 67 آیت نمبر 5

سورۃ الجن سورہ نمبر 72 آیت نمبر 8 تا 9

یہ کیسے ممکن ہے کہ حقیقی علم آجانے کے بعد حضور ﷺ کا ہنوں، جوتشیوں،

نجومیوں یا قیافہ شناسوں کو :

(1) قیافہ شناسی کیلئے گھر میں آنے کی اجازت دیتے تھے۔

- (2) ان کی باتوں پر یقین کرتے تھے۔
- (3) ان کی قیافہ شناسی پر خوشی محسوس کرتے تھے۔
- (4) دوسروں کو بھی بتاتے (کہ قیافہ شناس ٹھیک کہتا ہے)
- آپ کو یقین نہیں آ رہا تو درج ذیل حدیث ملاحظہ فرمائیے:
- ”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک قیافہ شناس آیا اور نبی کریم ﷺ موجود تھے، قیافہ شناس نے کہا کہ ان میں سے ایک قدم باپ کا اور ایک بیٹے کا ہے۔ نبی کریم ﷺ سن کر بہت مسرور ہوئے۔ یہ بات آپ کو اتنی بھلی معلوم ہوئی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی بتائی۔“
- (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 924 صفحہ نمبر 428)



باب نمبر 45

صحیح بخاری کے مطابق
 لڑکی کے نکاح کی عمر
 چھ (6) سال ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر نکاح کے وقت کیا تھی؟ صحیح بخاری

کی احادیث ملاحظہ کیجیے:

1. ”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جب مجھے شرفِ زوجیت بخشا تو اس وقت میری عمر چھ (6) سال تھی۔ پھر ہم مدینہ منورہ آگئے اور بنی حارث بن خزرج کے مکان میں فروکش ہوئے۔ پھر مجھے شدید بخار آیا جس کے باعث میرے سر کے بال بھی اڑ گئے اور صرف کانوں کے پاس رہ گئے۔ پھر ایک روز میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولے میں بیٹھی تھی کہ میری والدہ ماجدہ اُمّ رومان آئیں اور زور سے مجھے آواز دی۔ میں حاضر ہو گئی اور مجھے قطعاً علم نہ تھا کہ بلایا کیوں گیا ہے۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک گھر کے دروازے پر کھڑی کر دی۔ میرا سانس پھول رہا تھا، جب کہ کافی دیر بعد دم میں دم آیا۔ پھر تھوڑا سا پانی لے کر میرے منہ اور سر پر ہاتھ پھیرا گیا۔ پھر مجھے مکان کے اندر داخل کر دیا گیا، جہاں چند انصاری عورتیں بھی جمع

تھیں۔ انہوں نے کہا خیر و برکت اور نیک فال کے ساتھ آنا ہو۔ پھر مجھے ان عورتوں کے سپرد کر دیا گیا۔ انہوں نے میرا بناؤ سنگھار کیا اور میں اس وقت ڈری جب دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ان عورتوں نے مجھے آپ کے سپرد کیا، اس وقت میری عمر نو (9) سال تھی۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 1076 صفحہ نمبر 487)

ایک اور نقطہ بھی ملاحظہ کیجیے، قرآن نے فرمایا کہ نکاح کیلئے عورت کی رضا مندی ضروری ہے جبکہ اس حدیث میں آپ نے پڑھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو علم ہی نہیں کہ ان کی شادی ہونے والی ہے، اُن کو اس وقت علم ہوا جب حضور ﷺ اُن کے کمرے میں تشریف لائے۔

2. ”حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال، نبی کریم ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے تین سال پہلے ہو گیا تھا۔ پس آپ نے دو سال یا کم و بیش توقف فرمایا، پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کر لیا جبکہ ان کی عمر چھ (6) سال تھی اور جب ان کی رخصتی ہوئی تو عمر نو (9) سال تھی۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 1078 صفحہ نمبر 487)

3. ”عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح کیا تو ان کی عمر چھ (6) سال تھی۔ جب ان سے خلوت کی گئی تو عمر نو (9) سال تھی اور یہ آپ کے پاس نو (9) سال رہیں۔“

4. ”صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 120 صفحہ نمبر 82) ”عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح کیا تو ان کی عمر چھ (6) سال تھی۔ جب ان سے خلوت فرمائی تو عمر نو (9) سال تھی۔ ہشام کا بیان ہے کہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ یہ حضور ﷺ کے پاس نو (9) سال رہیں تھیں۔“

5. ”صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 121 صفحہ نمبر 82) ”عروہ کا بیان ہے نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کیا تو وہ چھ (6) سال کی تھیں، جب ان کے ساتھ خلوت فرمائی تو وہ نو (9) سالہ تھیں اور وہ نو (9) سال آپ کی خدمت میں رہیں۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 144 صفحہ نمبر 90) ان احادیث کے ”موضوع“ ہونے کے بے شمار دلائل ہیں، ان میں سے چند ایک پیش خدمت ہیں:

دلیل نمبر 1

قرآن حکیم کی رو سے نکاح کی عمر بلوغت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(1) **وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ (4/6)**

”اور یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں، پھر اگر ان میں صلاحیت (عقل کی پختگی) پاؤ تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو۔“ ﴿سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 6﴾

(ب) وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّى
يَبْلُغَ أَشُدَّهُ (6/152)

”اور یتیم کے مال کے قریب تک نہ جاؤ مگر اس طرح کہ وہ بہترین
ہو، یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے۔“

﴿سورۃ الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 152﴾

(ج) وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّى
يَبْلُغَ أَشُدَّهُ (17/34)

”اور یتیم کے مال کے قریب تک نہ جاؤ مگر اس طرح کہ وہ بہترین
ہو، یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے۔“

﴿سورۃ بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 34﴾

ان آیات سے ثابت ہوا کہ نکاح کی عمر جوانی ہے، لہذا قرآن کی رو سے نابالغ
بچے یا بچی کی شادی درست نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ جوانی کی عمر کو پہنچا ہوا نہیں ہوتا۔

دلیل نمبر 2

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ نکاح کیلئے مرد اور عورت کا راضی ہونا
ضروری ہے چنانچہ فرمایا:

مرد کی رضا مندی ضروری ہے

فَإِنْ كُنْهُمَا مِمَّا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ (4/3)

”ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں۔“

﴿سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 3﴾

اور عورت کی رضامندی ضروری ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ
كُرْهًا (4/19)

”اے ایمان والو! تمہارے لیے حلال نہیں کہ تم عورتوں کے زبردستی

مالک بن جاؤ۔“ ﴿سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 19﴾

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ نکاح کیلئے مرد و عورت کا راضی ہونا ضروری ہے۔ کیا
چھ (6) سال کی بچی کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ وہ نکاح کیلئے راضی ہے؟

دلیل نمبر 3

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی بڑی (علاق) بہن حضرت اسماء
بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دس سال چھوٹی تھیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا
انتقال 73ء ہجری میں ہوا تو اس وقت ان کی عمر سو (100) سال تھی، اس طرح ہجرت کے
وقت حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر 27 یا 28 سال بنتی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا چونکہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دس (10) سال چھوٹی تھیں
لہذا آپ کی عمر ہجرت کے وقت 17 یا 18 سال تھی۔ آپ کی رخصتی چونکہ 2 ہجری میں
ہوئی، اس طرح ہجرت کے وقت کی عمر میں دو (2) جمع کرنے سے حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر بوقت رخصتی 19 یا 20 سال تھی۔ ﴿مشکوٰۃ اسماء الرجال + عینی
شرح بخاری جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 96 + استعاب جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 744﴾

دلیل نمبر 4

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
پانچ سال چھوٹی تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پینتیس (35) سال کی عمر میں

10۔ نبوی میں انتقال فرمایا (بحوالہ استعاب جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 752 اور اسد الغابہ جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 377) اس طرح ہجرت کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر بیس (20) سال بنتی ہے، رخصتی چونکہ ہجرت کے دوسرے سال ہوئی تھی لہذا رخصتی کے وقت آپ کی عمر مبارک بائیس (22) سال تھی۔

قرآن اور صحیح احادیث کی روشنی میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضور ﷺ نے جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی، اس وقت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر سترہ (17) تا بائیس (22) سال تک تھی۔ اس سلسلے میں مزید دلائل بھی موجود ہیں لیکن یہاں اختصار سے کام لیا جاتا ہے۔ ہم نے قرآن کے ساتھ ساتھ صحیح احادیث کو بھی بطور دلائل کے پیش کیا ہے لیکن مذہبی پیشوائیت چُن چُن کر ان احادیث کو صحیح ثابت کرنے پر بضد ہے جن سے حضور ﷺ، امہات المومنین صحابہ کرامؓ یا انبیاء کرامؑ کی توہین ہوتی ہو۔ مذکورہ بالا موضوع کے متعلق ایک دلچسپ صورت حال آپ کے سامنے پیش کی جا رہی ہے، اسے ذرا غور سے پڑھیے گا:

(1) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح سے تین سال پہلے فوت ہو چکی تھیں۔ (صحیح بخاری)

(2) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال 10۔ نبوی میں ہوا۔

(3) اس حساب سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح 13۔

نبوی میں عین ہجرت کے سال کچھ دن پہلے ہو گیا۔ اس وقت آپ کی عمر چھ (6) سال تھی۔

(4) 13۔ نبوی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک

چھ (6) سال تھی تو آپ کی پیدائش کا سال 7۔ نبوی بنتا ہے۔

(5) سورۃ القمر 5۔ نبوی میں نازل ہوئی یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کی پیدائش سے دو (2) سال پہلے۔

(6) سورۃ القمر کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ”بل الساعۃ موعدهم..... نازل ہوئی تو میں چھوٹی سی لڑکی تھی اور کھیلتی گودتی تھی۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2101 صفحہ نمبر 1030)

مقام غور و فکر ہے..... مگر صرف عقل والوں کیلئے



باب نمبر 46

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہؓ شراب پیتے تھے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(1) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ
وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رَجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ
فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (5/90)

”اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جو اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح یاب ہو۔“

﴿سورة المائدة سورة نمبر 5 آیت نمبر 90﴾

(2) إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي
الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ
أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ (5/91)

”شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کروادے اور اللہ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے سو اب بھی باز آ جاؤ۔“

﴿سورة المائدة سورة نمبر 5 آیت نمبر 91﴾

(3) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ (4/43)

”ایمان والو جب تم ہوش کی حالت میں نہ ہو یعنی تمہیں معلوم نہ ہو کہ کیا کہہ رہے ہو (خواہ اس کی وجہ کوئی بھی ہو) تو اجتماعِ صلوٰۃ میں شریک نہ ہو، اس صلوٰۃ سے کیا فائدہ جس میں تم سمجھو ہی نہیں کہ کیا کہہ رہے ہو۔“ ﴿مفہوم سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 43﴾

(4) يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا (2/219)

”نشہ آور اشیاء میں کچھ فائدہ بھی ہے (جب انہیں دواؤں وغیرہ میں استعمال کیا جائے) لیکن ان کا نقصان، ان کے عارضی نفع کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہلاکت انگیز ہے۔“

﴿مفہوم سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 219﴾

ان آیات سے ایک چیز تو واضح ہو کر سامنے آرہی ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو شراب سے دُور رکھنا چاہتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضور ﷺ کی تبلیغ کی بدولت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شراب کے قریب بھی نہ جاتے تھے کیونکہ یہ لوگ حضور ﷺ کے تعلیم و تربیت یافتہ تھے، لیکن صحیح بخاری کی اس حدیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو شرابی ثابت کیا جا رہا ہے۔ یہ وہ صحیح بخاری ہے جس کے متعلق مذہبی پیشوا بیت کا اعلان ہے کہ اس کی ایک بھی حدیث کا انکار کفر ہے۔ مذکورہ حدیث میں بتایا گیا ہے کہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ نے دو عدد اونٹیاں دیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارادہ کیا کہ ان اونٹیوں پر تجارت کر کے حضور ﷺ کی لخت

جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی کا بندوبست کروں گا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹنیوں کیلئے پالان، رسیاں اور تھیلے وغیرہ لے کر آئے تو دیکھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹنیوں کے کوہان کاٹ دیئے ہیں اور ان کے پیٹ چاک کر کے ان کی کپچیاں (کلبجی) نکال لی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شراب پی کر مجرا دیکھ رہے تھے۔ بات یہ ہوئی کہ رقا صہ اور گلوکارہ لونڈی نے گاتے ہوئے کہا تھا کہ اے حمزہ! ان موٹی اونٹنیوں کو کاٹ لو چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور اونٹنیوں کے کوہان کاٹے اور پیٹ چاک کر کے کپچیاں (کلبجی) نکال لیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کی، حضور ﷺ، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے گئے لیکن حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نشے میں دُھت تھے لہذا آپؐ واپس تشریف لے آئے۔ یہ تھا اس حدیث کا خلاصہ اور آئیے اب پوری حدیث بمعہ حوالہ ملاحظہ کیجیے:

”حضرت امام حسین بن علی علیہما السلام فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ غزوہ بدر کے مالِ غنیمت سے میرے حصے میں ایک اونٹنی آئی اور ایک اونٹنی مجھے رسول اللہ ﷺ نے مالِ فے کے اپنے خمس میں سے اسی روز مرحمت فرمائی تھی۔ اس وقت میں نے ارادہ کر لیا کہ نبی کریم ﷺ کی لُحْتِ جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رُخْصَتی کا بندوبست کروں۔ پس میں نے اپنے ساتھ بنی قینقاع کے ایک سُنار کو تیار کیا تا کہ ہم دونوں جا کر اونٹنیوں پر اذخر گھاس لائیں۔ میری غرض یہ تھی کہ اسے بیچ کر نکاح کے ولیمہ کا بندوبست کیا جائے۔ پس اس خیال سے میں پالان، رسیاں اور تھیلے وغیرہ فراہم کر رہا تھا اور اونٹنیاں میں نے ایک انصاری کے مکان کے سامنے بٹھادی تھیں۔ جب سامان

لے کر میں اُونٹنیوں کے پاس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کسی نے ان کے کوہان کاٹ رکھے ہیں اور پیٹ چاک کر کے کلچیاں (کلبجی) نکال لی ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ میں نے پوچھا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کارگزاری ہے جو بعض انصار کے ساتھ اس گھر میں بیٹھے شراب پی رہے ہیں، ایک لونڈی ان کے پاس گارہی ہے اور یار دوستوں کا مجمع لگا ہوا ہے۔ بات یہ ہوئی کہ لونڈی نے گاتے ہوئے کہا تھا کہ اے حمزہ! ان موٹی اُونٹنیوں کو کاٹ لو۔ چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار لے کر اُٹھے، اُونٹنیوں کے کوہان کاٹے اور پیٹ چاک کر کے کلچیاں (کلبجی) نکال لیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو گیا اور آپ کے پاس حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ نبی کریم ﷺ نے مجھے دیکھتے ہی میری کتاب غم پڑھ لی اور فرمایا: تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ میں عرض گزار ہوا، یا رسول اللہ ﷺ! آج جیسا افسوسناک دن مجھ پر پہلے کبھی نہیں آیا، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری اُونٹنیوں پر ستم ڈھایا کہ ان کے کوہان کاٹ ڈالے اور ان کے پیٹ چاک کر کے کلچیاں (کلبجی) نکال لی ہیں۔ وہ اس وقت ایک گھر میں بیٹھے ہوئے شراب پی رہے ہیں۔ پس نبی کریم ﷺ نے اپنی ردائے مبارک منگوائی، اسے اوپر ڈالا اور چل پڑے۔ میں اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے پیچھے چل دیئے، یہاں تک کہ اس گھر تک پہنچ گئے جس میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ نے اجازت طلب

فرمائی۔ اجازت ملنے پر نبی کریم ﷺ مکان کے اندر داخل ہوئے اور اس حرکت پر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملامت کی اور فرمایا کہ یہ تم نے کیا کیا؟ لیکن حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شراب کے نشے میں پُور تھے اور ان کی آنکھیں سُرخ ہو رہی تھیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی جانب دیکھا، پھر آپ کے کندھوں تک نظر اٹھائی، پھر پُر نُوَر چہرے کو دیکھ کر کہنے لگے: اچھا، تم لوگ میرے والد ماجد (حضرت عبدالمطلب) کے غلام ہو۔ نبی کریم ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس وقت ان کے ہوش و حواس ٹھکانے نہیں ہیں تو رسول اللہ ﷺ واپس لوٹ آئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ واپس آ گئے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1180 صفحہ نمبر 537)

غزوہ بدر میں شراب نوشی:

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے:

”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ بدر کے روز بعض حضرات نے صبح کے وقت شراب پی اور مقابلے کے وقت جامِ شہادت نوش کر گئے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1215 صفحہ نمبر 556)

غزوہ احد میں شراب نوشی:

صحیح بخاری کی حدیث ملاحظہ کیجیے:

”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ احد کی صبح کو بعض مسلمانوں نے شراب پی اور سب میدانِ جنگ میں قتل ہو کر

جامِ شہادت نوش کر گئے، یہ اس وقت کی بات ہے جب شراب حرام
 نہیں ہوئی تھی۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1731 صفحہ نمبر 802)



باب نمبر۔ 47

صحیح بخاری کے مطابق گستاخی رسول کا جواز صحیح بخاری میں

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں بڑے شاطرانہ انداز سے حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کا جواز فراہم کیا جا رہا ہے۔ حدیث کے مطابق:

”حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے آپ کی شان میں گستاخی کرنے اور جھوٹ بولنے کی اجازت مانگی تو حضور ﷺ نے اجازت فرمادی، چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک یہودی سے کہا کہ یہ شخص (رسول خدا ﷺ) تو ہم کو بہت تنگ کرتا ہے۔ وہ ہم سے زکوٰۃ مانگتا ہے حالانکہ ہم خود تنگ دست ہیں، میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ ہمیں قرض ہی دلوادیتجیے۔ وہ کہنے لگا کہ یہ شخص ابھی تو تمہیں اور بھی تنگ کرے گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس کی پیروی جو کر چکے تو اب اچانک چھوڑ دینا مناسب نہیں لیکن موقع کی تلاش میں ہیں، دیکھیے اُونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1208 صفحہ نمبر 549)

ہمارا ایمان ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، حضور ﷺ سے انتہائی زیادہ محبت کرتے تھے اور یہ ہستیاں کسی مصلحت کے تحت بھی حضور ﷺ کی شان میں گستاخی نہیں کر سکتیں جیسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر صلح نامے پر حضور ﷺ کا

اسم گرامی ”محمد الرسول اللہ“ کاٹ کر ”محمد بن عبد اللہ“ لکھنے سے انکار کر دیا تھا کہ ایسا کرنا آپ کے نزدیک حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کے مترادف تھا۔ ان سطور کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ درج بالا حدیث موضوعہ ہے۔



باب نمبر۔ 48

صحیح بخاری کے مطابق
 نو (9) یا چھ (6)

صحیح بخاری کی ایک حدیث اس طرح ہے:

”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب میرے والد محترم کو

شہید کیا گیا تو پیچھے نو (9) صاحبزادیاں چھوڑیں۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1223 صفحہ نمبر 559)

اس سے اگلی حدیث میں آتا ہے:

”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم کی

شہادت غزوہ اُحد میں ہو گئی تھی، ان کے اوپر کافی قرض تھا اور پیچھے

چھ (6) صاحبزادیاں تھیں۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1224 صفحہ نمبر 559)

چھ (6) یا نو (9) والی ان دو روایتوں میں سے ایک یقیناً غلط ہے۔ یہی ہمارے

موقف کی تائید ہے کہ صحیح بخاری میں صحیح روایات کے ساتھ ساتھ غلط بھی موجود ہیں۔

صحیح بخاری میں اس طرح کی اور بھی بہت سی احادیث موجود ہیں مثلاً:

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو بتایا کہ

نماز میں قنوت رکوع کے بعد پڑھا کرو کیونکہ یہی سنت ہے۔ عاصم کا

بیان ہے کہ جب یہی مسئلہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ رکوع سے پہلے قنوت

پڑھنا سنتِ نبوی ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1265 صفحہ نمبر 579)

اس کے بعد اسی حدیث کے الفاظ ہیں کہ جب عاصم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یاد دلایا کہ آپ نے فلاں شخص کو تو فرمایا تھا کہ رکوع کے بعد قنوت پڑھنا چاہیے تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ، ایک مہینے تک رکوع کے بعد قنوت پڑھتے رہے تھے۔

سوال یہ ہے کہ کیا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کا طریقہ کسی کو کچھ اور کسی کو کچھ بتاتے تھے؟ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیلئے ایسا گمان بھی کیا جاسکتا ہے؟ یقیناً نہیں۔ ثابت ہوا یہ حدیث غلط ہے، صحابہ غلط نہیں تھے۔



باب نمبر۔ 49

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہ کا جہاد سے فرار

قرآن کی ان چند آیات کو ذرا غور سے پڑھیے گا، پھر بات آپ کی سمجھ میں آئے

گی:

1. كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ (2/216)

”تم پر جنگ فرض کی گئی ہے۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 216﴾

2. فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ

النَّاسَ كَخَشِيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشِيَةً وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ

كُتِبَتْ عَلَيْنَا الْقِتَالُ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ قُلْ

مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ وَلَا

تُظْلَمُونَ فَتِيلًا (4/77)

”پھر جب ان پر جنگ فرض ہوئی تو ان میں سے ایک فریق لوگوں

سے ڈرتا ہے جیسے اللہ کا ڈر ہو یا اس سے بھی زیادہ۔ اور وہ کہتے ہیں

اے ہمارے رب! تُو نے ہم پر جنگ کیوں فرض کر دی، ہمیں اور

تھوڑی مدت کیوں نہ مہلت دی۔ (اے نبی ﷺ) کہہ دیں دنیا کا

فائدہ تھوڑا ہے اور آخرت بہتر ہے پر ہیزگار کیلئے اور تم پر ظلم نہ ہوگا

دھاگے کے برابر بھی۔“ ﴿سورة النساء سورة نمبر 4 آیت نمبر 77﴾

3. وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ (2/244)

”اور اللہ کے راستے میں لڑو۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 244﴾

4. وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (4/75)

”تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے راستے میں نہیں لڑتے۔“

﴿سورة النساء سورة نمبر 4 آیت نمبر 75﴾

5. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ انْفِرُوا فِي

سَبِيلِ اللَّهِ أَثَأَقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ أَرْضَيْتُمْ بِالْحَيَاةِ

الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي

الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ (9/38)

”اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ

اللہ کی راہ میں کوچ کرو تو تم گرے جاتے ہو زمین پر، کیا تم نے

آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے۔“

﴿سورة توبه سورة نمبر 9 آیت نمبر 38﴾

6. لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي

الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ

وَأَنْفُسِهِمْ (4/95)

”اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والے

اور بغیر عذر بیٹھ رہنے والے مسلمان برابر نہیں۔“

﴿سورة النساء سورة نمبر 4 آیت نمبر 95﴾

7. وَمَنْ يُؤْلِهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبْرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَا وَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ (8/16)

”جو میدان جنگ سے پیٹھ دکھا کر بھاگ جائے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور یہ بُرا ٹھکانہ ہے۔“

﴿سورۃ الانفال سورہ نمبر 8 آیت نمبر 16﴾

8. فَإِذَا أَنْزَلْتَ سُورَةَ مُحْكَمَةٍ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَأُولَىٰ لَهُمْ (47/20)

”جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ جب جنگ کا نام سنتے ہیں تو وہ آپ کی طرف ایسے دیکھتے ہیں جیسے ان پر موت کی بے ہوشی طاری ہوگئی ہو۔ سو خرابی ہے ان کیلئے۔“

﴿سورۃ محمد سورہ نمبر 47 آیت نمبر 20﴾

9. وَلْيَعْلَمْ الَّذِينَ نَافَقُوا وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ اذْفَعُوا قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَا تَبْعَنَا كُمْ هُمْ لِلْكَفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ (3/167)

”کہا گیا آؤ اللہ کی راہ میں لڑو یا دفاع کرو تو منافق بولے اگر ہم جنگ جانتے تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے، وہ اس دن کفر سے زیادہ قریب تھے بہ نسبت ایمان کے۔“

﴿سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 167﴾

جنگ کے متعلق آپ نے قرآن مجید کی چند آیات ملاحظہ فرمائیں۔ اب ذرا دل

پر ہاتھ رکھ کر درج ذیل حدیث پڑھیے اور غور کیجیے کہ مذکورہ بالا آیات قرآنی کی رو سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس گروہ میں شامل کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں:

”عثمان بن موہب کا بیان ہے کہ حج بیت اللہ کے موقع پر ایک شخص (یزید بن بشیر)، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اور میں آپ کو حرمت بیت اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ اُحد سے راہ فرار اختیار کی تھی۔ جواب ملا..... ہاں، لیکن غزوہ اُحد سے فرار ہونے کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرمادیا۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1236 صفحہ نمبر 563)

حدیث کے ان الفاظ ”لیکن غزوہ اُحد سے فرار ہونے کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرمادیا۔“ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فرد جرم عائد کی جا رہی ہے اور جنگ سے فرار ہونے والوں کے متعلق اللہ کا فرمان آپ اوپر پڑھ ہی چکے ہیں۔

اس حدیث میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غزوہ بدر اور بیعت رضوان میں عدم شرکت کا بھی ذکر ہے لیکن وہاں کوئی قابل اعتراض بات موجود نہیں تھی، اس لئے ہم نے اس کا ذکر نہیں کیا۔



باب نمبر 50

صحیح بخاری کے مطابق
دنیا قابلِ نفرت

صحیح بخاری کی ایک حدیث ملاحظہ کیجیے:

”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے یہ مطلقاً تمہارے متعلق ڈر نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگ جاؤ گے بلکہ ڈر تو اس بات کا ہے کہ تم کہیں دنیا میں نہ پھنس جاؤ۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1254 صفحہ نمبر 572)

ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”ابوالخیر نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ ایک ریشمی فرّوج پیش کی گئی تو آپ نے اسے پہن لیا۔ پھر نماز پڑھی۔ جب آپ واپس لوٹے تو اسے سختی کے ساتھ اُتار پھینکا، جس سے ناپسندیدہ ہونے کا اظہار ہوتا تھا اور فرمایا کہ یہ پرہیز گاروں کے لائق نہیں ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 748 صفحہ نمبر 312)

تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے مختصر سے عرصے میں بہت بڑے علاقے پر اللہ کا نازل کردہ فلاحی نظام نافذ کر دیا تھا۔ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی اثر انگیزی کو روکنے کیلئے

عالم کفر نے اپنا پورا زور لگا دیا، جس کی ایک کڑی یہ تھی کہ مسلمانوں کے دلوں میں دنیا سے نفرت پیدا کر دی جائے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسی روایتیں باسانی مل جاتی ہیں جن میں کہا جاتا ہے کہ دنیا ایک مُردار ہے اور اس کے طلب کرنے والے گتے ہیں وغیرہ۔ مذکورہ بالا روایتیں بھی ان کی ایک مثال ہے جن میں دنیا سے نفرت کا درس ملتا ہے جبکہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ (7/32)

”آپ فرمادیں کہ دنیاوی زینت کی چیزوں کو کون حرام قرار دے سکتا ہے۔ یہ یہاں بھی مومنوں کو ملیں گی اور آخرت میں تو صرف انہیں کیلئے مخصوص ہوں گی۔“

﴿سورة الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 32﴾

لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (10/64)

”جو لوگ ایمان لائے اور احکامات خداوندی کی پیروی کی، ان کیلئے دنیا میں اور آخرت میں خوشگواریاں ہیں، یہ بڑی کامیابی ہے۔“

﴿سورة يونس سورہ نمبر 10 آیت نمبر 64﴾

قرآن میں بہت سی آیات موجود ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کی خوشگواریاں مومنین کیلئے ہیں مثلاً:

☆ فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ

مِنْ خَلَاقٍ (200) وَمِنْهُمْ مَّنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ
(2/200-201)

”بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں دے۔ ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور دوزخ کے عذاب سے بچالے۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 200 تا 201﴾

وَ اَكْتُبْ لَنَا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ قَالَ عَذَابِي اُصِيبُ بِهِ مَنْ اَشَاءُ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَا كُتِبْهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ (7/156)

”اور ہمارے لیے اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی لکھ دے، بے شک ہم نے تیری طرف رجوع کیا، اس نے فرمایا میں اپنا عذاب جس کو چاہوں دوں، اور میری رحمت ہر شے پر وسیع ہے، سو میں وہ عنقریب لکھ دوں گا اُن کیلئے جو ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں۔“

﴿سورة الاعراف سورة نمبر 7 آیت نمبر 156﴾

وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا خَيْرًا لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَدَارُ الْآخِرَةِ

☆

☆

خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ (16/30)

”اور پرہیزگاروں سے کہا گیا تمہارے رب نے کیا اتارا وہ بولے بہترین (کلام) جن لوگوں نے بھلائی کی ان کیلئے اس دنیا میں بھلائی ہے اور آخرت کا گھر (سب سے) بہتر ہے، اور کیا خوب ہے پرہیزگاروں کا گھر۔“ ﴿سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 30﴾

☆ **إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ (40/51)**

”بے شک ہم ضرور مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں اور (اُس دن بھی) جس دن گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔“

﴿سورۃ المؤمن سورہ نمبر 40 آیت نمبر 51﴾

☆ **إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ (30) نَحْنُ أَوْلِيَائُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهَى أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدْعُونَ ☆ نَزَّلْنَا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ (41/30-32)**

”بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ثابت قدم رہے، ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ تم خوف کھاؤ اور نہ غمگین ہو، اور تم اس جنت پر خوش ہو جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے رفیق تھے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں (بھی) اور تمہارے لیے اس

میں (موجود ہے) جو تمہارے دل چاہیں، اور تمہارے لیے اس میں (موجود ہے) جو تم مانگو گے۔ یہ ضیافت ہے بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔“ ﴿سورۃ السجدۃ سورہ نمبر 41 آیت نمبر 30 تا 32﴾

اسلام صرف اس صورت میں دنیا کو حقیر قرار دیتا ہے جب انسان حیاتِ اُخروی کو پس پشت ڈال کر دنیاوی مفاد کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لے چنانچہ قرآن میں ہے:

1. **أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ
فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ**
(2/86)

”یہی لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خرید لی، سو ان کیلئے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا اور نہ وہ مدد کیے جائیں گے۔“

﴿سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 86﴾

2. **فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيَاةَ
الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ وَمَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلْ أَوْ
يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا** (4/74)

”وہ لوگ جو دنیا کی زندگی بیچتے ہیں آخرت کے بدلے اور جو اللہ کے راستے میں لڑے پھر مارا جائے یا غالب آئے ہم عنقریب اسے بڑا اجر دیں گے۔“ ﴿سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 74﴾

3. **الَّذِينَ يَسْتَحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ
وَيَصُدُّونَ عَنِ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا أُولَئِكَ
فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ** (14/3)

”جو دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہیں آخرت پر، اور اللہ کے راستے

سے روکتے ہیں اور اس میں کئی ڈھونڈتے ہیں یہی لوگ دُور کی گمراہی میں ہیں۔“ ﴿سورة ابراہیم سورہ نمبر 14 آیت نمبر 3﴾

4. ذَلِكْ بِأَنَّهُمْ اسْتَحْبُوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ
وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ (16/107)

”یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت پر پسند کیا اور یہ کہ اللہ ہدایت نہیں دیتا کافر لوگوں کو۔“

﴿سورة النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 107﴾

5. فَأَمَّا مَنْ طَغَى (37) وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا (38) فَإِنَّ
الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَى (39-79)

”پس جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو یقیناً اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔“

﴿سورة النازعات سورہ نمبر 79 آیت نمبر 37 تا 39﴾

6. بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا (16) وَالْآخِرَةَ خَيْرٌ
وَأَبْقَى (87/16-17)

”بلکہ تم دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو اور (جبکہ) آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔“

﴿سورة الاعلى سورہ نمبر 87 آیت نمبر 16 تا 17﴾



باب نمبر 51

صحیح بخاری کے مطابق
تسخیر آیات

نسخ کے بارے میں مذہبی پیشوائیت کا عقیدہ ملاحظہ کیجیے:

”اسی طرح قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ نے بعض احکام منسوخ فرمائے اور ان کی جگہ نیا حکم نازل فرمایا۔ ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔ شاہ ولی اللہ نے ’الفوز الکبیر‘ میں ان کی تعداد صرف پانچ بیان کی ہے۔ یہ نسخ تین قسم کا ہے۔ ایک تو مطلقاً نسخ حکم یعنی ایک کو بدل کر دوسرا حکم نازل کر دیا گیا۔ دوسرا ہے نسخ مع التلاوة۔ یعنی پہلے حکم کے الفاظ قرآن مجید میں موجود رکھے گئے ہیں، ان کی تلاوت ہوتی ہے لیکن دوسرا حکم بھی، جو بعد میں نازل کیا گیا، قرآن میں موجود ہے، یعنی نسخ اور منسوخ دونوں آیات موجود ہیں۔ نسخ کی ایک تیسری قسم یہ ہے کہ ان کی تلاوت منسوخ کر دی گئی یعنی قرآن کریم میں نبی کریم ﷺ نے انہیں شامل نہیں فرمایا، لیکن ان کا حکم باقی رکھا گیا۔ جیسے:

الشیخ والشیخۃ اذا زینا فار جمو ہما البتۃ۔ (موطا امام مالک)

”شادی شدہ مرد اور عورت اگر زنا کا ارتکاب کریں تو یقیناً انہیں

سنگسار کر دیا جائے۔“

(بحوالہ: سعودی حکومت کا شائع کردہ قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر صفحہ نمبر 44)

آگے چل کر لکھتے ہیں:

”بعض قدیم گمراہوں (مثلاً ابو مسلم اصفہانی معتزلہ) اور آج کل

کے بھی بعض متجددین نے یہودیوں کی طرح قرآن میں نسخ ماننے

سے انکار کیا ہے لیکن صحیح بات وہی ہے جو مذکورہ سطروں میں بیان کی گئی ہے، سلف صالحین کا عقیدہ بھی اثباتِ نسخ ہی رہا ہے۔“

(ایضاً صفحہ نمبر 44)

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ قرآن کی فلاں فلاں آیتیں منسوخ ہیں بلکہ مذہبی پیشواؤں نے اپنے اپنے وضع کردہ فارمولے کے تحت مختلف آیتوں کو منسوخ قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ ولی اللہ نے پانچ آیتوں کو منسوخ ثابت کیا، ایک صاحب (شاید علامہ جلال الدین سیوطی) بائیس (22) آیات کی تہنیخ کے قائل ہیں جبکہ ایک امام صاحب پانچ سو (500) آیات کا نسخ ثابت کرتے ہیں۔

غور کریں یہ عقیدہ اس کتاب کے متعلق اختیار کیا گیا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (15/9) ”ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔“ ﴿سورۃ الحج سورہ نمبر 15 آیت نمبر 9﴾ بلاشک و شبہ قرآن کی آیات کے متعلق نسخ و منسوخ کا عقیدہ خلاف قرآن ہے، قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں بلکہ قرآن پورے کا پورا غیر متبدل اور کامل ہے جیسا کہ قرآن میں ہے: وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدَّلَ لِكَلِمَاتِهِ (6/115) مذکورہ مسئلے کا حل قرآن کریم میں واضح طور پر موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں انسانوں کی ہدایت کیلئے جتنے بھی انبیاء کرام مبعوث فرمائے، ان سب کو کتابیں عطا فرمائیں (2/213) اور جن کو رسول کہہ کر پکارا گیا، انہیں بھی کتابیں دی گئیں (57/25) لیکن ان سابقہ انبیاء و رسل کی امتیں اپنے نبی یا رسول کی کتاب میں تحریف کر دیتی تھیں۔

(2/75, 2/79, 3/70, 3/77, 3/186, 4/46,)

اللہ نے آخری مرتبہ حضرت محمد

ﷺ پر اپنی آخری کتاب یعنی قرآن حکیم نازل کی تو اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود لے لی (15/9) اس کو غیر متبدل اور کامل قرار دیا (6/115)۔

نسخ کا ماخذ:

مسلمانوں کی اکثریت اس بات پر حیران ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو غیر متبدل اور محفوظ کہا ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ بعض آیات اس میں شامل ہونے سے رہ گئیں، ایسا عقیدہ رکھنا تو اللہ، رسول ﷺ اور صحابہؓ کی کھلی توہین کے زمرے میں آتا ہے۔ اس کا جواب ہے کہ یہ عقیدہ قرآن کریم کی ایک آیت کی غلط تعبیر کرنے سے وجود میں آیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 106 میں سابقہ انبیاء کرامؑ کی وحی کے بارے میں فرمایا:

مَا نَنْسَخُ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلَهَا (2/106)
 ”سابقہ انبیاء پر نازل شدہ کوئی آیت (حکم) جسے ہم منسوخ کرتے ہیں یا اسے بھلا دیتے ہیں (تو) اس سے بہتر یا اس جیسا حکم لے آتے ہیں۔“

﴿سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 106﴾

ایک اور جگہ فرمایا:

وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنزِّلُ (16/101)

”اور جب ہم (سابقہ کتب میں سے) کوئی حکم کسی دوسرے حکم کی جگہ بدلتے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ نازل کرتا ہے۔“

﴿سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 101﴾

نیز دیکھیے (22/52-53)

ان آیات میں نسخ کا رخ قرآن کی طرف موڑنے سے بذات خود قرآن کا محفوظ، کامل اور غیر متبدل ہونا غلط ثابت ہو جاتا ہے لیکن مذہبی پیشوائیت کو اس کی پرواہ نہیں جو آج بھی صحیح بخاری کی ان احادیث کا انکار کرنے والے کو کافر کہتے ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ قرآن میں ایک آیت نازل ہوئی تھی لیکن بعد میں اسے منسوخ کر کے قرآن سے نکال دیا گیا تھا۔ مذکورہ احادیث ملاحظہ کیجئے:

1. ”قبائل رعل، ذکوان، عصبیہ اور بنی لحيان نے ستر (70) انصار کو قتل کر دیا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ان کے متعلق قرآن کریم کی ایک آیت ’بلغوا عنا قوا منا انا لقینا ربنا فرضی عنا وارضانا۔ پڑھا کرتے تھے جو بعد میں منسوخ ہو گئی۔“ (ترجمہ آیت: ہماری یہ خبر قوم کو پہنچادی جائے کہ ہم اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پہنچ گئے وہ ہم سے راضی ہے اور اس نے ہمیں راضی کر دیا ہے)

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1259 صفحہ نمبر 576)

2. ”حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ: وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهِ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ (2/184) (ترجمہ = جنہیں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا) تو جو چاہتا روزہ چھوڑ دیتا اور اس کا فدیہ ادا کر دیتا، یہاں تک کہ اس کے بعد (ناسخ) آیت نازل ہوگئی تو اس آیت کا حکم منسوخ ہو گیا۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1624 صفحہ نمبر 749)

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1623 صفحہ نمبر 749)

3. ”مروان اصغر کا بیان ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے غالباً حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت: وَإِنْ تَبَدُّوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخَفُّوهُ يُحَاسِبِكُمْ بِهِ اللَّهُ (2/284) (ترجمہ: اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے جی میں ہے یا چھپاؤ، اللہ تعالیٰ اس کا حساب تم سے لے گا) یہ دوسری آیت: لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا (2/286) (ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا) سے منسوخ فرمادی گئی ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1659 صفحہ نمبر 764)

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1660 صفحہ نمبر 764)



باب نمبر 52

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہ بہتان باز تھے

(نعوذ باللہ)

قرآن کریم میں ہے:

1. وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (24/4)

”جو لوگ پاکدامن عورتوں کے خلاف ناحق الزام لگائیں اور پھر اپنے قول کی شہادت میں چار گواہ نہ لاسکیں تو اس جرم کی سزا یہ ہے کہ ایسے شخص کو اسی (80) کوڑے لگائیں جائیں اور کبھی اس کی گواہی قبول نہ کی جائے، یہی نافرمان لوگ ہیں۔“

﴿سورۃ النور سورہ نمبر 24 آیت نمبر 4﴾

2. وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا كَتَبْنَا فَقَدْ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا (33/58)

”اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذا دیتے ہیں بغیر اس کے کہ انہوں نے کچھ کیا ہو تو البتہ انہوں نے اٹھایا بہتان اور صریح گناہ۔“

﴿سورۃ الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت

﴿نمبر 58﴾

3. إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ
آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ
يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (24/19)

”بے شک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی

پھیلے، اُن کیلئے دُنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے، اور اللہ جانتا

ہے جو تم نہیں جانتے۔“ ﴿سورۃ النور سورہ نمبر 24 آیت نمبر 19﴾

قرآن کی ان واضح ہدایات کی موجودگی میں کیا کوئی صحابی کسی پر کوئی ناحق الزام لگا سکتا ہے؟ میرا جواب تو نفی میں ہے لیکن صحیح بخاری میں کیا لکھا ہے ملاحظہ کیجیے:

(1) ”حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ بہتان لگانے

والوں میں سے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت

مسطح بن اثاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کے سوا مجھے اور کسی کے نام کا علم نہیں ہے، ہاں ان کی ایک

جماعت تھی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور ان لوگوں کی قیادت

عبداللہ بن ابی بن سلول کر رہا تھا۔“

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1305 صفحہ

نمبر 598)

(2) ”عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا بھلا کہا کیونکہ یہ بھی حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان لگانے والوں میں شامل تھے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1309 صفحہ نمبر 605)

(3) نیز دیکھیے:

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1310 صفحہ نمبر 605)

حضور ﷺ کے زمانے میں کچھ لوگوں نے کسی پاکدامن عورت پر جھوٹا الزام لگا دیا تھا، قرآن نے اس واقعہ کا ذکر کر کے مومنوں کو چند ضروری ہدایات دیں جن کا ذکر سورۃ النور کی آیات 11 تا 19 میں ہے۔ احادیث کی رو سے مذکورہ بالا الزام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر لگایا گیا تھا لیکن قرآن میں یہ کہیں نہیں لکھا ہوا۔ اس واقعے کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منسوب کرنا بذاتِ خود ایک الزام تراشی ہے لہذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر 1305 میں آگے چل کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک گفتگو پیش کی گئی ہے جس میں وہ ایک دوسرے پر الزام تراشی کر رہے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے:

”اس پر حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے جو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ پس انہوں نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ غلط کہہ رہے ہیں، ہم اسے ضرور قتل کریں گے اور معلوم ہو گیا کہ آپ بھی منافق ہیں، اسی لیے تو منافقوں کا دفاع کر رہے ہیں، اس پر قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج کے لوگ ایک دوسرے کے مقابل تن گئے اور خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں آپس میں دست و گریبان نہ ہو جائیں۔“

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1305 صفحہ نمبر 598)



باب نمبر 53

صحیح بخاری کے مطابق
مقامِ حدیث

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے:

ہم چودہ سو (1400) افراد تھے:

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حدیبیہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم زمین پر بسنے والوں میں سب سے بہتر ہو اور اُس وقت ہم چودہ سو (1400) افراد تھے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1318 صفحہ نمبر 610)

اسی حدیث کے اگلے حصے میں لکھا ہے:

ہم تیرہ سو (1300) افراد تھے:

”حضرت عبد اللہ بن اوفیٰ سے روایت ہے کہ درخت کے نیچے بیعت کرنے والے تیرہ سو (1300) افراد تھے اور یہ خود بھی ان میں شامل تھے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1318 صفحہ نمبر 610)

ایک اور حدیث میں ہے:

ہم چودہ سو (1400) افراد تھے:

”عمرو بن دینار کا بیان ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: صلح حدیبیہ کے روز ہم (صحابہ کرامؓ) چودہ سو (1400) کی تعداد میں تھے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1950 صفحہ نمبر 948)

☆☆☆☆☆

اسی طرح ایک حدیث میں ہے:

ایک بار:

”حضور ﷺ نے اعضائے وضو ایک بار دھوئے۔“

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الوضو باب نمبر 117 حدیث نمبر 157 صفحہ نمبر 170)

دو بار:

”حضور ﷺ نے اعضائے وضو ایک دو بار دھوئے۔“

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الوضو باب نمبر 118 حدیث نمبر 158 صفحہ نمبر 170)

تین بار:

”حضور ﷺ نے اعضائے وضو ایک تین بار دھوئے۔“

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الوضو باب نمبر 119 حدیث نمبر 159 صفحہ نمبر 170)

☆☆☆☆☆

ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”علی بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ جتنی دفعہ میں نے سفیان سے یہ

حدیث سنیٰ سے شمار نہیں کر سکتا، یہاں تک کہ میں نے انہیں فرماتے سنا کہ مجھے زہری کا ہارڈ آلے اور کوہان چیرنے کا ذکر یاد نہیں رہا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اشعار اور تقلید کا مقام بھول گیا ہوں یا ساری حدیث ہی مجھے یاد نہیں رہی ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1320 صفحہ نمبر 611)

☆☆☆☆☆

ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت زینب بنت جحشؓ کا ولیمہ کیا تو لوگ کھانا کھانے کے بعد چلے گئے لیکن:

تین (3) آدمی:

”تین (3) آدمی بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1901 صفحہ نمبر 919)

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1903 صفحہ نمبر 920)

دو (2) آدمی:

”دو (2) آدمی بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1904 صفحہ نمبر 921)

بیانات کا یہ اختلاف ان احادیث کے وضعی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

باب نمبر 54

اصحیح بخاری کے مطابق اعمالِ صالحہ کا نتیجہ جہنم

فرمانِ خداوندی ہے کہ جنت، ایمان اور اعمالِ صالحہ سے ملتی ہے۔ ملاحظہ کیجیے
چند قرآنی آیات:

1. إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ (47/12)

”بے شک اللہ داخل کرتا ہے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے باغات میں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ فائدہ اٹھاتے ہیں اور (اس طرح) کھاتے ہیں جیسے چوپائے کھاتے ہیں، اور آگ ان کا ٹھکانہ ہے۔“

﴿سورۃ محمد سورہ نمبر 47 آیت نمبر 12﴾

2. يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذَلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ وَمَنْ يُؤْمِن بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُكْفِرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (64/9)

”اور جس دن وہ تمہیں جمع کرے گا (یعنی قیامت کے دن) یہ ہر

جیت کا دن ہے ، اور جو اللہ پر ایمان لائے اور وہ اچھے کام کرے، وہ (اللہ) اس سے اس کی برائیاں دُور کر دے گا اور اسے (ان) باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔“

﴿سورة التغابن سورة نمبر 64 آیت نمبر 9﴾

3. رَسُوْلًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللّٰهِ مُبَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى
النُّوْرِ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صٰلِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّٰتٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا قَدْ
اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهُ رِزْقًا (65/11)

”وہ رسول ﷺ جو تم پر پڑھتا ہے اللہ کی روشن آیتیں تاکہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کیے وہ انہیں نکالے تاریکیوں سے نُور کی طرف اور جو اللہ پر ایمان لائے گا اور اچھے عمل کرے گا تو وہ اسے ان باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے بے شک اللہ نے اس کیلئے بہت اچھی روزی رکھی ہے۔“

﴿سورة الطلاق سورة نمبر 65 آیت نمبر 11﴾

4. اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ
مَمْنُوْنٍ (84/25)

”سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے، ان کیلئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔“

﴿سورة الانشاق سورة نمبر 84 آیت نمبر 25﴾

اس کے علاوہ بھی قرآن کی بیسیوں آیات میں ہے کہ جو لوگ اچھے اعمال کرتے ہیں اس کا نتیجہ انہیں جنت کی صورت میں ملے گا ملاحظہ کیجئے چند حوالہ جات

(3/135,3/194,6/128,7/43,16/32,29/58,):

32/19,37/61,43/72,46/14,46/16,52/19,

(56/24,69/24,76/22,77/43,88/8-9

قرآن کی اس تعلیم کے برعکس صحیح بخاری میں لکھا ہے:

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ایک آدمی جنتیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے جیسا کہ لوگ دیکھتے ہیں لیکن ہوتا وہ جہنمی ہے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ لوگوں کے دیکھنے میں وہ جہنمیوں جیسے کام کرتا رہتا ہے لیکن ہوتا وہ جنتی ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1361 صفحہ نمبر 631)

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1357 صفحہ نمبر 629)

اس حدیث میں بتایا جا رہا ہے کہ تم اچھے عمل کرو یا بُرے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تم عمل کی بنیاد پر جنت یا جہنم میں نہیں ڈالے جاؤ گے بلکہ یہ اللہ کی مرضی ہے، وہ چاہے تو بُرے اعمال والے کو جنت میں بھیج دے اور اچھے اعمال والے کو جہنم میں ڈال دے۔ حدیث کے یہ الفاظ قرآن کے سراسر منافی ہیں لہذا ہمارا ایمان ہے کہ یہ حضور ﷺ کا قول مبارک ہرگز نہیں۔



باب نمبر 55

صحیح بخاری کے مطابق
صحابہؓ جھگڑا لوتھے (نعوذ باللہ)

1. قرآن مجید میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں ہے:
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ
رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (48/29)

”محمد، اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر
بڑے سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں۔“

﴿سورۃ الفتح سورہ نمبر 48 آیت نمبر 29﴾

2. وَاللَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا
مَا أَلْفَتْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَلْفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ
عَزِيزٌ حَكِيمٌ (8/63)

”اور الفت ڈال دی ان کے دلوں میں، اگر تم سب کچھ خرچ کر دیتے
جو زمین میں ہے ان کے دلوں میں الفت نہ ڈال سکتے تھے لیکن اللہ
نے ان کے درمیان الفت ڈال دی، بے شک وہ غالب حکمت والا
ہے۔“ ﴿سورۃ الانفال سورہ نمبر 8 آیت نمبر 63﴾

3. وَادْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءَ فَأَلْفَ
بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاصْبِرْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا (3/103)

”اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اُس نے تمہارے دلوں میں اُلْفَت ڈال دی تو تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔“

﴿سورة آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 103﴾

4. إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ (49/10)

”سب مومن بھائی بھائی ہیں۔“

﴿سورة الحجرات سورہ نمبر 49 آیت نمبر 10﴾

5. إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ

الرَّحْمَنُ وُدًّا (19/96)

”بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے، رحمن

اُن میں محبت پیدا کر دے گا۔“

﴿سورة مريم سورہ نمبر 19 آیت نمبر 96﴾

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں قرآن کی مندرجہ بالا آیات میں آپ نے پڑھا کہ یہ آپس میں بڑے رحمدل تھے، ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ اس بات کی گواہی کون دے رہا ہے..... خود خُدا..... لیکن یہ حدیث کیسے صحیح تسلیم کی جاسکتی ہے جس میں ثابت کیا جا رہا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپس میں کدُ ورت، بغض اور عناد رکھتے تھے۔ حدیث ملاحظہ کیجیے:

”حضرت بریرہ بن حصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت خالدؓ سے خمس کا مال لینے کیلئے بھیجا اور میں

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کدُ ورت رکھتا تھا، کیونکہ انہوں نے

غسل کیا تھا، میں نے حضرت خالدؓ سے بھی اس کا ذکر کیا کہ کیا آپ

اس کی طرف نہیں دیکھتے؟ جب ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ کے حضور یہ بات عرض کر دی۔ آپ نے فرمایا، اے بریرہ! کیا تم علی سے کدورت رکھتے ہو؟ میں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا، علی سے کدورت نہ رکھو کیونکہ خمس میں ان کا حصہ تو اس سے بھی زیادہ ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1479 صفحہ نمبر 680)

ایک اور حدیث میں ہے:

”زراہ بن اوفیٰ نے حضرت عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کے ہاتھ پر دانتوں سے کاٹا۔ دوسرے نے اس کے منہ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا جس کے باعث اس کے اگلے دو دانت ٹوٹ کر گر گئے۔ پس وہ جھگڑے کو نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں لے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم ایک دوسرے کے ہاتھ اونٹوں کی طرح کاٹتے ہو لہذا تمہیں دیت نہیں ملے گی۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدیات حدیث نمبر 1785 صفحہ

نمبر 692)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدیات حدیث نمبر 1786 صفحہ

نمبر 692)



باب نمبر 56

صحیح بخاری کے مطابق
عورت کی حکمرانی

صحیح بخاری کی ایک روایت ملاحظہ کیجیے:

”حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ایک کلمہ (ارشادِ گرامی) نے جنگِ جمل میں بڑا فائدہ پہنچایا، جو میں نے آپ سے سنا تھا، حالانکہ میں جمل والوں (یعنی افواجِ صدیقہؓ) میں شامل ہو کر فریقِ ثانی سے لڑنے والا تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس (ایران والوں) نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا حکمران بنا لیا ہے تو آپ نے فرمایا: وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پاسکتی جس نے اپنے امور عورت کے سپرد کر دیئے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1551 صفحہ نمبر 718)

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ اتنی بڑی بات جو حضور ﷺ نے فرمائی ہو، اس کے باوجود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فوج کی سربراہی کی ہو؟ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ افواجِ صدیقہؓ میں شامل تمام کے تمام بزرگ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کسی کو بھی یہ حدیث یاد نہ تھی کہ عورت حکمران نہیں ہو سکتی۔ بات یہیں صاف ہو جاتی ہے لیکن کتاب کے موضوع کی مناسبت سے ہم عورت کی حکمرانی کے بارے میں قرآن کا موقف بھی پیش کریں گے۔

قرآن نے انسان کی برتری اور کمتری کے معیار مقرر کر دیئے ہیں۔ اب جو فرد بھی اللہ کے مقرر کردہ معیار کے تقاضے پورے کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، اسے دوسروں پر برتری حاصل ہوگی۔ گویا برتری، انسان کے اعمال کا نتیجہ ہے، نہ کہ یہ خلقی یا پیدائشی بنیادوں پر کسی کو حاصل ہوتی ہے۔ اللہ نے فرمایا ہے:

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَاكُمْ (49/13)

”بے شک اللہ کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو احکاماتِ خداوندی کی پیروی کرے (خواہ وہ مرد ہو یا عورت)۔“

﴿سورة الحجرات سورہ نمبر 49 آیت نمبر 13﴾

آگے بڑھیے..... اللہ نے فرمایا کہ مومن لوگ وہ ہیں:

الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا
الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ
عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (22/41)

”اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیں گے، اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کیلئے ہے۔“

﴿سورة الحج سورہ نمبر 22 آیت نمبر 41﴾

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اقتدار کے حقدار وہ لوگ ہیں جو مذکورہ بالا شرائط پوری کریں۔ کیا یہ شرائط صرف مرد پوری کر سکتے ہیں؟ اس کی وضاحت ایک اور مقام پر کی گئی ہے جہاں فرمایا:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ
يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ

الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ
حَكِيمٌ (9/71)

”مومن مرد اور مومن عورتیں یہ سب ایک دوسرے کے ولی اور مددگار ہیں، یہ لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا، بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔“

﴿سورۃ التوبہ سورہ نمبر 9 آیت نمبر 71﴾

آپ نے غور فرمایا کہ قرآن نے کس طرح بات کو نکھار کر واضح کر دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ آیت (22/41) میں جمع مذکر غائب کا صیغہ ”ہم“ (یعنی وہ مرد لوگ) استعمال کیا گیا ہے تو یہ معترض کی کم علمی ہے کیونکہ قرآن کا اسلوب بیان ہے کہ جن احکامات کی تعمیل مرد و عورت دونوں پر لازمی ہوتی ہے، وہاں پر قرآن مذکر کا صیغہ استعمال کرتا ہے، اس کی بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (2/185)

”جب تم (مردوں) میں سے کوئی (رمضان کے) مہینہ کو پائے تو اس (مرد) کو چاہیے کہ اس میں روزہ رکھے۔“

﴿سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 185﴾

کیا معترض اس آیت سے یہ مطلب اخذ کرے گا کہ چونکہ اس آیت میں جمع مذکر حاضر ”کم“ کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے لہذا روزہ صرف مردوں پر فرض ہے اور عورتیں

اس سے بری ہیں۔

ایک جگہ فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (33/56)

”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والے (مرد) لوگو! تم بھی آپ ﷺ پر صلوة و سلام بھیجو۔“

﴿سورة الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 56﴾

اس آیت میں بھی مردوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ قرآن حکیم میں اس طرح کی بہت سی آیات بطور مثال پیش کی جاسکتی ہیں۔ اگر معترض کے فارمولے پر عمل کر لیا جائے تو عورتیں بہت سی عبادات و معاملات سے مستثنیٰ ہو جاتی ہیں۔

در اصل اس طرح کی روایات، سیاسی ضرورت کی بنا پر وضع کر کے امت میں پھیلائی گئیں تاکہ حضور ﷺ کا حوالہ استعمال کر کے اپنے مقاصد پورے کیے جائیں۔ جیسے ”الائمة من القریش“ ہے کہ خاندانی اعتبار سے خلیفہ کو قریشی ہونا چاہیے وغیرہ۔ ڈاکٹر مشیر الحق، وائس چانسلر کشمیر یونیورسٹی، سری نگر، اپنی کتاب ”چند تصویر نیکوں“ میں لکھتے ہیں:

”میرے مرحوم استاد مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی نے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ جب وہ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں اُس وقت کے مشہور عالم اور دارالعلوم کے شیخ الحدیث مولانا حیدر حسن خاں ٹونکی مرحوم سے بخاری کا درس لے رہے تھے تو ایک دن اس حدیث کو پڑھاتے پڑھاتے مولانا حیدر حسن خاں مرحوم تھوڑی دیر کیلئے رُک گئے، پھر بولے کہ اس حدیث کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ جب

جنگِ جمل میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بالمقابل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ایک گروہ کی سربراہی کر رہی تھیں تو ایک صحابیؓ نے اپنے بعض ساتھیوں کو یہ حدیث سنائی تھی۔ لیکن یہ بھلا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ حضور ﷺ نے اتنی بڑی بات کہی ہو اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کے باوجود فوج کی سربراہی کی ہو۔ مولانا نے اپنے شبہ کو دور کرنے کیلئے اسماء الرجال کی مختلف کتابیں اسی وقت کتب خانے سے نکلوائیں اور جب راویوں کی چھان بین کی گئی تو ان میں ایک حضرت ایسے بھی ملے جن کے بارے میں متفقہ طور سے علماء و محققین اسناد نے لکھا ہے کہ وہ صاحب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خلاف باتیں گھڑ گھڑ کے پھیلانے کے شوقین تھے۔ اسی لیے ان کی روایت کردہ ایسی حدیثوں کو قبول کرنے میں احتیاط برتنی چاہیے جن کا اثر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات پر پڑتا ہو۔“

(چند تصویر نیکان مرتبہ ڈاکٹر مشیر الحق و انس چانسٹر، کشمیر یونیورسٹی سری نگر، مطبوعہ مکتبہ جامعہ دہلی 1988ء)



باب نمبر 57

صحیح بخاری کے مطابق

متعہ (زنا) جائز ہے

متعہ! اسے نکاحِ موقت بھی کہتے ہیں، جنسی اشتعال کی تسکین کیلئے کسی عورت سے ہمبستری کرنے کی خاطر، اس کی رضا مندی سے کچھ دیر کیلئے عارضی نکاح کر لینا متعہ کہلاتا ہے۔ قرآن نے (4/24) میں ایسے نکاح کی مذمت کی ہے جس کا مقصد محض شہوت رانی ہو۔ متعہ میں چونکہ نکاح کا مقصد ہی جنسی اشتعال کی تسکین ہوتا ہے لہذا متعہ اور زنا میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا، اور زنا کے بارے میں آپ جانتے ہیں کہ اللہ نے اسے جرم قرار دے کر اس کی سزا مقرر کی ہے، ملاحظہ کیجیے (24/2)۔ اگر لوٹڈی یہ جرم کرے تو اس کی سزا نصف مقرر کی گئی ہے (4/25)۔ قرآن کے ان واضح احکامات کے ہوتے ہوئے یہ کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو زنا (متعہ) کی اجازت دی ہوگی۔ درج ذیل احادیث میں آپ کیلئے دعوتِ فکر ہے:

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جہاد کی غرض سے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے اور ہمارے ساتھ عورتیں نہ تھیں، ہم نے کہا کہ کیا ہم اپنے آپ کو خصی نہ کر لیں، آپ نے ہمیں ایسا کرنے سے روکا اور اس کے بعد ہمیں اجازت مرحمت فرمائی کہ تھوڑی مدت کیلئے کسی عورت سے نکاح کر لیا جائے آپ نے پھر اس آیت کی تلاوت کی: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرِمُوا طَبِيبَاتِ

مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ (5/87) ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے

جو پاکیزہ چیزیں تمہارے لیے حلال کی ہیں، ان کو حرام مت کرو۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر باب نمبر 669 حدیث نمبر 1728 صفحہ نمبر 800)

قارئین کرام! یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ حضور ﷺ سے یہ منسوب کیا جا رہا ہے کہ آپ نے مذکورہ بالا آیت (5/87) کی تفسیر میں یہ کچھ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے زنا (متعہ) کو حلال کیا ہے، اس کو حرام مت کرو۔ نعوذ باللہ۔

ایک اور حدیث میں ہے:

”حسن بن محمد نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلمہ بن

اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم ایک لشکر میں تھے تو

رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: مجھے اجازت مل گئی

ہے کہ تم زنا (متعہ) کر سکتے ہو، پس تم زنا (متعہ) کر لیا کرو۔ حضرت

سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے

کہ اگر کوئی آدمی اور عورت آپس میں تین (دن) تک عشرت کرنا چاہیں

تو کر سکتے ہیں۔ اگر وہ اس مدت کے اندر کوئی کمی بیشی کرنا چاہیں تو ایسا

بھی کر سکتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ معلوم نہیں یہ اجازت ہمارے

ساتھ خاص تھی یا عام لوگوں کو بھی اس کی اجازت ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الزکاح حدیث نمبر 106 صفحہ نمبر 74)

قارئین! حضور ﷺ کے قول مبارک کے سامنے راوی کے بیان کی کوئی اہمیت

نہیں، اور حضور ﷺ سے منسوب کیا جا رہا ہے کہ ”مجھے اجازت مل گئی ہے کہ تم زنا (متعہ)

کر سکتے ہو، پس تم زنا (متعہ) کر لیا کرو۔“ جب زنا (متعہ) حلال ہے تو ظاہر ہے اس کی

کچھ تفصیلات بھی ہوں گی، ایک حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ زنا (متعہ) کی کب اجازت

ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

”ابوحزہ کا بیان ہے کہ میں نے سنا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عورتوں کے ساتھ زنا (متعہ) کرنے کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے اجازت بتائی۔ پس ان کے آزاد کردہ غلام نے کہا کہ یہ اجازت تنگی کے حالات میں تھی جبکہ عورتوں کی قلت وغیرہ کے مسائل درپیش تھے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا: ہاں۔“
(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 105 صفحہ نمبر 74)

ان احادیث میں اس بات پر بھی غور کیجیے گا کہ تمام صحابہ کرامؓ، زنا (متعہ) کے حلال ہونے کے قائل تھے (نعوذ باللہ)۔ اور قائل کیوں نہ ہوتے جب اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی قسمت میں زنا لکھا ہوا ہے تو اس میں انسان بے چارے کا کیا قصور۔ یہ بات میں نے اپنے پاس سے نہیں کہی بلکہ یہ بھی ایک حدیث ہے، ملاحظہ کیجیے:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زنا میں جو انسان کا حصہ مقرر فرما دیا ہے وہ یقیناً اسے مل جاتا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاستد ان حدیث نمبر 1173 صفحہ نمبر 461)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب القدر حدیث نمبر 1522 صفحہ نمبر 592)

آخر میں دو حدیثوں کے صرف حوالہ جات پیش کیے جا رہے ہیں جن میں زنا (متعہ) کے حلال ہونے کا سراغ ملتا ہے۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الجلیل حدیث نمبر 1848 صفحہ نمبر 724)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الجلیل حدیث نمبر 1849 صفحہ نمبر 725)

باب نمبر۔ 58

صحیح بخاری کے مطابق

انسان کے کندھے پر خدا کا ہاتھ

قرآن کریم میں ہے کہ اللہ وہ ذات ہے جو:

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (42/11)

”اس کے مثل کوئی شے نہیں۔“

﴿سورۃ الشوریٰ سورہ نمبر 42 آیت نمبر 11﴾

اور انسان کو حکم دیا گیا کہ خدا کے متعلق مثال بھی مت بناؤ:

فَلَا تَضْرِبُوا لِلَّهِ الْأَمْثَالَ (16/74)

”پس اللہ تعالیٰ کیلئے مثالیں نہ بناؤ۔“

﴿سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 74﴾

قرآن کی ان آیات کے برعکس صحیح بخاری میں لکھا ہے:

”صفوان بن محرز کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طواف کر رہے تھے تو ایک آدمی نے مخاطب ہو کر دریافت کیا، اے

ابن عمر! کیا آپ نے نبی کریم ﷺ سے سرگوشی کے انداز میں کچھ سنا

ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے

ہوئے سنا کہ (قیامت کے روز) اہل ایمان کو ان کے رب سے

بہت نزدیک کر دیا جائے گا۔ ہشام کا بیان ہے کہ مومن اپنے رب

سے اتنے نزدیک ہو جائیں گے کہ وہ ان کے کندھوں پر اپنا دست

قدرت رکھے گا تو وہ اپنے گناہوں کا اقرار کر لیں گے، وہ پوچھے گا کہ
 تُو فلاں گناہ کا اقرار کرتا ہے؟ آدمی دو مرتبہ کہے گا کہ میں اعتراف
 کرتا ہوں۔ پس فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں ان کی پردہ پوشی کی اور
 آج انہیں معاف کر دیتا ہوں، پھر ان کی نیکیوں کی کتاب بند کر دی
 جائے گی اور دوسرے لوگ جو کافر ہیں ان سے علی الاعلان کہا جائے
 گا کہ: 'یہ وہ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا
 تھا۔' شیبان، قتادہ، صفوان نے بھی اس کی روایت کی ہے۔“
 (صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1796 صفحہ نمبر 841)



باب نمبر 59

صحیح بخاری کے مطابق
پرانی عورت کا بوسہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں فرمایا کہ:

أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا (8/74)
”یہ لوگ سچے مومن ہیں۔“

﴿سورة الانفال سورہ نمبر 8 آیت نمبر 74﴾

اور مومنوں کی ایک نشانی یہ بیان فرمائی کہ یہ لوگ:

يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ (42/37)
”کبیرہ گناہوں اور فواحش سے بچتے ہیں۔“

﴿سورة الشورى سورہ نمبر 42 آیت نمبر 37﴾

الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ (53/32)
”کبیرہ گناہوں اور فواحش سے بچتے ہیں۔“

﴿سورة النجم سورہ نمبر 53 آیت نمبر 32﴾

لیکن اگر کسی مومن سے فحش کام سرزد ہو جائے تو اس کا حل کیا ہے؟ قرآن میں

ہے کہ:

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا

اللَّهُ فَاسْتَغْفِرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ
 وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ (3/135)
 ”اگر ان سے کبھی (غلطی سے) کوئی معیوب حرکت (فحش) سرزد
 ہو جاتی ہے یا وہ اپنے آپ پر (یا ایک دوسرے پر) زیادتی کر بیٹھتے
 ہیں تو اس پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے بلکہ فوراً قانونِ خداوندی کو
 اپنے سامنے لے آتے ہیں اور اس کے مطابق اپنی اصلاح کر کے
 اپنی غلطی کے مضر اثرات سے حفاظت کا سامان طلب کر لیتے
 ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ غلط اقدامات کے مضر اثرات سے، قانونِ
 خداوندی کے علاوہ اور کہاں سے حفاظت مل سکتی ہے۔“

﴿مفہوم سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 135﴾

قرآن کی اس وضاحت کے مقابلے میں صحیح بخاری میں ہے کہ اگر کسی مومن سے فحش کام
 سرزد ہو جائے تو اس کا حل یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھنا شروع کر دے کیونکہ نیکیاں، برائیوں
 کو مٹا دیتی ہیں۔

اپنی غلطی پر کیسا رد عمل ہونا چاہیے؟

قرآن کے مطابق..... یا..... درج ذیل حدیث کے مطابق

فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ حدیث ملاحظہ کیجیے:

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے

ایک پرانی عورت کو بوسہ دیا، (غلطی کا احساس ہونے پر) وہ رسول

اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا اور آپ سے اس واقعہ کا ذکر کر دیا،

پس اس بارے میں یہ آیت نازل ہو گئی: وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي

النَّهَارِ وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ

ذَلِكَ ذِكْرِي لِلذَّاكِرِينَ (11/114) ترجمہ: اور نماز قائم رکھو
 دن کے دنوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں ، بے شک
 نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں ، یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں
 کیلئے۔“ ﴿سورۃ ہود سورہ نمبر 11 آیت نمبر 114﴾ وہ شخص عرض
 گزار ہوا کہ کیا یہ حکم صرف میرے لیے ہے؟ فرمایا کہ میرے ہر ایسے
 امتی کیلئے ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1798 صفحہ نمبر 842)



باب نمبر۔ 60

صحیح بخاری کے مطابق
عذاب کی وجہ..... جگہ

اللہ تعالیٰ نے گذشتہ قوموں پر عذاب نازل کرنے کی وجہ، احکاماتِ خداوندی سے انحراف بیان کی ہے۔ عذاب، انسانوں کے غلط اعمال کی وجہ سے آتا ہے، نہ کہ کسی خاص جگہ کی وجہ سے، جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

1. قومِ شعیب (اہلِ مدین) کا جرم:
ناپ تول میں کمی کرتے تھے۔

﴿سورۃ الہود سورہ نمبر 11 آیت نمبر 85﴾

﴿سورۃ الہود سورہ نمبر 11 آیت نمبر 84﴾

﴿سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 85﴾

سزا:

(a) انہیں چنگاڑ کا عذاب دیا گیا۔

﴿سورۃ الہود سورہ نمبر 11 آیت نمبر 94﴾

(b) اور زلزلے کا عذاب دیا گیا۔

﴿سورۃ الہود سورہ نمبر 7 آیت نمبر 91﴾

﴿سورۃ العنکبوت سورہ نمبر 29 آیت نمبر 37﴾

2. قوم لوط کا جرم:

(a) اِغْلَامِ بَازِي كَرْتِي تَهْ-

﴿سورة العنكبوت سورة نمبر 29 آیت نمبر 29﴾

﴿سورة الاعراف سورة نمبر 7 آیت نمبر 81﴾

(b) ڈاکے ڈالتے تھے۔

﴿سورة العنكبوت سورة نمبر 29 آیت نمبر 29﴾

(c) مجلسوں میں نازیبا حرکات کرتے تھے۔

﴿سورة العنكبوت سورة نمبر 29 آیت نمبر 29﴾

سزا:

(a) انہیں اندھا کر دیا گیا۔

﴿سورة القمر سورة نمبر 54 آیت نمبر 38﴾

(b) ان پر پتھروں کی بارش کر دی گئی۔

﴿سورة الاعراف سورة نمبر 7 آیت نمبر 84﴾

3. قوم ثمود کا جرم:

نَاقَةَ اللّٰهِ كَتُلِّ كَر دیا تھا۔

﴿سورة الاعراف سورة نمبر 7 آیت نمبر 77﴾

﴿سورة الهود سورة نمبر 11 آیت نمبر 65﴾

﴿سورة الشعراء سورة نمبر 26 آیت نمبر 157﴾

سزا:

(a) انہیں زلزلے نے آپکڑا۔

﴿سورة الاعراف سورة نمبر 7 آیت نمبر 78﴾

(b) انہیں چنگاڑ کا عذاب دیا گیا۔

﴿سورة الہود سورة نمبر 11 آیت نمبر 67﴾

﴿سورة حم السجدة سورة نمبر 41 آیت نمبر 17﴾

(c) انہیں عذاب نے آپکڑا۔

﴿سورة الشعراء سورة نمبر 26 آیت نمبر 158﴾

4. قوم فرعون کا جرم:

(a) صحیح راستے سے گمراہ کرتے تھے۔

﴿سورة یونس سورة نمبر 10 آیت نمبر 88﴾

(b) ظلم کرتے تھے۔

﴿سورة الشعراء سورة نمبر 26 آیت نمبر 10﴾

(c) فاسق تھے۔

﴿سورة النمل سورة نمبر 27 آیت نمبر 12﴾

(d) ظالم اور مفسد تھے۔

﴿سورة النمل سورة نمبر 27 آیت نمبر 14﴾

﴿سورة القصص سورة نمبر 28 آیت نمبر 40﴾

(e) فرقوں میں تقسیم کرتے تھے۔

﴿سورة القصص سورة نمبر 28 آیت نمبر 4﴾

(f) تکبر کرتے تھے۔

﴿سورة القصص سورة نمبر 28 آیت نمبر 39﴾

﴿سورة العنكبوت سورة نمبر 29 آیت نمبر 39﴾

﴿سورة الزخرف سورة نمبر 43 آیت نمبر 52﴾

(g) سرکش اور مفسد تھے۔

﴿سورة الفجر سورة نمبر 89 آیت نمبر 11 تا 12﴾

(h) اور فرعون کہتا تھا کہ میں سب سے بڑا رب ہوں۔

﴿سورة النازعت سورة نمبر 79 آیت نمبر 24﴾

سزا:

اللہ نے ان جرائم کی پاداش میں فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کر دیا۔

﴿سورة پولس سورة نمبر 10 آیت نمبر 90﴾

﴿سورة طہ سورة نمبر 20 آیت نمبر 78﴾

﴿سورة القصص سورة نمبر 28 آیت نمبر 40﴾

5. قوم نوح کا جرم:

(a) احکاماتِ خداوندی کو جھٹلایا۔

﴿سورة الاعراف سورة نمبر 7 آیت نمبر 64﴾

(b) جہالت کو اختیار کیا۔

﴿سورة الهود سورة نمبر 11 آیت نمبر 29﴾

(c) رسولوں کو جھٹلایا۔

﴿سورة الفرقان سورة نمبر 25 آیت نمبر 37﴾

﴿سورة نوح سورة نمبر 71 آیت نمبر 21﴾

(d) ظلم کرتے تھے۔

﴿سورة الفرقان سورة نمبر 25 آیت نمبر 37﴾

سزا:

ان جرائم کی وجہ سے انہیں غرق کر دیا گیا۔

﴿سورة الاعراف سورة نمبر 7 آیت نمبر 64﴾

﴿سورة الهود سورة نمبر 11 آیت نمبر 43﴾

﴿سورة الفرقان سورة نمبر 25 آیت نمبر 37﴾

﴿سورة نوح سورة نمبر 71 آیت نمبر 25﴾

6. قوم عاد کا جرم:

(a) احکاماتِ خداوندی کا انکار کیا۔

﴿سورة الهود سورة نمبر 11 آیت نمبر 59﴾

﴿سورة الاحقاف سورة نمبر 46 آیت نمبر 26﴾

(b) رسولوں کی نافرمانی کی۔

﴿سورة الهود سورة نمبر 11 آیت نمبر 59﴾

﴿سورة الشعراء سورة نمبر 26 آیت نمبر 123﴾

(c) سرکش کی پیروی کی۔

﴿سورة الهود سورة نمبر 11 آیت نمبر 59﴾

(d) جہالت کا مظاہرہ کیا۔

﴿سورة الاحقاف سورة نمبر 46 آیت نمبر 23﴾

سزا:

(a) اللہ نے ان کے پیچھے لعنت لگا دی۔

﴿سورۃ الہود سورہ نمبر 11 آیت نمبر 60﴾

(b) اور آندھی کا عذاب دیا۔

﴿سورۃ الاحقاف سورہ نمبر 46 آیت نمبر 24﴾

﴿سورۃ القمر سورہ نمبر 54 آیت نمبر 19﴾

﴿سورۃ الحاقۃ سورہ نمبر 69 آیت نمبر 7﴾

7. اصحابِ حجر کا جرم:

یہ لوگ رسولوں کو جھٹلاتے تھے۔

﴿سورۃ الحجر سورہ نمبر 15 آیت نمبر 80﴾

سزا:

ان پر چنگاڑ کا عذاب نازل کیا گیا۔

﴿سورۃ الحجر سورہ نمبر 15 آیت نمبر 83﴾

قرآن کے بیانات کے بعد اب آئیے حدیث کی طرف۔ صحیح بخاری میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ایک انسان کتنا ہی مومن صادق اور اللہ و رسول کے احکامات کی کامل پیروی کرنے والا کیوں نہ ہو حتیٰ کہ صحابی ہو، اگر وہ اس علاقے میں چلا جائے جہاں ماضی میں وہ تو میں بستی تھیں جن پر اللہ کا عذاب آیا تھا تو یہ ممکن ہے کہ وہ عذاب اس پر بھی آجائے۔ پوری حدیث ملاحظہ کیجیے:

”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اصحابِ حجر کی جگہ ہے۔ تم میں سے کوئی ان کی

جگہ میں نہ جائے مگر روتا ہوا۔ اگر تم رو نہیں سکتے تو اس جگہ میں نہ جانا،

مبادا جو عذاب ان پر آیا تھا وہ تم پر نہ آجائے یا کہیں تم اس عذاب میں

بتلانہ ہو جاؤ جس میں وہ مبتلا ہو گئے تھے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1814 صفحہ نمبر 852)

یہ حضور ﷺ کی حدیث نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ قرآن کے خلاف ہے۔ حضور ﷺ
قرآن کے خلاف کوئی بات نہیں کرتے تھے۔



باب نمبر 61

صحیح بخاری کے مطابق

انبیاء کا انبیاء کی عیب جوئی کرنا

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں عیب چینی کرنے والے کے بارے میں فرمایا:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ (104/1)

”عیب جو کیلئے بڑی خرابی ہے۔“

﴿سورۃ الہمزہ سورہ نمبر 104 آیت نمبر 1﴾

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَلَا تُطْعُ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ☆ هَمَّازٍ مَّشَاءٍ بِنَمِيمٍ

(68/10-11)

”اے نبی ﷺ آپ بڑی قسمیں کھانے والے، عیب نکالنے والے

اور چغلیاں لگانے والے کا کہانہ مانیں۔“

﴿سورۃ القلم سورہ نمبر 68 آیت نمبر 10 تا 11﴾

یقیناً آپ یہ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ صحیح بخاری میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو

”عیب نکالنے والا“ ثابت کیا گیا ہے۔ مذکورہ حدیث ملاحظہ کیجیے:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم

ﷺ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بحث کرتے ہوئے حضرت

آدم علیہ السلام سے کہا کہ آپ وہی ہیں جنہوں نے اپنی لغزش کے

باعث تمام انسانوں کو جنت سے نکلوا یا اور مشقت میں ڈال دیا۔ راوی کا

بیان ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ اے موسیٰ! آپ وہی ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور اپنے کلام کیلئے چنا؟ کیا آپ مجھ سے اس بات پر ملامت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے بھی پہلے میرے لیے لکھ دی تھی! یا میری پیدائش سے پہلے میرے لیے مقرر فرمادی تھی؟ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب کر دیا۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1849 صفحہ نمبر 879)

ایک اور حدیث کچھ یوں ہے:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بحث ہوئی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ آپ ہمارے باپ ہیں مگر آپ نے ہمیں خراب کیا اور جنت سے نکالا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: اے موسیٰ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے کلام کیلئے چنا اور یہ تمہارے لیے اپنے دستِ قدرت سے لکھا، کیا آپ مجھے اس بات پر ملامت کرتے ہیں جو اللہ نے میری پیدائش سے بھی چالیس سال پہلے مقرر فرمادی تھی۔ یہ آدم علیہ السلام نے تین مرتبہ کہا اور اس بحث میں وہ موسیٰ علیہ السلام پر غالب آئے۔ سفیان، ابوالزناد، اعرج، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب القدر حدیث نمبر 1524 صفحہ نمبر 592)



باب نمبر 62

صحیح بخاری کے مطابق
سکینہ کا نزول

لفظ ”سکینہ“ قرآن میں مختلف مقامات پر آیا ہے۔ اس کے معنی سکون، اطمینان، قرار، ساکن اور تسلی کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

(1) هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ (48/4)

”وہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں سکینہ (تسلی) اتاری۔“

﴿سورۃ الفتح سورہ نمبر 48 آیت نمبر 4﴾

(2) لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا (48/18)

”تحقیق اللہ مومنوں سے راضی ہوا، جب وہ آپ سے بیعت کر رہے تھے درخت کے نیچے، سو اس نے معلوم کر لیا جو ان کے دلوں میں خلوص تھا، تو اس نے ان پر سکینہ (تسلی) اتاری اور بدلہ میں انہیں قریب ہی ایک فتح دی۔“

﴿سورۃ الفتح سورہ نمبر 48 آیت نمبر 18﴾

(3) فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ (48/26)

”اللہ نے اپنے رسول ﷺ اور مومنوں پر اپنی سکینہ (تسلی) اتاری۔“

﴿سورة الفتح سورة نمبر 48 آیت نمبر 26﴾

(4) ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ
وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا (9/26)

”پھر اللہ نے رسول ﷺ پر اور مومنوں پر اپنی سکینہ (تسلی) اتاری اور لشکراتارے جو تم نے نہ دیکھے۔“

﴿سورة التوبة سورة نمبر 9 آیت 26﴾

(5) إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا
ثَانِيًا إِثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا
تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ
بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا
السُّفْلَى وَكَلِمَةَ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللَّهُ عَزِيزٌ
حَكِيمٌ (9/40)

”اگر تم اس (نبی پاک ﷺ) کی مدد نہ کرو گے تو البتہ اللہ نے مدد کی ہے جب کافروں نے انہیں نکالا تھا۔ وہ دوسرے تھے دونوں میں، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہتے تھے گھبراؤ نہیں، یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اس نے ان پر اپنی تسکین (سکینہ) نازل کی اور ایسے لشکروں سے ان کی مدد کی جو تم نے نہیں دیکھے۔“

﴿سورة التوبة سورة نمبر 9 آیت 40﴾

(6) وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا (6/96)

”اللہ نے رات کو سکون بنایا۔“

﴿سورة الانعام سورة نمبر 6 آیت نمبر 96﴾
 (7) هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ (10/67)
 ”وہی اللہ ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں
 سکون حاصل کرو۔“

﴿سورة يونس سورة نمبر 10 آیت نمبر 67﴾
 (8) أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لَيْسَكُنُوا فِيهِ (27/86)
 ”کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے رات کو اس لیے بنایا کہ وہ اس میں
 آرام حاصل کریں۔“

﴿سورة النمل سورة نمبر 27 آیت نمبر 86﴾
 (9) وَمِنْ رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمْ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ
 وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (28/73)
 ”اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن کو بنایا تاکہ
 اس (رات) میں آرام کرو اور (دن میں) روزی تلاش کرو اور تاکہ تم
 (اللہ کا) شکر کرو۔“

﴿سورة القصص سورة نمبر 28 آیت نمبر 73﴾
 (10) اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ (40/61)
 ”اللہ ہے جس نے بنائی تمہارے لیے رات تاکہ تم اس میں آرام
 پکڑو۔“

﴿سورة المؤمن سورة نمبر 40 آیت نمبر 61﴾
 قرآن کریم کی ان آیات سے سیکھنے کے معنی یقیناً آپ پر واضح ہو گئے ہونگے
 لیکن درج ذیل حدیث کو پڑھ کر اس کے وضع کرنے والے کی عقل کا اندازہ لگائیے:

”حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب سے ایک صحابی تلاوت کر رہے تھے اور وہیں گھر میں ان کا گھوڑا بندھا ہوا تھا تو اچانک وہ بدکنے لگا۔ پس اس صحابی نے باہر نکل کر دیکھا تو اس کے پاس کسی چیز کو نہ پایا۔ صبح کے وقت انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: یہ وہ سیکنہ ہے جو قرآن کریم کی تلاوت کے وقت نازل ہوتا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1949 صفحہ نمبر 948)

یہ واقعہ ایک اور حدیث میں بھی آیا ہے جہاں اتنا زیادہ ہے کہ وہ گھوڑا اور سیوں سے بندھا تھا اور آدمی سورۃ الکہف کی تلاوت کر رہا تھا، اس حدیث کا حوالہ یہ ہے:

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 4 صفحہ نمبر 36)

اس طرح کا واقعہ ایک جگہ نسبتاً تفصیل کے ساتھ اس طرح مرقوم ہے:

”محمد بن ابراہیم نے حضرت اسید بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ رات کے وقت سورۃ البقرہ پڑھ رہے تھے اور نزدیک ہی ان کا گھوڑا بندھا ہوا تھا، بدکنے لگا۔ یہ خاموش ہو گئے تو وہ بھی رُک گیا، یہ دوبارہ پڑھنے لگے تو گھوڑا پھر بدکنے لگا۔ پس یہ خاموش ہو گئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ پھر سہ بارہ پڑھنے لگے تو گھوڑا

بھی بدکنے لگا، پھر تو یہ رُک گئے کیونکہ ان کا صاحبزادہ بیٹی گھوڑے کے قریب (سو یا ہوا) تھا، لہذا انہیں ڈر ہوا کہ گھوڑا کہیں اسے کچل نہ دے۔ جب وہ لڑکے کو ہٹا چکے تو آسمان کی جانب دیکھا لیکن وہ نظر نہ آیا۔ صبح کے وقت نبی کریم ﷺ سے یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

اے ابن حنظلہ! پڑھو۔ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے خدشہ

لاحق ہوا کہ کہیں وہ یحییٰ کو نہ پکچل دے جو قریب ہی سویا ہوا تھا، لہذا میں نے سر اٹھا کر دیکھا اور اس کے پاس جا کر اسے ہٹایا، پھر میں نے آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی تو ایک چھتری جیسی چیز دیکھی جس میں چراغ جیسی چیزیں فروزاں تھیں، جب میں باہر نکلا تو کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی۔ فرمایا، تم جانتے ہو وہ کیا چیز تھی؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ فرمایا، وہ فرشتے تھے جو تمہاری آواز کے نزدیک آتے تھے۔ اگر تم پڑھتے رہتے تو وہ بھی صبح تک اسی طرح رہتے اور لوگ بھی واضح طور پر ان کا مظاہرہ کرتے۔ اس حدیث کو ابن الہاد نے عبداللہ بن خباب سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے اور انہوں نے حضرت اسید بن حصیرؓ سے بھی روایت کی ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 10 صفحہ نمبر 38)

اس حدیث میں فرشتوں کو دیکھنے کی بھی بات کی گئی ہے جو کہ قرآن کے خلاف

ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ
وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا (9/26)

”پھر اللہ نے رسول ﷺ پر اور مومنوں پر اپنی سکینہ (تسلی) اتاری اور لشکر اتارے جو تم نے نہ دیکھے۔“

﴿سورة التوبة سورة نمبر 9 آیت 26﴾

إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا
ثَانِيًا إِثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا
تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ

بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا
السُّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللَّهُ عَزِيزٌ
حَكِيمٌ (9/40)

”اگر تم اس (نبی پاک ﷺ) کی مدد نہ کرو گے تو البتہ اللہ نے مدد کی ہے جب کافروں نے انہیں نکالا تھا۔ وہ دوسرے تھے دونوں میں، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہتے تھے گھبراؤ نہیں، یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اس نے ان پر اپنی تسکین (سکینہ) نازل کی اور ایسے لشکروں سے ان کی مدد کی جو تم نے نہیں دیکھے۔“

﴿سورة التوبة سورة نمبر 9 آیت 40﴾

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَ
تُكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا
وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا (33/9)

”اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور (ایسے) لشکر جنہیں تم نے نہ دیکھا اور اللہ اسے دیکھنے والا ہے جو تم کرتے ہو۔“

﴿سورة الاحزاب سورة نمبر 33 آیت نمبر 9﴾

☆☆☆☆☆

باب نمبر 63

صحیح بخاری کے مطابق خدا بھی جہنم میں

قرآن کریم میں اللہ کے بارے میں ارشاد ہے:

مَا لِكِ يَوْمِ الدِّينِ (1/4)

” (اللہ) روزِ جزا و سزا کا مالک ہے۔“

﴿سورۃ الفاتحہ سورہ نمبر 1 آیت نمبر 4﴾

وہ ہستی جس کے حکم سے مجرموں کو جہنم میں پھینکا جائے گا، جعلی حدیثیں بنانے والوں نے اسی ہستی کو جہنم میں ڈال دیا۔ (نقل کفر کفر نہ باشد)۔ اصل بات یہ ہے کہ جعلی حدیثیں بنانے والوں کو علم ہے کہ قیامت کے دن انہیں ان کے کرتوتوں کی وجہ سے جہنم میں پھینکا جائے گا، لہذا انہوں نے حفظ ما تقدم کے طور پر خدا کو پہلے ہی جہنم میں پھینک کر انتقام کی آگ ٹھنڈی کر لی ہے لیکن انہیں یہ نہیں پتا کہ خدا کی پکڑ بڑی سخت ہوتی ہے (آئیے اب وہ حدیث ملاحظہ کیجیے:

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

نے فرمایا: جب لوگ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے تو وہ کہے گی، کیا اور بھی ڈالے جائیں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم رکھ دے گا تو وہ کہے گی، بس بس۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1956 صفحہ نمبر 952)

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1957 صفحہ نمبر 952)

باب نمبر 64

صحیح بخاری کے مطابق

زینت کا حرام ہونا قرآن میں لکھا ہے...؟

قرآن میں ہے:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ
مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
خَالِصَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَلِكَ نَفْصَلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ
يَعْلَمُونَ (7/32)

” (اے نبی ﷺ) آپؐ فرما دیں کس نے حرام کی ہے اللہ کی
(وہ) زینت جو اس نے اپنے بندوں کیلئے نکالی (پیدا کی) ہے، اور
پاک رزق، یہ دنیا کی زندگی میں ان لوگوں کیلئے ہے جو ایمان لائے
اور قیامت کے دن تو خاص طور پر انہیں کیلئے ہے، اسی طرح ہم
آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں صاحبانِ علم کیلئے۔“

﴿سورة الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 32﴾

یہاں تک کہ مسجد میں بھی زینت اختیار کر کے آنے کا حکم دیا:

يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا
وَأَشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ
الْمُسْرِفِينَ (7/31)

”اے اولادِ آدم! اپنی زینت ہر نماز کے وقت اختیار کرو، اور کھاؤ اور پیو، اور بے جا خرچ نہ کرو، بے شک اللہ فضول خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔“

﴿سورة الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 31﴾

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں زینت اختیار کرنے سے منع نہیں فرمایا، بلکہ عورتوں کیلئے زینت کو ظاہر کرنے کیلئے حدود و قیود مقرر کی ہیں چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ (24/31)

”عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں پر، یا اپنے باپ، یا اپنے خسر، یا اپنے بیٹوں، یا اپنے شوہر کے بیٹوں، یا اپنے بھائیوں پر، اپنے بھتیجیوں پر، اپنے بھانجیوں یا اپنی مسلمان عورتوں یا اپنی کنیزوں یا وہ خدمت گار مرد جو (عورتوں سے) غرض نہ رکھنے والے ہوں، یا وہ لڑکے جو ابھی واقف نہیں عورتوں کے پردے (کے معاملات) سے۔“

﴿سورة النور سورہ نمبر 24 آیت نمبر 31﴾

اس کے برعکس صحیح بخاری میں لکھا ہے:

”حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ گودنے

والی، گدوانے والی، چہرے کے بال لینے والی اور دانتوں کو جدا کرنے والی عورتوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے کیونکہ وہ خدا کی پیدائش کو بدلتی ہیں، جب یہ بات اُمّ یعقوب نامی بنی اسد کی ایک عورت تک پہنچی تو وہ آپؐ کے پاس آ کر کہنے لگیں: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؐ فلاں فلاں کام کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ میں ان پر کیوں لعنت نہ بھیجوں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اور جس کا ذکر اللہ کی کتاب میں موجود ہے، اس عورت نے کہا: میں نے قرآن مجید پڑھا ہے، وہ میرے پاس دو تختیوں میں موجود ہے لیکن اس میں تو یہ بات نہیں جو آپ بتاتے ہیں۔ فرمایا اگر تم نے سمجھ کر پڑھا ہوتا تو اس بات کو ضرور پالیا ہوتا، اچھا تم نے یہ تو پڑھا ہے: رسول اللہ ﷺ تمہیں جو کچھ دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے رُک جاؤ۔ عورت نے کہا، کیوں نہیں، فرمایا تو بے شک حضور ﷺ نے ان باتوں سے روکا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1993 صفحہ نمبر 967)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 879 صفحہ نمبر 354)

قارئین کرام! غور فرمائیں، نبی پاک ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابیؓ کو جھوٹا ثابت کرنے کیلئے کتنی غلط باتیں ان سے منسوب کی جا رہی ہیں مثلاً:

(1) یہ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ زینت کو حرام قرار دیتے تھے اور زینت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجتے تھے، جبکہ قرآن نے زینت کو حلال قرار دیا ہے (7/31، 7/32) صرف یہ قید لگائی ہے کہ عورتیں اسے غیر محرموں کے سامنے ظاہر نہ کریں (24/31)۔

(2) یہ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قرآن میں لکھا ہوا ہے کہ زینت حرام ہے حالانکہ قرآن میں کہیں نہیں لکھا ہوا بلکہ قرآن میں تو لکھا ہے کہ:

☆ ” (اے نبی ﷺ) آپ فرمادیں کس نے حرام کی ہے اللہ کی

(وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کیلئے نکالی (پیدا کی) ہے، اور

پاک رزق، یہ دنیا کی زندگی میں اُن لوگوں کیلئے ہے جو ایمان لائے

اور قیامت کے دن تو خاص طور پر انہیں کیلئے ہے، اسی طرح ہم

آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں صاحبانِ علم کیلئے۔“

﴿سورة الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 32﴾

☆ ”اے اولادِ آدم! اپنی زینت ہر نماز کے وقت اختیار کرو، اور کھاؤ

اور پیو، اور بے جا خرچ نہ کرو، بے شک اللہ فضول خرچ کرنے والوں

کو دوست نہیں رکھتا۔“

﴿سورة الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 31﴾

☆ ”اور گھوڑے اور خچر اور گدھے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور زینت کیلئے

(پیدا کیے) اور وہ پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے۔“

﴿سورة النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 8﴾

(3) یہ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کی آیت کا حوالہ دیتے

ہوئے فرمایا کہ چونکہ اللہ کا فرمان ہے کہ ”رسول ﷺ تمہیں جو کچھ دیں وہ لے لو اور جس

سے منع کریں اس سے رک جاؤ“ لہذا رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق عورتوں کا زینت

اختیار کرنا باعثِ لعنت ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضور ﷺ، اللہ تعالیٰ کے حکم (یعنی زینت حلال

ہے) کے خلاف حکم دیتے تھے؟

ہمارا ایمان ہے کہ نہ ہی حضور ﷺ نے اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہوئے زینت اختیار کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے اور نہ ہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ یہ سب جعلی حدیثیں گھڑنے والوں کی کارستانی ہے۔

دیگر احادیث:

(1) ”نبی کریم ﷺ نے بالوں کو جوڑنے والی، جڑوانے والی، گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 873 صفحہ نمبر 352)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 877 صفحہ نمبر 354)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 880 صفحہ نمبر 354)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 882 صفحہ نمبر 355)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 888 صفحہ نمبر 356)

(2) ”بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی پر لعنت۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 874 صفحہ نمبر 353)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 875 صفحہ نمبر 353)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 876 صفحہ نمبر 353)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 881 صفحہ نمبر 354)

(3) ”گودنے والی، گدوانے والی، چہرے کے بال صاف کرنے والی اور خوبصورتی کیلئے دانتوں کو کشادہ کرنے والی عورت پر لعنت۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 872 صفحہ نمبر 352)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 883 صفحہ نمبر 355)

- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 889 صفحہ نمبر 356)
- (4) ”حضور ﷺ نے گودنے سے منع فرمایا ہے۔“
- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 884 صفحہ نمبر 355)
- (5) ”گودنے اور گدوانے والی پر لعنت۔“
- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 886 صفحہ نمبر 355)
- (6) ”حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہ کوئی گودے اور نہ گدوائے۔“
- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 887 صفحہ نمبر 356)
- (7) ”نبی کریم ﷺ نے بالوں کو جوڑنے کو دھوکہ بازی قرار دیا ہے۔“
- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 878 صفحہ نمبر 354)
- (8) ”ابوالخیر سے روایت ہے کہ حضرت عقبہ بن عامرؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تحفہ ایک ریشمی جبہ پیش کیا گیا تو آپؐ نے وہ پہن لیا اور نماز پڑھی، پھر فارغ ہوئے تو اسے زور سے اُتار دیا گویا پسند نہ آیا اور فرمایا یہ پرہیزگاروں کیلئے مناسب نہیں ہے۔“
- (صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 365 صفحہ نمبر 244)



جلد سوئم

باب نمبر 65

صحیح بخاری کے مطابق

جھاڑ پھونک کا معاوضہ لینا سنت ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا (5/44)

”میری آیتوں کو تھوڑے تھوڑے مूल پر نہ بیچو۔“

﴿سورة المائدة سورة نمبر 5 آیت نمبر 44﴾

وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا (2/41)

”میری آیتوں کو تھوڑے تھوڑے مूल پر نہ بیچو۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 41﴾

ایک جگہ فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (2/174)

”بے شک جو جوگ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب چھپاتے ہیں اور

اسے تھوڑی تھوڑی سی قیمت پر بیچتے ہیں، یقین مانو کہ یہ اپنے پیٹ

میں آگ بھر رہے ہیں، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی

نہ کرے گا، نہ ان کو پاک کرے گا بلکہ ان کیلئے دردناک عذاب

ہے۔“ ﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 174﴾
 ”تھوڑے مَوَل پر نہ بیٹو“ کا یہ مطلب نہیں کہ زیادہ معاوضہ مل جائے
 تو مہنگے داموں فروخت کر دو، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دنیا کی ہر
 چیز کو آخرت کے مقابلے میں ”قلیل“ کہا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ (4/77)

”آپ فرمادیں دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے۔“

أَرْضَيْتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ
 الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ (9/38)

”کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا؟ سو
 (کچھ بھی) نہیں ہے زندگی کا سامان آخرت کے مقابلہ میں مگر

قلیل۔“ ﴿سورة التوبة سورة نمبر 9 آیت نمبر 38﴾

لہذا مطلب یہ ہے کہ دنیاوی مفاد حاصل کرنے کیلئے دین فروشی مت کرو۔ لیکن
 صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور حضور ﷺ
 کو اس جرم کا مُرتکب ٹھہرایا جا رہا ہے۔ (نقل کفر کفر نہ باشد)۔

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سفر کے
 دوران ہم ایک جگہ ٹھہرے ہوئے تھے کہ ہمارے پاس ایک لونڈی
 آئی اور کہنے لگی کہ اس قبیلے کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے اور
 قبیلے والے موجود نہیں ہیں تو کیا آپ حضرات میں کوئی دم کر کے والا
 ہے؟ پس ہم میں سے ایک آدمی اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا، حالانکہ
 ہم نے نہیں سنا تھا کہ اسے دم کرنا آتا ہے، پس اس نے دم کیا اور وہ
 سردار اچھا ہو گیا۔ سردار نے اسے تیس (30) بکریاں دینے کا حکم دیا

اور ہمیں دودھ پلایا۔ جب وہ واپس لوٹا تو ہم نے اس سے کہا، کیا آپ اچھی طرح دم کرنا جانتے ہیں؟ اس نے کہا، نہیں میں نے دم تو نہیں کیا، سوائے اس کے کہ سورۃ الفاتحہ پڑھ دی تھی۔ ہم نے طے کیا کہ اس بارے میں ہمیں کچھ نہیں کہنا چاہیے جب تک ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت نہ کر لیں۔ پس جب ہم مدینہ منورہ میں پہنچے تو ہم نے نبی کریم ﷺ کے حضور میں اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اسے کیسے معلوم ہوا کہ اسے پڑھ کر دم کیا جا سکتا ہے؟ بہر حال بکریاں بانٹ لو اور ایک حصہ میرا بھی ہو۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2 صفحہ نمبر 34)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 687 صفحہ نمبر 289)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 688 صفحہ نمبر 290)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 700 صفحہ نمبر 294)

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الاجارہ حدیث نمبر 2120 صفحہ نمبر 834)

جھاڑ پھونک کا معاوضہ لینا کیسا ہے؟

جلد سوم حدیث نمبر 688 میں یہ الفاظ زائد ہیں جو کہ قابل غور ہیں:

”دم کرنے والے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھی صحابہؓ نے اس بات کو ناپسند کیا اور کہا کہ آپ نے اللہ کی کتاب پر اجرت لی ہے چنانچہ وہ مدینہ منورہ جا پہنچے اور عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ ﷺ! انہوں نے اللہ کی کتاب پر اجرت لی ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جن باتوں کی تم مزدوری لیتے ہو، اُن میں اللہ کی کتاب سب سے زیادہ اجرت کی مستحق ہے۔“

- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 688 صفحہ نمبر 290)
 درج بالا روایات میں اس کے علاوہ بھی دلچسپ و حیران کن نقاط موجود ہیں مثلاً
 جلد سوم حدیث نمبر 2..... سانپ نے کاٹا
 جلد سوم حدیث نمبر 687..... بچھونے کاٹا
 جلد سوم حدیث نمبر 700..... سانپ نے کاٹا
 جلد سوم حدیث نمبر 688..... سانپ یا بچھونے کاٹا
 جلد سوم حدیث نمبر 2120..... سانپ نے کاٹا
 صحیح بخاری کی چند روایات ایسی ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ حضور ﷺ خود بھی
 جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے، ان روایات کے حوالہ جات پیش خدمت ہیں :

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 694 صفحہ نمبر 292)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 695 صفحہ نمبر 293)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 696 صفحہ نمبر 293)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 697 صفحہ نمبر 293)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 699 صفحہ نمبر 294)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 701 صفحہ نمبر 295)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 702 صفحہ نمبر 295)

حضور ﷺ کی تعلیم..... جھاڑ پھونک کیا کرو:

اس موضوع پر صحیح بخاری کی چند احادیث ملاحظہ کیجیے:

(1) ”عبداللہ بن شداد کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ نظر لگنے کا دم کیا

کروں۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 689 صفحہ نمبر 290)

(2) ”عروہ بن زبیرؓ نے زینب بنت ابوسلمہؓ سے اور انہوں نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے میرے گھر کے اندر ایک لونڈی کو دیکھا جس کے چہرے پر نشانات تھے۔ ارشاد فرمایا کہ اس پر کچھ پڑھ کر دم کرو کیونکہ اس کو نظر لگ گئی ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 690 صفحہ نمبر 291)

(3) ”عبدالرحمن بن الاسود نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زہریلے جانور کے کاٹے پر دم کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے ہر زہریلے جانور کے کاٹے پر دم کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 692 صفحہ نمبر 291)



باب نمبر 66

صحیح بخاری کے مطابق

حسد کرنا جائز ہے

حسد:

حسد کے لغوی معنی ہیں وہ ذہنیت، جس کی رو سے تمنا کی جاتی ہے کہ دوسرے کے پاس جو کچھ ہے وہ اس سے چھین کر مجھے مل جائے اور اگر مجھے نہ بھی ملے تو کم از کم اس سے ضرور چھین جائے۔

غبطہ:

غبطہ یہ ہے کہ ایسی چیز اس کے ساتھ ساتھ مجھے بھی مل جائے، اسے رشک کہتے ہیں، قرآن نے حسد کو تخریبی ذہنیت قرار دیا ہے اور ایسی تخریبی ذہنیت رکھنے والوں کی تخریب کاری سے بچنے کی تاکید کی ہے۔ چنانچہ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(1) قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (1) مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (2) وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ (3) وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ (4) وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ (5-113/1)

”آپ گہمہ دیجیے کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔ اور اندھیری رات کی تاریکی کے شر سے، جب اس کا اندھیرا پھیل جائے۔ اور گرہ (لگا کر ان) میں پھونکنے والیوں کے شر سے۔ اور حسد کرنے والے کی برائی سے جب

وہ حسد کرے۔“ ﴿سورة الفلق﴾

(2) وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُّوْكُمْ مِّنْ بَعْدِ
إِيْمَانِكُمْ كِفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا
تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ (2/109)

”بہت سے اہل کتاب نے چاہا کہ وہ کاش تمہیں لوٹا دیں تمہارے
ایمان کے بعد کفر میں، اپنے دل کے حسد کی وجہ سے، اس کے بعد
جبکہ ان پر حق واضح ہو گیا۔“

﴿سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 109﴾

(3) أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ (4/54)
”یہوہو حسد کرتے تھے کہ مسلمانوں کو یہ کچھ کیوں مل گیا۔“

﴿مفہوم سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 54﴾

(4) سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ
لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ
اللَّهِ قُل لَّن تَتَّبِعُونَا كَذَلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ
فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا
قَلِيلًا (48/15)

”جب ان خطاکاروں کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کیا جاتا ہے تو وہ کہتے
ہیں کہ تم ہم سے حسد کی بنا پر ایسا کہتے ہو۔“

﴿مفہوم سورۃ الفتح سورہ نمبر 48 آیت نمبر 15﴾

قرآن سے حسد کا مفہوم سمجھ لینے کے بعد اب آئیے صحیح بخاری کی طرف جس

میں بتایا گیا ہے کہ حسد جائز ہے:

”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ دو آدمیوں کے سوا اور کسی پر حسد کرنا جائز نہیں۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم دیا اور اس کے ساتھ وہ راتوں کو قیام کرتا ہے، اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا ہے اور وہ اس میں سے رات دن راہِ خدا میں خرچ کرتا رہتا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 17 صفحہ نمبر 40)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 18 صفحہ نمبر 41)



باب نمبر 67

صحیح بخاری کے مطابق

یہ عورت مجھے دے دیں

قرآن حکیم نے نکاح کے سلسلے میں مرد اور عورت دونوں کی پسند کو ملحوظ رکھنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ فرمانِ خداوندی ہے:

مرد کی پسند:

فَأَنْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ (4/3)

”ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں۔“

﴿سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 3﴾

عورت کی پسند:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ

كُرْهًا (4/19)

”اے ایمان والو! تمہارے لیے حلال نہیں کہ تم عورتوں کے زبردستی

مالک بن جاؤ۔“

﴿سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 19﴾

دوسری جانب صحیح بخاری میں یہ تاثر دیا گیا ہے کہ عورت ایک کٹی پتنگ ہے یا

لوٹ کا مال ہے، جس کے بھی ہاتھ آجائے، اس کی اپنی کوئی مرضی یا پسند نہیں ہو سکتی، گویا یہ

منڈی کا مال ہے جسے پسند آجائے یا جس کو اس کی ضرورت پیش آئے وہ اسے خرید لے اور استعمال کرے۔ مذکورہ حدیث ملاحظہ کیجیے:

”حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کی بارگاہ اقدس میں اس لیے حاضر ہوئی ہوں کہ اپنی جان آپ کیلئے پیش کر دوں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس کی جانب توجہ فرمائی اور اوپر سے نیچے تک اسے دیکھ کر سر مبارک جھکا لیا۔ جب اس عورت نے دیکھا کہ اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں سنایا گیا تو وہ بیٹھ گئی۔ پھر آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں ہے تو اس کا میرے ساتھ نکاح فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا، کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ! خدا کی قسم کچھ بھی نہیں ہے۔ فرمایا، پھر دیکھو، خواہ تمہیں لوہے کی انگھوٹی ہی ملے، وہ گئے اور جب واپس لوٹے تو عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ ﷺ! لوہے کی انگھوٹی بھی نہیں، ہاں یہ تہہ بند ہے، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کے پاس چادر بھی نہ تھی، اس شخص نے کہا، نصف تہہ بند اس عورت کیلئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارے تہہ بند کا کیا بنائے گی؟ اگر تم اسے باندھو گے تو عورت کیلئے ذرا بھی نہیں بچے گا اور اگر یہ عورت اسے باندھے تو اس میں سے تمہارے لیے ذرا بھی نہیں رہے گا۔ پس وہ شخص بیٹھ گیا اور کافی دیر آپ کی مقدس محفل میں بیٹھا رہا،

پھر وہ کھڑا ہو گیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس کو پیٹھ پھیر کر جاتے ہوئے دیکھا تو آپ نے حکم فرمایا اور اسے بلا لیا گیا، جب وہ شخص حاضر خدمت ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا: تمہیں قرآن مجید کتنا یاد ہے، وہ عرض گزار ہوا کہ مجھے فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں اور وہ گن کر بتائیں، فرمایا کیا یہ تمہیں زبانی یاد ہیں، عرض گزار ہوا، ہاں۔ فرمایا جاؤ میں نے تمہارے قرآن دان ہونے کے باعث اس عورت کو تمہاری ملکیت میں دے دیا۔“

- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 22 صفحہ نمبر 43)
- یہ حدیث صحیح بخاری کے دیگر مقامات پر بھی آئی ہے۔ حوالہ نوٹ کر لیں:
- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 21 صفحہ نمبر 43)
- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 78 صفحہ نمبر 63)
- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 113 صفحہ نمبر 78)
- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 108 صفحہ نمبر 75)
- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 119 صفحہ نمبر 81)
- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 122 صفحہ نمبر 82)
- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 128 صفحہ نمبر 84)
- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 135 صفحہ نمبر 88)
- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 816 صفحہ نمبر 336)



باب نمبر 68

صحیح بخاری کے مطابق

عورت سے زبردستی نکاح صحیح ہے

(قولِ رسولؐ بمقابلہ مذہبی پیشوائیت)

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ”صحیح“ میں ایک حدیث لکھی ہے جو کہ قرآنی تعلیم کے عین مطابق ہے، جس کا مملکت یہ ہے کہ عورت کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح نہ کیا جائے۔ لیکن مذہبی پیشوائیت تو قرآنی آیات تک کو منسوخ کر دیتی ہے، یہ تو پھر بھی حدیثِ رسول ﷺ ہے۔ چنانچہ زبردستی شادی کو جائز قرار دینے کیلئے اسی حدیث میں مذہبی پیشوائیت کا قول بھی شامل کر دیا گیا جس سے عورت کو جبراً بیوی بنانا جائز ہو گیا۔ ملاحظہ کیجیے صحیح بخاری کے اصل الفاظ:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کنواری لڑکی کا نکاح نہ کیا جائے جب تک اس سے اجازت نہ لے لی جائے اور نہ ثیبہ کا جب تک وہ حکم نہ کرے۔ پس پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کنواری سے کس طرح اجازت لی جائے؟ فرمایا کہ جب وہ خاموش ہو جائے (تو یہی اجازت ہے)۔ بعض لوگوں (مذہبی پیشواؤں) کا قول ہے کہ اگر کنواری لڑکی نے اجازت نہ دی اور نہ شادی کی تو ایک شخص نے حیلہ کیا اور دو جھوٹے گواہ کھڑے کر لیے کہ اس نے رضامندی سے

شادی کی ہے اور قاضی اس کے نکاح کو برقرار رکھے، حالانکہ خاوند جانتا ہے کہ گواہی باطل ہے تو اس کے ساتھ صحبت کرنے میں کوئی حرج نہیں اور یہ نکاح صحیح ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الحجیل حدیث نمبر 1856 صفحہ نمبر 727)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الحجیل حدیث نمبر 1858 صفحہ نمبر 728)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الحجیل حدیث نمبر 1853 صفحہ نمبر 728)



باب نمبر 69

صحیح بخاری کے مطابق

صاحبِ قرآن، آیات بھول گئے

حفاظتِ قرآن کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (15/9)

”بے شک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ

ہیں۔“ ﴿سورۃ الحج سورہ نمبر 15 آیت نمبر 9﴾

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو قرآن کریم یاد کرانے، اس کے جمع کرنے، پڑھنے اور

اس کے بیان کرنے کا ذمہ بھی لے لیا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

(1) لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ☆ إِنَّ عَلَيْنَا

جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ (75/16-17)

”آپ قرآن کو جلدی (یاد کرنے) کیلئے اپنی زبان کو حرکت نہ

دیں۔ اس کا جمع کرنا اور (آپ کی زبان سے) پڑھنا ہمارے ذمہ

ہے۔“ ﴿سورۃ القیامۃ سورہ نمبر 75 آیت نمبر 16 تا 17﴾

(2) ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ (75/19)

”پھر بے شک اس کا بیان کرنا بھی ہمارے ذمہ ہے۔“

﴿سورۃ القیامۃ سورہ نمبر 75 آیت نمبر 19﴾

(3) وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ

(20/114)

”قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کریں اس سے پہلے کہ آپ کی طرف جو وحی کی جاتی ہے وہ پوری کی جائے۔“

﴿سورۃ طہ سورہ نمبر 20 آیت نمبر 114﴾

ان آیات میں آپ نے پڑھا کہ حضور ﷺ کو قرآن یاد کروانے کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لے لی تھی۔ کیا کوئی مسلمان یہ سوچ بھی سکتا ہے کہ (نعوذ باللہ) اللہ نے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی اور حضور ﷺ کو قرآن کی آیات بھول جایا کرتے تھے۔ ملاحظہ کیجیے صحیح بخاری کی حدیث:

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

ﷺ نے ایک شخص کو رات کے وقت قرآن کریم پڑھتے ہوئے سنا تو

فرمایا کہ بے شک اس نے مجھے فلاں فلاں آیتیں جو فلاں فلاں

سورتوں کی ہیں یاد کروادی ہیں جو مجھے بھلا دی گئیں تھیں۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 32 صفحہ نمبر 45)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 30 صفحہ نمبر 45)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدعوات حدیث نمبر 1261 صفحہ نمبر 497)



باب نمبر 70

صحیح بخاری کے مطابق

بہتر وہ ہے جس کی زیادہ بیویاں ہوں

قرآن حکیم نے ایک وقت میں ایک بیوی رکھنے کا اصول دیا ہے۔ قرآن میں

ہے:

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً (4/3)

”پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی (بیوی)۔“

﴿سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 3﴾

اس اصول کے بارے میں فرمایا کہ:

ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا (4/3)

”یہ زیادہ قریب ہے کہ ایسا کرنے سے نا انصافی اور ایک طرف جھک

پڑنے سے بچ جاؤ۔“

﴿سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 3﴾

قرآن کے اس نظریے کے مقابلے میں صحیح بخاری میں لکھا ہے:

”سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے شادی کر لی

ہے؟ میں نے نفی میں جواب دیا تو فرمایا کہ شادی کر لو کیونکہ اس اُمت

کا بہتر آدمی وہ ہے جس کی زیادہ بیویاں ہوں۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 62 صفحہ نمبر 57)

جہاں تک ایک سے زائد نکاح کرنے کا تعلق ہے تو اس کیلئے مندرجہ ذیل صرف ایک آیت کا مفہوم ہی کافی ہے:

وَإِنْ حِفْتُمْ إِلَّا تَقْسُطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا
طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ
حِفْتُمْ إِلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ
ذَٰلِكَ أَذْنَىٰ إِلَّا تَعُولُوا (4/3)

”اگر کبھی ایسے حالات پیدا ہو جائیں، مثلاً جنگ کی وجہ سے، کہ معاشرہ میں مرد ضائع ہو جائیں اور بیوہ عورتیں اور یتیم بچے (لڑکے لڑکیاں) زیادہ رہ جائیں بالخصوص بے شوہر عورتیں (4/127) اور اس مسئلے کا کوئی خاطر خواہ منصفانہ حل نہ ملتا ہو یا کہیں انفرادی طور پر ایسی صورت پیدا ہو جائے تو ایسے حالات میں تمہیں اجازت دی جاتی ہے کہ ان یتیموں اور بیواؤں کی حفاظت اور پرورش کی خاطر، تم ان بے شوہر عورتوں سے، حسبِ پسند (جو تمہارے نکاح میں آنا چاہیں-4/19) نکاح کر لو ﴿اس مقصد کیلئے ”ایک مرد، ایک بیوی“ کے قانون میں استثناء کی جاتی ہے۔ اس صورت میں جیسا بھی حالات کا تقاضا اور معاشرے کا فیصلہ ہو تم ﴿دودو، تین تین، چار چار، بیویاں تک (نکاح میں لا سکتے ہو) لیکن اگر تم دیکھو کہ تم اس طرح مختلف افرادِ خاندان میں عدل قائم نہیں رکھ سکو گے تو پھر اسی ”ایک بیوی“ والے قانون پر کاربند رہو۔ یا وہ لونڈیاں جنہیں تم اس سے قبل اپنے نکاح میں لا چکے ہو (کیونکہ اس کے بعد تو غلام لونڈیوں کا سلسلہ ہی ختم کر دیا گیا ہے)۔ بے انصافی (یا کثرتِ اولاد کے

بوجھ) سے بچنے کیلئے یہ راہ زیادہ قرین صواب ہے۔ (یاد رکھو یہاں جس عدل کا مطالبہ کیا گیا ہے، اس سے مراد مختلف بیویوں میں سلوک اور برتاؤ کا عدل ہے۔ اس لیے کہ جذبات میں مساوات اور یکسانیت رکھنا، نفسیاتی محال ہے جس کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔ 4/129)۔“

﴿مفہوم سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 3﴾



باب نمبر 71

صحیح بخاری کے مطابق

ماں بیٹی ایک نکاح میں + دو بہنیں ایک نکاح میں

قرآن حکیم نے ماں اور بیٹی کو ایک نکاح میں جمع کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَرَبَائِبُكُمُ اللَّائِي فِي حُجُورِكُمْ مِّنْ نِّسَائِكُمُ اللَّائِي
دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ (4/23)

”تم پر حرام کی گئیں تمہاری وہ بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں، تمہاری ان بیٹیوں سے، جن سے تم نے صحبت کی، پس اگر تم نے ان سے صحبت نہیں کی تو کچھ گناہ نہیں۔“

﴿سورة النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 23﴾

اسی طرح دو بہنوں کو بھی ایک نکاح میں جمع کرنے سے منع کر دیا گیا:
وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ (4/23)
”اور یہ کہ تم پر حرام کیا گیا کہ تم دو بہنوں کو جمع کرو، مگر جو پہلے

گزر چکا۔“ ﴿سورة النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 23﴾

اس کے برعکس صحیح بخاری کی یہ حدیث قابلِ غور ہے:

”حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی بیٹی اور بیوی کو اپنے نکاح میں جمع کیا۔ ابن سیرین کا قول ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ حسن بصری نے ایک دفعہ اسے مکروہ قرار دیا پھر کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ حسن بن حسن بن علی نے ایک رات میں دو چچا زاد بہنوں کو جمع کیا۔ جابر بن زید نے قطع رحمی کے باعث مکروہ قرار دیا لیکن یہ حرام نہیں ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح باب نمبر 54 صفحہ نمبر 70)



باب نمبر 72

صحیح بخاری کے مطابق
روزہ رکھنے کیلئے خاوند کی
اجازت ضروری ہے

روزے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ
عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (2/183)
”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے
لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 183﴾

اللہ تعالیٰ نے روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے لیکن صحیح بخاری میں ”خاوند“ کا رتبہ خدا
سے بھی بڑھا دیا گیا ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر روزہ نہیں رکھا جاسکتا۔ ملاحظہ کیجیے:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی
کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے خاوند کی موجودگی میں عورت روزہ نہ
رکھے مگر اس کی اجازت سے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 177 صفحہ نمبر 106)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 180 صفحہ نمبر 106)

اس حدیث میں بیان کیے گئے روزے کو نفلی قرار دے کر اس حدیث کو صحیح قرار
دینے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن ان لوگوں کو یہ علم نہیں کہ متذکرہ بالا دونوں حدیثوں میں

نفلی روزے کا کہیں ذکر نہیں بلکہ ہر قسم کا روزہ مراد ہے۔



باب نمبر 73

صحیح بخاری کے مطابق

جونہیہ! اپنا آپ میرے حوالے کر دو

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضور ﷺ کے متعلق فرمایا کہ:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقِي عَظِيمٍ (68/4)

” (اے نبی ﷺ) بے شک آپ اخلاقِ انسانی کے بلند ترین مقام

پر فائز ہیں۔“ ﴿سورۃ القلم سورہ نمبر 68 آیت نمبر 4﴾

مذہبی پیشوائیت، احادیث کو قرآن کی تفسیر قرار دیتی ہے۔ کیا مندرجہ بالا آیت

قرآنی کی تفسیر، حضور ﷺ کا وہ کردار ہے جو درج ذیل حدیث میں پیش کیا جا رہا ہے:

”حضرت ابواسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ

کے ہمراہ باہر نکلے، یہاں تک کہ ہم ایک باغ میں پہنچے جس کو شوط کہا

جاتا تھا، حتیٰ کہ ہم دو دیواروں کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ پس نبی

کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہیں بیٹھے رہنا اور آپ داخل ہو گئے۔ وہاں

جونہیہ لائی گئی۔ پس آپ ایک کھجور کے گھر میں اترے جو امیمہ بنت

نعمان بن شراحیل کا گھر تھا اور اس کے ساتھ اس کی آیا بھی

تھی۔ جب نبی کریم ﷺ اس کے پاس داخل ہوئے تو فرمایا: اپنے

آپ کو میرے سپرد کر دو۔ کہنے لگی کہ کہیں ملکہ بھی اپنے آپ کو کسی

بازاری کے سپرد کر سکتی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ نے اپنا دست

مبارک بڑھایا تاکہ اس کے سر پر رکھ کر تسکین دیں لیکن اس نے کہا:

میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ پس آپ نے فرمایا: تم نے اس کی پناہ لی، جس کی پناہ لی جاتی ہے۔ پھر آپ ہمارے پاس باہر تشریف لے آئے اور فرمایا: اے ابواسید! اس کو رازقی کپڑے کے دو جوڑے دے کر اس کے گھر والوں کے پاس پہنچا دو۔“
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث نمبر 238 صفحہ نمبر 126)



باب نمبر 74

صحیح بخاری کے مطابق

عورت مجامعت کروائے بغیر طلاق نہیں لے سکتی

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا
غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ
ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ وَتَلَكَ حُدُودَ اللَّهِ يَبِينُهَا
لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (2/230)

”اگر کسی میاں بیوی کی ازدواجی زندگی میں دو مرتبہ کی طلاق کے بعد تیسری مرتبہ طلاق ہو جائے تو اس کے بعد یہ عورت اپنے سابقہ خاوند کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ ہاں! البتہ اگر وہ کسی اور شخص سے نکاح کرے اور اس سے بھی طلاق ہو جائے تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنے پہلے خاوند سے نکاح کر لے، بشرطیکہ انہیں توقع ہو کہ وہ اب قانونِ خداوندی کی حدود کی نگہداشت کر سکیں گے، یہ ہیں عائلی زندگی سے متعلق وہ قوانین جنہیں اللہ ان لوگوں کیلئے واضح طور پر بیان کرتا ہے جو معاشرتی زندگی کی مصلحتوں کا علم رکھتے ہیں۔“

﴿سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 230﴾

جہاں تک حلالے کا معاملہ ہے تو یہ صریحاً قرآن کا مذاق اڑانے کے مترادف

ہے لیکن درج ذیل حدیث میں حلالے والی بات بھی نہیں ہے لیکن پھر بھی حضور ﷺ سے ایسا فیصلہ منسوب کیا جا رہا ہے جو قرآن کی مذکورہ بالا آیت کے خلاف ہے۔ کیا حضور ﷺ قرآن کے خلاف فیصلے صادر فرمایا کرتے تھے؟ صحیح بخاری میں ہے:

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ پس اس نے دوسرے خاوند سے نکاح کر لیا لیکن اس نے بھی طلاق دے دی کیونکہ اس کے پاس صرف پھندنا ہی تھا، لہذا جو چیز وہ چاہتی تھی وہ اسے حاصل نہ ہو سکی، اس لیے چند دنوں کے بعد اسے طلاق دے دی۔ پس وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی: یا رسول اللہ ﷺ! میرے خاوند نے مجھے طلاق دے دی ہے اور میں نے دوسرا نکاح کر لیا لیکن جب وہ میرے پاس آیا تو اس کے پاس پھندنا ہی تھا۔ وہ صرف ایک دفعہ میرے پاس آیا اور مجھ سے کوئی لطف نہ اٹھا سکا۔ پس کیا میں اپنے پہلے خاوند کیلئے حلال ہو گئی ہوں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے پہلے خاوند کیلئے اس وقت تک حلال نہیں ہو گی جب تک وہ تمہارا اور تم اس کا ذائقہ نہ چکھ لو۔“

- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث نمبر 246 صفحہ نمبر 129)
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث نمبر 243 صفحہ نمبر 128)
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث نمبر 294 صفحہ نمبر 151)
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 770 صفحہ نمبر 320)
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1018 صفحہ نمبر 401)

توجہ طلب:

حدیث نمبر 770 میں ہے کہ جب:

”عورت نے کہا کہ خدا کی قسم ان سے میری تسلی نہیں ہوتی، پھر اُس نے اپنے کپڑے کا ایک کنارہ پھندنے کی طرح پکڑا اور کہا کہ ان کے پاس جو کچھ ہے وہ ایسا ہے۔ اس پر اُن کے شوہر (حضرت عبدا لرْحْمٰن بن زبیر قرظی) نے کہا: خدا کی قسم یا رسول اللہ ﷺ! میں تو اس کی کھال بھی رگڑ کر رکھ دیتا ہوں لیکن اس کے دل میں کھوٹ ہے اور یہ رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 770 صفحہ نمبر 320)

غور فرمائیں! میاں بیوی دونوں جماع کرنے کا اقرار کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود حضور ﷺ سے یہ الفاظ منسوب کیے جا رہے ہیں کہ ”تم اپنے پہلے خاوند کیلئے اُس وقت تک حلال نہیں ہوگی جب تک وہ تمہارا اور تم اُس کا ذائقہ نہ چکھ لو۔“



باب نمبر 75

صحیح بخاری کے مطابق شان نزول کی کہانی

مذہبی پیشوائیت کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ، اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دے دیتے تھے جس پر اللہ تعالیٰ آپؐ کو سزائیں کرتا تھا (نعوذ باللہ)۔ سورہ تحریم کی پہلی آیت کے شان نزول میں یہی کچھ کہا گیا ہے۔ ملاحظہ کیجیے صحیح بخاری کی تائید:

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپؐ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ٹھہرتے اور شہد پیا کرتے تھے چنانچہ میں نے اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے باہم مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس نبی کریم ﷺ وہاں سے تشریف لائیں تو وہ کہے کہ آپؐ کے دہن مبارک سے مغافیر (ایک قسم کا پھول جس میں بساند ہوتی ہے) کھانے کی بو آتی ہے۔ پس ہم میں سے ایک کے پاس حضور ﷺ تشریف لائے تو اُس نے ایسا ہی کہا۔ آپؐ نے فرمایا: میں نے تو زینب بنت جحش (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے پاس سے شہد پیا ہے۔ لو اب کبھی نہیں پیوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ (66/1) ترجمہ: اے نبی ﷺ! آپؐ اسے کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپؐ کیلئے حلال کیا ہے۔ (سورہ التحریم سورہ نمبر 66 آیت نمبر 1)۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث نمبر 248 صفحہ نمبر 130)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الایمان والنذر حدیث نمبر 1595 صفحہ نمبر 620)

صحیح بخاری کا مقام ملاحظہ کیجیے:

کہ درج بالا دو حدیثوں میں ہے کہ حضور ﷺ، حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے شہد پیا کرتے تھے اور جھوٹ گھڑنے کا الزام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر ہے جبکہ دو اور حدیثوں میں ہے کہ حضور ﷺ، حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گھر سے شہد پیتے تھے اور جھوٹی کہانی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گھڑی، ان دو حدیثوں کے حوالہ جات درج ذیل ہیں:

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث نمبر 249 صفحہ نمبر 130)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الحج حدیث نمبر 1860 صفحہ نمبر 728)

تیسرا شان نزول:

اس آیت کریمہ کا ایک شان نزول سنن نسائی میں بھی بیان کیا گیا ہے جو کہ صحاح ستہ کی معتبر کتاب تسلیم کی جاتی ہے، جہاں یہ کہا گیا ہے کہ یہ ایک لونڈی تھی جس کو حضور ﷺ نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا، شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، نسائی میں اس کا حوالہ نوٹ فرمائیں:

(سنن نسائی جلد نمبر 3 حدیث نمبر 83)

اس کی تفصیل اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ یہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں، جن سے نبی ﷺ کے صاحبزادے ابراہیمؑ تولد ہوئے تھے، یہ ایک مرتبہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آگئی تھیں جبکہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

موجود نہیں تھیں۔ آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں اس بے گھر بیوی کا حق زوجیت ادا کیا، اتفاق سے انہی کی موجودگی میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آ گئیں، انہیں نبی ﷺ کے ساتھ اپنے گھر میں خلوت میں دیکھنا ناگوار گزارا، جسے نبی ﷺ نے بھی محسوس فرمایا، جس پر آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو راضی کرنے کیلئے قسم کھالی کہ اب ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنسی حقوق کبھی ادا نہیں کروں گا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تاکید کی کہ وہ یہ بات کسی کو نہ بتلائے۔ اس پر یہ آیت اُتری۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ (1 / 66) ترجمہ: اے نبی ﷺ!

آپ اسے کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کیلئے حلال کیا ہے۔ (سورۃ التحریم سورہ نمبر 66 آیت نمبر 1)۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ شان نزول کے ان واقعات والی احادیث میں حضور ﷺ اور ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سیرت مطہرہ کو داندرا کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حضور ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ نے ایک جھوٹ گھڑا، دوسری زوجہ نے اس جھوٹ پر پہلی سے تعاون کیا، پھر دونوں نے جھوٹ بولا، اس پر حضور ﷺ نے بلا تحقیق شہد کو اپنے اوپر حرام قرار دے لیا۔ اسی طرح دوسرے واقعے میں حضور ﷺ نے ایک بیوی کو خوش کرنے کیلئے دوسری بیوی کو اپنے اوپر حرام قرار دے دیا حالانکہ اُس بے چاری کا کوئی قصور بھی نہ تھا سوائے اس کے کہ اس نے حضور ﷺ کا حکم مانا تھا۔ قرآن میں عورت کے جنسی حقوق کو روک دینا ایک سزا کے طور پر آیا ہے، اللہ نے فرمایا: وَاللَّائِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ (4/34) ترجمہ: ”اور جن عورتوں کی بد خوئی کا تمہیں ڈر ہو، پس انہیں سمجھاؤ اور خواب گاہوں میں ان کو تنہا چھوڑ دو۔“

قرآن کی جس آیت کیلئے اتنی حدیثیں گھڑی گئیں، اس کا اصل مفہوم اس آیت کے اندر ہی موجود ہے لیکن جسے انسانوں کے تراشے ہوئے واقعات نے اندھا کر رکھا ہو،

اُس کو خدا کی آخری کتاب جیسے سورج سے بھی روشنی نہیں مل سکتی، فرمانِ خداوندی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبَنِّعِي مَرَضَاتٍ أَرْوَا جَكَ

(66/1)

اس آیت میں لفظ ”تحرم“ فعل مضارع ہے جو کہ حال کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے اور مستقبل کیلئے بھی۔ اس آیت میں یہ مستقبل کیلئے آیا ہے، اس لحاظ سے آیت کا ترجمہ یہ ہوگا:

”اے نبی ﷺ! آپ ایسی چیز کو کیوں حرام کریں گے جو اللہ نے آپ کیلئے حلال ٹھہرائی ہے (یعنی آپ اللہ کے حلال کو کبھی حرام نہیں ٹھہرائیں گے، اس سلسلے میں) آپ بیویوں کی خوشنودی کیوں چاہیں گے (یعنی آپ بیویوں کی خوشنودی کیلئے بھی اللہ کے کسی حلال کو حرام نہیں ٹھہرائیں گے)۔“

اس آیت میں ”لم تحرم“ استفہامِ انکاری ہے، عربی زبان کا عام طور پر قاعدہ ہے کہ استفہامیہ فقرہ میں انکار سے اقرار اور اقرار سے انکار مراد ہوتا ہے، یہی صورت اس آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپ اسے کیوں حرام کریں گے جسے اللہ نے حلال کیا ہے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ اے نبی ﷺ! آپ اللہ کے حلال کو کبھی بھی حرام نہیں ٹھہرائیں گے۔

(مزید تفصیل کیلئے دیکھیے ”قرآن فہمی کے قرآنی اصول“ از علامہ خواجہ ازہر عباس صاحب)

باب نمبر 76

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہؓ جھوٹ بولتے تھے

صحیح بخاری کی ایک حدیث ملاحظہ کیجیے:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سب سے افضل صدقہ وہ ہے جس کے بعد امیری قائم رہے اور اُوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور ابتداء اُن سے کرو جو زیرِ کفالت ہیں، یہ نہ ہو کہ عورت بھی کہے کہ مجھے کھانا دو ورنہ طلاق دے دو، غلام کہے کہ مجھے کھانا دو اور مجھ سے کام لو اور بیٹا کہے کہ مجھے کھانا دو اور کس کے سہارے پر مجھے چھوڑتے ہو۔ لوگوں نے (اس بیان کردہ حدیث پر شک کرتے ہوئے) دریافت کیا کہ اے ابو ہریرہ! کیا یہ بات آپؐ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ (تو راز فاش ہونے پر) جواب دیا کہ نہیں یہ کچھ ابو ہریرہ اپنے پلے سے کہہ رہا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النفقات حدیث نمبر 323 صفحہ نمبر 161)

غور فرمائیے! حدیث کے شروع میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے ہیں کہ یہ نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے لیکن جب لوگوں نے معنی خیز انداز سے سوالات کرنا شروع کر دیئے تو فوراً فرمایا کہ نہیں یہ تو میں اپنے پلے سے کہہ رہا ہوں۔

اگر اس حدیث کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھوٹا

اور جھوٹی حدیثیں گھڑنے والا ماننا پڑے گا۔ کیا قرآن نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہی کردار بیان کیا ہے؟ کیا اس طرح کی حدیثوں کے انکار سے انسان کافر ہو جاتا ہے؟



باب نمبر 77

صحیح بخاری کے مطابق
صحابہؓ بخیل اور کنجوس

(1) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں منافقین کے بارے میں ارشاد فرمایا:
وَمِنْهُمْ مَّنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنِ آتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ
وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ ☆ فَلَمَّا آتَاهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ
بَخِلُوا بِهِ وَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُّعْرِضُونَ (9/75-76)
”ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں
اپنے فضل سے مال دے گا تو ہم ضرور صدقہ و خیرات کریں گے اور
پکی طرح نیکو کاروں میں ہو جائیں گے۔ لیکن جب اللہ نے اپنے
فضل سے انہیں دیا تو یہ اس میں بخیلی کرنے لگے اور ٹال مٹول کر کے
منہ موڑ لیا۔“

(2) ﴿سورة التوبة سورة نمبر 9 آیت نمبر 75 تا 76﴾
وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى ☆ وَكَذَّبَ
بِالْحُسْنَى ☆ فَسَنِيْسِرُهُ لِلْعُسْرَى ☆ وَمَا يُغْنِي عَنْهُ
مَالُهُ إِذَا تَرَدَّى (9/11-8/92)

”لیکن جس نے بخیلی کی اور بے پرواہی برتی۔ اور نیک بات کی
تکذیب کی۔ تو ہم بھی اس کی تنگی و مشکل کے سامان میسر کر دیں
گے۔ اس کا مال اسے (اوندھا) گرنے کے وقت کچھ کام نہ آئے

گا۔ ﴿سورة ایل سورہ نمبر 92 آیت نمبر 8 تا 11﴾

(3) وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخَلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (3/180)

”جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے وہ اس میں اپنی کنجوسی کو اپنے لیے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کیلئے بدتر ہے، عنقریب قیامت والے دن یہ اپنی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے، آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ تعالیٰ ہی کیلئے اور جو کچھ تم کر رہے ہو، اس سے اللہ تعالیٰ آگاہ ہے۔“

﴿سورة آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 180﴾

(4) الَّذِينَ يَبْخُلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا (4/37)

”جو لوگ خود بخیلی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخیلی کرنے کو کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو اپنا فضل انہیں دے رکھا ہے اسے چھپا لیتے ہیں ہم نے ان کافروں کیلئے ذلت کی مارتیار کر رکھی ہے۔“

﴿سورة النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 37﴾

﴿سورة الحديد سورہ نمبر 57 آیت نمبر 24﴾

نیز دیکھیے

(5) هَا أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخُلُ وَمَنْ يَبْخُلْ فَإِنَّمَا يَبْخُلْ عَنِ نَفْسِهِ وَاللَّهُ

الْغَنِيِّ وَأَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ وَإِنْ تَوَلَّوْا يَسْتَبَدِلْ قَوْمًا
غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالِكُمْ (47/38)

”جو بخل کرتا ہے، وہ دراصل اپنے آپ سے ہی بخل کرتا ہے، ایسی
روش رکھنے والی قوم تباہ ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ دوسری قوم لے لیتی
ہے جس کی روش زندگی اس قسم کی نہیں ہوتی۔“

﴿سورۃ محمد سورہ نمبر 47 آیت نمبر 38﴾

(6) وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمُكِّثُ فِي الْأَرْضِ (13/17)
”بقا اسی قوم یا نظام کو حاصل ہوتی ہے جو تمام نوع انسان کی نفع بخشی
کی ضمانت دے۔“

﴿مفہوم سورۃ الرعد سورہ نمبر 13 آیت نمبر 17﴾

دوسری طرف صحیح بخاری میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بخیل

ثابت کیا جا رہا ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہند بن عتبہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا، بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں
کہ یا رسول اللہ ﷺ! بے شک ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ان کے
خاوند) بخیل ہیں۔ پس کیا میرے اوپر حرج ہے کہ ان کے مال سے
اپنے بچوں کو کھلا پلا دیا کروں۔ فرمایا ایسا نہ کرنا مگر جو دستور کے
مطابق ہو۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النفقات حدیث نمبر 327 صفحہ نمبر 165)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النفقات حدیث نمبر 332 صفحہ نمبر 168)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النفقات حدیث نمبر 338 صفحہ نمبر 172)

اس حدیث کو پڑھنے کے بعد مہربانی فرما کر اس سے ما قبل مندرج آیات قرآنی کو دوبارہ پڑھیے اور سوچیے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو کیا ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مرتبہ تو بہت بلند ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں عام مومنین کی خصوصیت یہ بیان فرمائی ہے کہ ”جو رزق اللہ نے انہیں دیا ہے وہ اس میں سے ضرورت مندوں کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے خرچ کرتے ہیں۔“

(2/3, 3/17, 8/3, 22/35, 23/60, 28/54, 32/16, 42/38, 57/7)

قرآن کے ان واضح دلائل کے باوجود کیا اب بھی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بخیل کہنا ”دین“ ہے اور ایسی حدیثوں کا انکار کرنے والا کافر؟



باب نمبر 78

صحیح بخاری کے مطابق

انگلیاں چاٹو یا چٹاؤ

صحیح بخاری کی ایک حدیث ملاحظہ کیجیے:

”عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھا چکے تو جب تک انگلیوں کو چاٹ نہ لے یا چٹا نہ لے، اُس وقت تک نہ پونچھے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاطعمہ حدیث نمبر 420 صفحہ نمبر 199)

یعنی اگر کوئی آدمی کھانا کھانے کے بعد اپنی انگلیاں خود نہیں چاٹتا تو آپ آگے بڑھ کر اس کی انگلیاں چاٹ لیں۔ اس میں پریشان ہونے والی کوئی بات نہیں، آپ کا یہ عمل حدیث بخاری کے مطابق ہوگا اور اس سے آپ کو ثواب بھی ہوگا۔



باب نمبر 79

صحیح بخاری کے مطابق
مینڈک، کچھوا، کتے کی کھال،
سب حلال ہیں

صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث، سیاق و سباق کو ملحوظ رکھ کر نہایت دیانتداری کے ساتھ ضبط تحریر کی جا رہی ہے، اس امید کے ساتھ کہ یہ آپ کے علم میں اضافے کا سبب بنیں گی:

”شعمی کا قول ہے کہ اگر میرے گھر والے مینڈک کھاتے تو میں انہیں کھلاتا۔ حسن بصری نے کچھوے کے کھانے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کی۔ امام حسن دریائی کتے کی کھال سے بنائی ہوئی زین پر سوار ہوئے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح باب نمبر 300 صفحہ نمبر 214)



باب نمبر 80

صحیح بخاری کے مطابق

شراب حلال ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ
وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ
فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (5/90)

”اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب، جو اور بت اور فال
نکالنے کے پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں، سو
ان سے بچو تا کہ تم فلاح پاؤ۔“

﴿سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 90﴾

اس آیت میں شراب کے متعلق اللہ تعالیٰ کا حکم بالکل واضح ہے لیکن اہل روایات
کا خیال ہے کہ یہ آیت اُن لوگوں کیلئے ہے جو شراب کے ساتھ دیگر لوازمات مثلاً گوشت
وغیرہ کے اہتمام کی استطاعت نہیں رکھتے۔ ہاں جو لوگ شراب کے ساتھ مچھلی کا گوشت
خریدنے کی بھی طاقت رکھتے ہیں، انہیں شراب پینے کی اجازت ہے۔ صحیح بخاری کے
مطابق اگر یہ دونوں چیزیں اکٹھی استعمال کی جائیں تو شراب شراب نہیں رہتی (گویا پانی
بن جاتی ہے) حدیث ملاحظہ کیجیے:

”حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس شراب میں
نمک اور مچھلی ڈال کر دھوپ میں رکھ دیں، وہ شراب نہیں رہتی۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح باب نمبر 300 صفحہ نمبر 214)

اس حدیث کی تائید میں صحیح بخاری کی ایک اور حدیث بھی موجود ہے جس میں کسی ظالم نے حضور اقدس ﷺ کی ذاتِ مطہرہ سے یہ منسوب کر دیا ہے کہ (نعوذ باللہ) آپ بھی شراب نوشی کیا کرتے تھے۔ حدیث ملاحظہ کیجیے:

”سعید بن لیث کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عرفہ کے روز لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دودھ کا پیالہ اور شراب کا پیالہ پیش کیا۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاشرہ حدیث نمبر 564 صفحہ نمبر 248)

ہم نے پوری حدیث نقل کر دی ہے اس لیے کہ کہیں آپ یہ گمان نہ کریں کہ شاید اس سے اگلے الفاظ یہ ہونگے کہ حضور ﷺ نے شراب کا پیالہ واپس کر دیا۔



باب نمبر 81

صحیح بخاری کے مطابق ٹڈی حلال ہے

صحیح بخاری کی ایک حدیث ملاحظہ کیجیے:

”ابو یعفرور کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابنِ اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ چھ یا سات غزوات میں شرکت کی اور ہم آپ کے ساتھ ٹڈی کھایا کرتے تھے۔“
(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر 458 صفحہ نمبر 215)
صحیح بخاری کو قرآن کا درجہ دینے والے کیا ٹڈیاں کھانے کیلئے تیار ہیں؟



باب نمبر 82

صحیح بخاری کے مطابق گھوڑا حلال ہے

صحیح بخاری کی ایک حدیث ملاحظہ کیجیے:

”فاطمہ بنت منذر کا بیان ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے مبارک عہد میں گھوڑا ذبح کیا اور ہم مدینہ منورہ میں تھے تو ہم نے اسے کھایا۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر 473 صفحہ نمبر 221)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر 474 صفحہ نمبر 221)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر 475 صفحہ نمبر 221)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر 483 صفحہ نمبر 224)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر 484 صفحہ نمبر 224)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر 488 صفحہ نمبر 224)



باب نمبر 83

صحیح بخاری کے مطابق
گوہ حلال ہے

صحیح بخاری کی ایک حدیث ملاحظہ کیجیے:

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حضرت میمونہؓ کے کاشانہ اقدس میں داخل ہوئے۔ پس آپؐ کی خدمت میں ایک بھنی ہوئی گوہ پیش کی گئی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف اپنا دست مبارک بڑھایا، اس وقت بعض مستورات نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو بتا دینا چاہیے کہ وہ کس چیز کے کھانے کا ارادہ فرما رہے ہیں۔ پس وہ عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ گوہ ہے۔ چنانچہ آپؐ نے اپنا دست مبارک اٹھالیا۔ میں (حضرت خالدؓ) نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا کہ نہیں۔ لیکن یہ میری قوم کے علاقے میں پائی نہیں جاتی لہذا میں اس سے نفرت کرتا ہوں۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر تو میں نے اسے اپنی جانب کھینچ لیا اور کھانے لگا حالانکہ رسول اللہ ﷺ ملاحظہ فرما رہے تھے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر 500 صفحہ نمبر 228)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر 499 صفحہ نمبر 228)



باب نمبر 84

صحیح بخاری کے مطابق

چوہے کا تیل حلال ہے

ایرانی روایت سازوں کا ایک نسخہ کیمیا آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے کہ اگر کھانے کے تیل یا گھی میں چوہا گر کر مر جائے اور اس مرے ہوئے چوہے کی بدبو سے خواہ پورا گاؤں یا محلہ ”مخطوط“ ہو رہا ہو تو پریشانی کی کوئی بات نہیں، اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ اگر گھی میں یہ ”واردات“ ہوئی ہے تو مرے ہوئے چوہے کے ارد گرد کا گھی کھرچ کر نکال دیں اور باقی گھی استعمال کریں اور اگر تیل میں مرا ہوا چوہا دیکھیں تو وارے نیارے۔ صرف چوہے کو نکالیں اور اس تیل کے پراٹھے بنا کر مزے سے کھائیں۔ اور اگر کوئی چوہے والے پراٹھے کھانے سے منع کرے تو اس پر منکر حدیث کا فتویٰ لگائیں۔ سند کیلئے درج ذیل حدیث پیش خدمت ہے:

”یونس نے زہری سے اس جانور کے بارے میں جو روغن زیتون (Cooking Oil) یا گھی میں گر کر مر جائے اور وہ چیز منجمد ہو یا پکھلی ہوئی اور جانور خواہ چوہا ہو یا کوئی اور، روایت کی ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھی میں مرے ہوئے چوہے کے نکال پھینکنے کا حکم دیا اور حکم فرمایا کہ ارد گرد کا گھی پھینک دیا جائے چنانچہ اسے پھینک کر باقی کھالیا گیا۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر 502 صفحہ نمبر 228)

سوال، کھانے کے تیل اور گھی دونوں کے متعلق کیا گیا تھا اور جواب دیا گیا کہ

ارد گرد کا گھی کھرچ کر نکال دیا جائے، مطلب یہ کہ کھانے کے تیل کو کھرچا تو نہیں جاسکتا اس لیے وہ چوہے سمیت جائز ہے۔



باب نمبر 85

صحیح بخاری کے مطابق

کاش تیرا سر پھٹے

قرآن کریم میں ہے کہ:

فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ (4/3)

”ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں۔“

﴿سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 3﴾

اس آیت کی روشنی میں کیا ایک مسلمان یہ گمان بھی کر سکتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک ایسی عورت سے شادی کی تھی جو آپ کو پسند نہیں تھی اور جس سے آپ اتنے تنگ تھے کہ آپ کی دلی خواہش تھی کہ میری زندگی میں ہی اس کا سر پھٹے اور فوت ہو جائے، صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث آپ کو دعوتِ غور و فکر دے رہی ہے:

”قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نے کہا: ہائے سر پھٹا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کاش میری

زندگی میں ایسا ہو جاتا تو میں تمہارے لیے استغفار کرتا اور دُعا

مانگتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض گزار ہوئیں:

ہائے مصیبت! خدا کی قسم کیا میں یہ گمان کروں کہ آپ میری موت

چاہتے ہیں اور اگر ایسا ہو گیا تو آپ دوسرا دن اپنی کسی بیوی کے

پاس ہی گزاریں گے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلکہ میرا سر

درد سے پھٹا جا رہا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب المرضی حدیث نمبر 626 صفحہ نمبر 268)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث نمبر 2081 صفحہ نمبر 829)

دوسری بات یہ کہ اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ حضور ﷺ رحمۃ اللعالمین ہیں، کیا
رحمۃ اللعالمین ہستی سے ایسے الفاظ کی توقع کی جاسکتی ہے؟

☆☆☆☆☆

باب نمبر 86

عمل سے جنت نہیں ملے گی

صحیح بخاری کے مطابق

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس بات کو متعدد مقامات پر دہرایا ہے کہ انسان، جنت میں صرف اپنے اچھے اعمال کی بنیاد پر جائے گا۔ چند قرآنی حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

سورة الانعام سورة نمبر 6 آیت نمبر 127	سورة النحل سورة نمبر 16 آیت نمبر 32
سورة الزخرف سورة نمبر 43 آیت نمبر 72	سورة الاحقاف سورة نمبر 46 آیت نمبر 14
سورة الاحقاف سورة نمبر 46 آیت نمبر 16	سورة الطور سورة نمبر 52 آیت نمبر 19
سورة الواقعة سورة نمبر 56 آیت نمبر 24	سورة الحاقة سورة نمبر 69 آیت نمبر 24
سورة الدھر سورة نمبر 76 آیت نمبر 22	سورة المرسلات سورة نمبر 77 آیت نمبر 43
سورة الغاشیة سورة نمبر 88 آیت نمبر 8 تا 9	سورة القمّن سورة نمبر 31 آیت نمبر 8
سورة الکہف سورة نمبر 18 آیت نمبر 30 تا 31	سورة مریم سورة نمبر 19 آیت نمبر 60 تا 61
سورة البینة سورة نمبر 98 آیت نمبر 8	سورة الرعد سورة نمبر 13 آیت نمبر 23
سورة یونس سورة نمبر 10 آیت نمبر 9	سورة الکہف سورة نمبر 18 آیت نمبر 107
سورة الحج سورة نمبر 22 آیت نمبر 56	سورة الصّٰفّٰت سورة نمبر 37 آیت نمبر 40 تا 42
سورة البقرہ سورة نمبر 2 آیت نمبر 25	سورة البقرہ سورة نمبر 2 آیت نمبر 82
سورة النساء سورة نمبر 4 آیت نمبر 57	سورة النساء سورة نمبر 4 آیت نمبر 122
سورة الاعراف سورة نمبر 7 آیت نمبر 42	سورة ابراہیم سورة نمبر 14 آیت نمبر 23
سورة مریم سورة نمبر 19 آیت نمبر 60	سورة الحج سورة نمبر 22 آیت نمبر 14

سورة الحج سورة نمبر 22 آیت نمبر 23 تا 24	سورة العنكبوت سورة نمبر 29 آیت نمبر 58
سورة یس سورة نمبر 36 آیت نمبر 26	سورة المؤمن سورة نمبر 40 آیت نمبر 40
سورة الشوریٰ سورة نمبر 42 آیت نمبر 22	سورة الزخرف سورة نمبر 43 آیت نمبر 69
سورة المعارج سورة نمبر 70 آیت 22 تا 35	سورة الدهر سورة نمبر 76 آیت نمبر 7 تا 12
سورة المؤمنون سورة نمبر 23 آیت 1 تا 11	سورة الفرقان سورة نمبر 25 آیت 70 تا 76

لیکن صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث میں حضور ﷺ سے یہ الفاظ منسوب کیے جا رہے ہیں کہ انسان اچھے اعمال کی وجہ سے جنت میں نہیں جائے گا بلکہ یہ خدا کی مرضی پر منحصر ہے، جس پر وہ اپنا فضل اور رحمت کرے گا صرف وہی جنت کا حقدار ہوگا۔ لیجیے مذکورہ حدیث آپ بھی پڑھیے:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی شخص کا عمل اس کو جنت میں داخل نہیں کر سکے گا، لوگ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کا بھی، فرمایا کہ نہیں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی آغوشِ فضل و رحمت میں ڈھانپ لے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب المرضی حدیث نمبر 633 صفحہ نمبر 271)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1383 صفحہ نمبر 540)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1384 صفحہ نمبر 541)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1387 صفحہ نمبر 541)

اس خلاف قرآن عقیدے کی تصدیق دیگر حدیثوں سے بھی ہوتی ہے مثلاً درج ذیل حدیث میں تعلیم دی جا رہی ہے کہ لاش جلانے سے مُردے کی بخشش ہو جاتی ہے:

ہندو وانہ تدفین سے بخشش:

صحیح بخاری کی حدیث پیش خدمت ہے:

”حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی پہلی اُمت کا کوئی آدمی تھا جس کا اپنے اعمال کے بارے میں بُرا گمان تھا، چنانچہ اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو میرے جسم کے ذرے ذرے بنا لینا۔ پس جس روز سخت ہوا چلے تو میری خاک کو سمندر میں اُڑا دینا، چنانچہ انہوں نے اس کے ساتھ یہی کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُس کو اکٹھا کر کے فرمایا تو نے جو کیا اس پر کس چیز نے تجھے آمادہ کیا؟ عرض گزار ہوا کہ تیرے ڈر (خوف) نے مجھے ایسا کرنے پر آمادہ کیا، پس اُسے بخش دیا گیا۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1400 صفحہ نمبر 546)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1401 صفحہ نمبر 546)

ایک حدیث میں ہے:

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی کو خلیفہ نہیں بنایا جاتا مگر اس کے دو باطن ہوتے ہیں۔ ایک اسے بھلائی کا حکم دیتا ہے اور اس کی جانب رغبت دلاتا ہے، دوسرا اسے برائی کا حکم دیتا ہے اور اس کی جانب رغبت کرتا ہے لیکن چلتا وہی ہے جس کو اللہ بچائے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب القدر حدیث نمبر 1521 صفحہ نمبر 591)



باب نمبر 87

صحیح بخاری کے مطابق
چھوت کی بیماری

بیکٹیریا، وائرس، اور جراثیم وغیرہ کی حیثیت آج کی جدید میڈیکل سائنس میں تسلیم شدہ ہے اور ان کی وجہ سے مختلف بیماریوں کا ایک انسان یا جانور سے دوسرے انسان یا جانور کو لگ جانا ایک حقیقتِ ثابتہ ہے، قرآن میں ہے کہ:

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ (26/80)

”مرض سے شفا، خدا کے قانون کے مطابق عمل (علاج) کرنے سے

ملتی ہے۔“ ﴿مفہوم سورۃ الشوریٰ سورہ نمبر 26 آیت نمبر 80﴾

اس لحاظ سے چھوت کی کسی بیماری میں مبتلا انسان یا جانور سے الگ رہنا، بیماری سے

بچنے کی ایک تدبیر ہے جو کہ قرآن کے منشا کے عین مطابق ہے لیکن صحیح بخاری میں لکھا ہے:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم

ﷺ نے فرمایا کہ نہ کوئی چھوت کی بیماری ہے اور نہ کوئی پیٹ کی

بیماری اور اُو کا جاہلانہ تصور ہے۔ ایک اعرابی عرض گزار ہوا کہ یا

رسول اللہ ﷺ! میرے اُونٹوں کا کیا حال ہے؟ جو ریت میں ہرنوں

کی طرح لیٹتے ہیں یعنی ایک خارش اُونٹ آ کر دوسرے اُونٹوں میں

داخل ہوتا ہے اور سب کو خارش بنا دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر

پہلے اُونٹ کو خارش کس نے لگائی۔؟“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 670 صفحہ نمبر 284)

- (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 708 صفحہ نمبر 297)
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 720 صفحہ نمبر 302)
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 721 صفحہ نمبر 303)
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 722 صفحہ نمبر 303)
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 723 صفحہ نمبر 303)
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 704 صفحہ نمبر 296)
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب باب نمبر 414 صفحہ نمبر 281)

لطیفہ:

حدیث نمبر 720 میں ان الفاظ کا اضافہ ہے جو کسی لطیفے سے کم نہیں:
 ”ابو سلمہ کا بیان ہے کہ میں نے اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کو نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ بیمار اُونٹ
 کو تندرست اُونٹوں کے پاس نہ لے جاؤ اور حضرت ابو ہریرہ رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی حدیث کا انکار کیا، ہم نے کہا کہ کیا آپ نے یہ
 روایت نہیں کی کہ چھوت کی بیماری کوئی چیز نہیں تو انہوں نے حبشی
 زبان میں کچھ کہا۔ ابو سلمہ کا بیان ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ وہ اس
 کے سوا کوئی اور حدیث بھولے ہوں۔“
 (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 720 صفحہ نمبر 302)

مکسچر:

حدیث نمبر 722 بھی قابل غور ہے جس میں دونوں قسم کے عقائد کا مکسچر پیش کیا

گیا ہے:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک سے دوسرے کو بیماری لگنا فرضی بات ہے، بیمار اُونٹ کو تندرست اُونٹوں کے پاس نہ لے جاؤ، ایک سے دوسرے کو بیماری لگنا فرضی بات ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 722 صفحہ نمبر 303)

شاید آپ یہ سمجھ رہے ہوں کہ اس حدیث میں ایک فقرہ ”ایک سے دوسرے کو بیماری لگنا فرضی بات ہے“ غلطی سے دو دفعہ لکھا گیا ہے لیکن ایسی بات نہیں بلکہ صحیح بخاری میں اسی ترتیب سے لکھا ہوا ہے (تا کہ بات کو متنازعہ بنایا جاسکے)۔



باب نمبر 88

صحیح بخاری کے مطابق بخاری کیسے ہوتا ہے

صحیح بخاری کی ایک حدیث ملاحظہ فرمائیے:
 ”عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 نے فرمایا کہ بخاری جہنم کی گرمی سے ہے لہذا اسے پانی سے ٹھنڈا کیا
 کرو۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 676 صفحہ نمبر 286)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 677 صفحہ نمبر 286)

کیا بخاری جہنم کی گرمی سے ہوتا ہے؟



باب نمبر 89

صحیح بخاری کے مطابق

اُونٹ کا پیشاب اور گدھی کا دودھ حلال ہے

صحیح بخاری کی ایک بڑی ہی قابلِ غور حدیث ملاحظہ فرمائیے:

”حضرت ابو ثعلبہ شمشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دانتوں کے ساتھ شکار کرنے والے ہر جانور (درندے) کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ زہری کا قول ہے کہ میں نے یہ بات سنی تھی یہاں تک کہ میں شام گیا۔ لیث نے اضافہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یونس نے ابن شہاب کے حوالے سے کہا اور میں نے ان سے پوچھا کہ کیا ہم گدھی کے دودھ میں وضو کریں اور پی لیں یا درندوں کے پتے کھالیں؟ یا اُونٹ کا پیشاب پی لیں؟ فرمایا کہ مسلمان برابر انہیں استعمال کرتے رہے ہیں اور اس (اُونٹ کے پیشاب) میں کوئی حرج شمار نہیں کرتے تھے۔ رہی گدھی کے دودھ کی بات تو ہمیں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی پہنچا ہے کہ آپ نے ہمیں گدھے کے گوشت سے منع فرمایا ہے لیکن گدھی کے دودھ کے بارے میں حکم یا ممانعت کا کوئی ارشاد ہم تک نہیں پہنچا۔ رہی درندوں کے پتے کی بات تو ہمیں ابن شہاب نے، انہیں ابو ادریس خولانی

نے، انہیں ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر درندے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 727 صفحہ نمبر 305)

ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے اونٹوں کا پیشاب پینے کا حکم دیا تھا۔ حوالہ درج ذیل ہے:

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 678 صفحہ نمبر 286)



باب نمبر 90

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہ کرامؓ گالیاں دیتے تھے

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

(1) وَلَا تَقْرُبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ (6/151)

”اور بے حیائی کے قریب بھی نہ جاؤ، جو ان میں سے کھلی ہو یا چھپی

ہوئی ہو۔“ ﴿سورۃ الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 151﴾

(2) قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّي الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ (7/33)

”آپؐ فرمادیں میرے رب نے تو حرام قرار دیا ہے بے حیائیوں کو،

ان میں جو ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ ہیں۔“

﴿سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 33﴾

ایمان والوں کے بارے میں فرمایا:

(3) وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا

غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ (42/37)

”اور جو بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائیوں سے اور جب

وہ غصے میں ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں۔“

﴿سورۃ الشوریٰ سورہ نمبر 42 آیت نمبر 37﴾

(4) الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ

(53/32)

(5) إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ

آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (24/19)

”بے شک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی پھیلے،

اُن کیلئے دُنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔“

﴿سورۃ النور سورہ نمبر 24 آیت نمبر 19﴾

تحریر کو مختصر کرنے کیلئے چند مزید آیات کے صرف حوالہ جات پیش خدمت ہیں:

سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 135۔ سورۃ المؤمنون سورہ نمبر 23 آیت نمبر 3۔ سورۃ

القصص سورہ نمبر 28 آیت نمبر 55۔ سورۃ الفرقان سورہ نمبر 25 آیت نمبر 72۔

جنتی زندگی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں بھی لغویت نہیں ہوگی، ملاحظہ

فرمائیے:

سورۃ مریم سورہ نمبر 19 آیت نمبر 62۔ سورۃ الطور سورہ نمبر 52 آیت

نمبر 23۔ سورۃ الواقعة سورہ نمبر 56 آیت نمبر 25۔ سورۃ النبا سورہ نمبر 78 آیت نمبر 35۔

ان آیات میں آپ نے ایک خاص بات نوٹ کی ہوگی کہ بے حیائی کا کام کرنا تو

بڑی دُور کی بات ہے، اللہ تعالیٰ نے سورۃ القصص آیت نمبر 55 میں بے حیائی کی بات سننے

سے بھی منع فرمایا ہے اور سورۃ الانعام آیت نمبر 151 میں تو یہاں تک فرمادیا کہ بے حیائی

کے قریب بھی مت جاؤ۔ لیکن درج ذیل احادیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

اجمعین کی شان میں گستاخی کی گئی ہے کہ وہ ایک دوسرے کو گالیاں دیتے تھے۔ کیا ایسی

حدیثوں کا رد کر کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا دفاع کرنے والا منکر

حدیث ہوتا ہے؟

پہلی حدیث ملاحظہ کیجیے:

(1) ”عدی بن ثابت کا بیان ہے کہ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ

عنه نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے حضور دو آدمیوں (صحابہؓ) نے ایک دوسرے کو گالی دی اور ہم بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک اپنے ساتھی کو غصے میں گالی دے رہا تھا اور اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر اسے کہہ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے، فرمایا کہ وہ اعود باللہ من الشیطن الرجیم ہے۔ لوگوں نے اس سے کہا تو سنتا نہیں کہ نبی کریم ﷺ کیا فرماتے ہیں، اس نے کہا کہ میں کوئی پاگل نہیں ہوں۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1047 صفحہ نمبر 411)

حضور ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ ایک دوسرے کو گالیاں دیتے تھے، بہت بڑا الزام ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ ایک صحابیؓ، حضور ﷺ کی موجودگی میں دوسرے کو گالیاں دے رہے ہیں، یہ اس سے بڑا الزام اور ظلم ہے۔ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حضور ﷺ کی موجودگی کا بھی کچھ پاس نہ تھا؟

ایک حدیث اس طرح ہے:

(2) ”معمور کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوپر ایک چادر دیکھی اور اسی طرح کی چادر ان کے غلام کے زیب تن تھی۔ میں نے کہا اگر آپ اسے لے لیتے تو آپ کا جوڑا مکمل ہو جاتا اور اسے دوسرا کپڑا دے دیتے۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے اور اس آدمی کے درمیان ایک راز کی بات ہے کہ اس کی والدہ عجمی تھی، میں نے اُس کو گالی دی تو اُس نے نبی کریم ﷺ سے میرا ذکر کیا۔ چنانچہ آپ“

نے مجھ سے فرمایا کیا تم نے فلاں کو گالی دی؟ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا کیا تم نے اس کی والدہ کو گالی دی؟ میں نے کہا ہاں۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 987 صفحہ نمبر 389)

(3) ”اسی موضوع کی ایک حدیث کا صرف حوالہ نوٹ کر لیجیے جس میں

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کو گالیاں دے رہے ہیں۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1082 صفحہ نمبر 425)

قارئین کرام! یہ الزامات اُن ہستیوں پر لگائے جا رہے ہیں جن کے بارے میں

اللہ نے فرمایا کہ یہ تمام صحابہ ایک دوسرے کے دوست ہیں (8/72) ان میں باہمی محبت و

مودت تھی (48/29) یہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے (59/9) خدا نے ان کے

درمیان باہمی اُلفت ڈال دی تھی (8/63+3/103) یہ حضور ﷺ کی پیروی کرتے

تھے (8/64) خدا نے انہیں بھائی بھائی بنا دیا تھا (3/103+49/10) خدا ان سے راضی

ہو گیا اور وہ خدا سے راضی ہو گئے (9/100+48/18)۔



باب نمبر 91

صحیح بخاری کے مطابق قیامت کب آئے گی

قیامت کب آئے گی؟ اس سوال کا جواب قرآن حکیم میں اس طرح دیا گیا ہے:

يَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ ☆ فَاِذَا بَرِقَ
الْبَصْرُ ☆ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ☆ وَجُمِعَ الشَّمْسُ
وَالْقَمَرُ (75/6-9)

”وہ پوچھتا ہے روز قیامت کب ہوگا؟۔ پس جب آنکھیں چندھیا جائیں گی اور چاند کو گرہن لگ جائے گا۔ اور سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں گے۔“

﴿سورة القيمة سورة نمبر 75 آیت نمبر 6 تا 9﴾

صحیح بخاری میں اس سوال کا جو جواب دیا گیا ہے، آج کے غیر مسلم اسے پیش کر

کے مسلمانوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ جواب ملاحظہ کیجیے:

”قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک دیہاتی آدمی، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا، یا رسول اللہ ﷺ! قیامت کب قائم ہوگی؟ اس دوران حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام وہاں سے گزرا، آپ نے فرمایا کہ اگر یہ زندہ رہا تو اس کے بوڑھے ہونے سے پہلے قیامت قائم ہو جائے گی۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1099 صفحہ نمبر 431)



باب نمبر 92

صحیح بخاری کے مطابق

ساتھ میٹر لمبا خدا

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ انسانی آنکھ ذاتِ خداوندی کا ادراک نہیں کر سکتی:

لَّا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ
اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ (6/103)

” (مخلوق کی) آنکھیں اُس کو نہیں پاسکتیں اور وہ آنکھوں کو پاسکتا ہے اور وہ بھید جاننے والا، خبردار ہے۔“

﴿سورة الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 103﴾

وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ
أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِي (7/143)

” اور جب موسیٰ آئے ہماری وعدہ گاہ پر، اور اپنے رب سے کلام کیا، موسیٰ نے کہا اے میرے رب! مجھے دکھا کہ میں تجھے دیکھوں، اللہ نے کہا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔“

﴿سورة الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 143﴾

ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ خدا وہ ذات ہے جس کی کوئی مثل نہیں:

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (42/11)

” اس کے مثل کوئی شے نہیں۔“

﴿سورۃ الشوریٰ سورہ نمبر 42 آیت نمبر 11﴾

اس لیے ذاتِ خداوندی کو کسی مثال سے بھی سمجھایا نہیں جاسکتا۔

اس کے مقابلے میں صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم

ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت

پر پیدا فرمایا، ان کا قد ساٹھ میٹر تھا (ترجمے میں ساٹھ میٹر ہی لکھا ہوا ہے)۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاستدان حدیث نمبر 1158 صفحہ نمبر 453)

حضرت آدم علیہ السلام کی دو آنکھیں، دو بازو، دو ٹانگیں، دو کان، ایک ناک،

ایک منہ تھا اور قد ساٹھ میٹر تھا..... حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو

اپنی صورت پر پیدا فرمایا، لہذا ثابت ہوا کہ اللہ کی بھی دو آنکھیں، دو بازو، دو ٹانگیں، دو

کان، ایک ناک، ایک منہ اور قد ساٹھ میٹر لمبا ہے۔ (نعوذ باللہ)

حدیث کے الفاظ سے اس کے اسرائیلی روایت ہونے کی بو آ رہی ہے، چنانچہ جب ہم

تورات کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس کے صفحات پر ہمیں لکھا ہوا مانتا ہے:

”اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔“

﴿تورات، کتاب پیدائش، باب نمبر 1 آیت نمبر 27﴾

ایک طرف صحیح بخاری میں یہ حدیث بھی موجود ہے کہ ”حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جس شخص نے بھی یہ دعویٰ کیا کہ نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی

زیارت کی، اس نے قطعاً جھوٹ بولا ہے۔



باب نمبر 93

صحیح بخاری کے مطابق

لائی لگ (کانوں کا کچا) خدا

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید، کسی انسان کی خواہش کو ملحوظ رکھ کر نازل نہیں فرمایا بلکہ

ایک جگہ فرمایا:

وَلَوْ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَ هُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ
وَالْأَرْضُ (23/71)

”اگر الحق لوگوں کے خیالات اور خواہشات کے تابع ہو جائے تو
ساری کائنات میں فساد ہی فساد برپا ہو جائے۔“

﴿سورۃ المؤمنون سورہ نمبر 23 آیت نمبر 71﴾

ایک جگہ یہاں تک فرما دیا کہ رسول اللہ ﷺ پر بھی جو وحی نازل ہوتی ہے وہ
آپ کے اپنے خیالات، جذبات یا خواہشات کی پیدا کردہ نہیں ہوتی بلکہ آپ کو خارج
سے ملتی ہے، چنانچہ قرآن میں ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ☆ إِنَّ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ
(53/3-4)

”اور وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے۔ وہ صرف وحی ہے جو بھیجی
جاتی ہے۔“

﴿سورۃ النجم سورہ نمبر 53 آیت نمبر 3 تا 4﴾

یعنی اللہ تعالیٰ اپنی مرضی کے مطابق جو چاہتا تھا نازل کرتا تھا۔ نزول قرآن کے

زمانے میں اگر حضور ﷺ یا کوئی صحابی، اپنے دل میں کسی حکم کی خواہش رکھتے تھے اور وہ حکم نازل ہو گیا تو اسے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اللہ تعالیٰ، حضور ﷺ یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی پیروی کرتا تھا بلکہ یہ حسن اتفاق تھا جس کی ایک مثال (2/144) میں بھی موجود ہے۔ 41/31 کی رو سے مومن کی کوئی خواہش وحی کے خلاف ہوتی ہی نہیں لیکن اس سے خدا کو ”لائی لگ“ اور کانوں کا کچا ثابت کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے جیسا کہ درج ذیل حدیث میں صاف نظر آ رہا ہے:

”عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض گزار ہوئے کہ اپنی ازواجِ مطہرات کو پردے میں رکھا کیجیے۔ وہ فرماتی ہیں کہ ایسا نہ کیا گیا کیونکہ نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات، رات کے وقت قضائے حاجت کیلئے باہر جایا کرتی تھیں۔ پس ایک روز حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باہر نکلیں اور وہ دراز قد عورت تھیں تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں دیکھ لیا جبکہ وہ مجلس میں تھے، کہنے لگے کہ اے سودہ! میں نے آپ کو پہچان لیا ہے، صرف اس لالچ میں ایسا کہا کہ پردے کا حکم نازل ہو جائے، چنانچہ خدائے بزرگ و برتر نے پردے کی آیت نازل فرمادی۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاستد ان حدیث نمبر 1170 صفحہ نمبر 460)

غور فرمایا آپ نے کہ اُمّ المؤمنینؓ ایک جائز مقصد یعنی قضائے حاجت کیلئے جا رہی ہیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھری مجلس میں بیٹھ کر سب لوگوں کے سامنے آپ پر آوازے کس رہے ہیں اور بخاری صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

آوازے گسنے سے مقصد یہ تھا کہ خدا پر دے کے متعلق کوئی حکم بھیج دے۔ دوسری طرف خدا کو بھی ایسا ”لائی لگ“ کانوں کا کچا ثابت کیا جا رہا ہے کہ اس نے فوراً پر دے کی آیت نازل کر دی۔

اس حدیث میں خدا، رسول اللہ ﷺ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کس کس کی شان میں گستاخی نہیں کی گئی؟ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔ آمین



باب نمبر 94

صحیح بخاری کے مطابق

جنتی چور، زنا کار اور شرابی

بدکاروں، چوروں اور شرابیوں کیلئے ایک تیر بہدف نسخہ ہاتھ آیا ہے جس کی مدد سے وہ جنت میں داخل ہو سکیں گے۔ نسخہ کی ملاحظہ کیجیے:

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے:

”نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیلؑ نے آ کر مجھے بتایا کہ میرا جو اُمّتی اس حالت میں مرے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا، میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ! خواہ وہ زنا اور چوری کرے؟ فرمایا کہ خواہ وہ زنا یا چوری کرے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاستذقان حدیث نمبر 1198 صفحہ نمبر 473)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1364 صفحہ نمبر 533)

ایک حدیث میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ:

”اگر چہ وہ شراب بھی پیتا ہو۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1363 صفحہ نمبر 532)



باب نمبر 95

صحیح بخاری کے مطابق

زمانہ نبویؐ میں علی الاعلان زنا ہوتا تھا

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ ایک مجلس میں ایک عورت کی زنا کاری کی داستان سنا کر قلوب کو گرما یا جا رہا تھا کہ پاس بیٹھے ہوئے:

”ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا یہ وہی عورت تھی جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی عورت کو بغیر شہادت کے سنگسار کرتا تو اس عورت کو کرتا۔ فرمایا کہ نہیں، وہ عورت تو علی الاعلان بدکاری کرتی تھی۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1751 صفحہ نمبر 679)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1752 صفحہ نمبر 679)

اس حدیث میں دو باتیں قابل غور ہیں:

(1) اس حدیث میں یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ حضور ﷺ کے مبارک زمانے میں زنا کی کثرت تھی اور عورتیں سر عام زنا کرتی تھیں۔ استغفر اللہ۔

(2) دوسرے یہ کہ ایک عورت کے بارے میں حضور ﷺ کو علم تھا کہ یہ زانیہ ہے لیکن اس کے باوجود آپ نے اسے سزا نہ دی۔

کیا حضور ﷺ سے اس طرح کی توقع رکھنا درست ہے کہ آپ کے سامنے اللہ کی حدود کو توڑا جا رہا ہو اور آپ خاموش تماشا بن کر تماشا دیکھتے رہیں۔ باقی رہا رحم کی سزا کا ذکر تو اس کی تفصیل گذشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔

باب نمبر 96

صحیح بخاری کے مطابق
میں دیکھ رہا تھا

صحیح بخاری میں ہے:

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رات، حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گزاری۔ پس نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور جب اپنی حاجت سے فارغ ہوئے تو منہ اور ہاتھ دھوئے اور سو گئے۔ پھر کھڑے ہوئے، مشکیزے کے پاس آئے، اس کا منہ کھولا اور درمیانہ وضو کیا یعنی بہت کم یا بہت زیادہ پانی استعمال نہ فرمایا۔ پس آپؐ نے نماز پڑھی اور میں بھی کھڑا ہو گیا۔ مگر دیر کر کے اٹھا کیونکہ مجھے یہ اچھا محسوس نہ ہوا کہ آپؐ یہ سمجھیں کہ میں دیکھ رہا تھا۔ پس میں نے وضو کیا اور نماز پڑھنے کیلئے آپؐ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ چنانچہ آپؐ نے میرا کان پکڑا اور مجھے دائیں جانب کھڑا کر لیا۔ آپؐ نے پوری تیرہ رکعتیں پڑھیں، پھر لیٹے اور سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے اور آپؐ جب بھی سوتے تو خراٹے لیتے، پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کیلئے اذان پڑھ دی۔ پھر آپؐ نے نماز پڑھی اور وضو نہ فرمایا۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدعوات حدیث نمبر 1442 صفحہ نمبر 490)

حضور ﷺ کے متعلق قرآن میں ہے کہ:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ (68/4)

”بے شک آپ اخلاقِ انسانی کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں۔“

﴿سورۃ القلم سورہ نمبر 68 آیت نمبر 4﴾

جبکہ مندرجہ بالا حدیث میں حضور ﷺ سے منسوب کیا گیا ہے کہ آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کان سے پکڑ کر اپنے دائیں جانب کھڑا کیا۔ ایک عام شریف النفس آدمی سے بھی ایسی حرکت کی توقع نہیں کی جاتی چہ جائیکہ ایسا فعل حضور ﷺ سے منسوب کیا جائے، جہاں تک ان الفاظ کا تعلق ہے کہ ”میں دیکھ رہا تھا“ تو اس پر تبصرے کی اپنے اندر ہمت نہیں۔ (3۔ نیند سے بیدار ہو کر وضو کی ضرورت نہیں ہوتی)

☆☆☆☆☆

باب نمبر 97

صحیح بخاری کے مطابق
جہنمی مجاہد

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ اللہ کے راستے میں لڑنے والے مؤمن ہوتے ہیں:

الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (4/76)

”ایمان لانے والے اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں۔“

﴿سورة النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 76﴾

اگر وہ شہید ہو جائیں تو جنتی ہیں:

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ (3/195)

”سو جن لوگوں نے ہجرت کی، اور اپنے شہروں سے نکالے گئے، اور میری راہ میں ستائے گئے، اور لڑے اور مارے گئے، میں ان کی برائیاں ان سے ضرور دور کر دوں گا، اور انہیں باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔“

﴿سورة آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 195﴾

اور اللہ کی طرف سے ان کیلئے بخشش اور رحمت ہے:

وَلَئِنْ قَاتَلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مِتُّمْ لَمَغْفِرَةً مِّنَ اللَّهِ

وَرَحْمَةً خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ (3/157)
 ”اور اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا تم مر جاؤ تو یقیناً بخشش اور
 رحمت ہے اللہ کی طرف سے (یہ) اس سے بہتر ہے جو
 وہ (دولت) جمع کرتے ہیں۔“

﴿سورة آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 157﴾

انہیں مُردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں:
 وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ
 أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ (2/154)
 ”جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مُردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ
 ہیں لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں۔“

﴿سورة البقرة سورہ نمبر 2 آیت نمبر 154﴾

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ
 أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ (3/169)
 ”جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں ہرگز مُردہ خیال نہ کرو بلکہ
 وہ زندہ ہیں۔“

﴿سورة آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 169﴾

اپنے رب کے پاس سے رزق پاتے ہیں:
 وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ
 أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ (3/169)
 ”جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں ہرگز مُردہ خیال نہ کرو بلکہ
 وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس سے رزق پاتے ہیں۔“

﴿سورة آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 169﴾

قرآن کی ان واضح آیات کے باوجود درج ذیل حدیث میں ایک صحابی رسولؐ، مجاہدِ اسلام کو حضور ﷺ کی زبانِ اطہر سے جہنمی کہلوایا جا رہا ہے۔ یہ اُسی مصنف کی تحریر معلوم ہوتی ہے جس نے ایک حدیث میں تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا تھا سوائے چند ایک کے (تفصیل گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے)۔ حدیث ملاحظہ کیجئے:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ خیبر گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کے بارے میں فرمایا جو مدعی اسلام تھا کہ یہ جہنمی ہے۔ جب میدانِ کارزار گرم ہوا تو اس آدمی نے خوب بڑھ چڑھ کر ہاتھ مارے لیکن سخت زخمی ہوا۔ مگر ثابت قدم رہا، پس نبی کریم ﷺ کے اصحابؓ میں سے ایک شخص آ کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اسے ملاحظہ تو فرمائیے، جس کے بارے میں ارشاد ہوا تھا کہ وہ جہنمی ہے حالانکہ وہ راہِ خدا میں کیسی بے جگری سے لڑ رہا ہے اور کیسا شدید زخمی بھی ہوا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر بھی وہ ہے جہنمی۔ بعض لوگوں کو شک لاحق ہو جاتا کہ اس شخص نے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ترکش سے ایک تیر کھینچا اور اسے گلے پر رکھ کر گلا چیر لیا۔ پس کئی مسلمان، رسول اللہ ﷺ کی طرف لپکے اور عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپؐ کا ارشادِ گرامی سچا کر دکھایا۔ فلاں نے گلا چیر کر خود کشی کر لی ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب القدر حدیث نمبر 1516 صفحہ نمبر 588)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب القدر حدیث نمبر 1517 صفحہ نمبر 589)

اس حدیث میں مذکورہ شخص کا صحابی رسول ہونا ثابت ہے۔ کیا حضور ﷺ اپنے صحابی کو جہنمی کا لقب دے سکتے ہیں؟ کسی صحابی کو جہنمی قرار دینا ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کیونکہ جو حضور ﷺ کا تربیت یافتہ ہو وہ جہنمی نہیں ہو سکتا اور جو جہنمی ہو اُسے حضور ﷺ کا تربیت یافتہ نہیں کہا جاسکتا۔ دوسری بات یہ کہ اگر مذکورہ شخص کو منافق قرار دیا جائے تو یہ بات اس حدیث کے بھی خلاف ہے اور قرآنی تعلیم کے بھی خلاف ہے، قرآن مجید میں ہے کہ منافق وہ ہے:

(1) ”جہاد کا نام ہی سن کر ان پر موت کی بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔“ (47/20)

جبکہ اس حدیث میں ہے کہ وہ شخص بڑی بے جگری سے لڑ رہا تھا۔

(2) جو جہاد سے رخصت مانگتے ہیں (9/86+9/90)

جبکہ یہ شخص جہاد میں شریک تھا۔

(3) جو جہاد میں شریک نہیں ہوتے اور گریز کی راہیں تلاش کرتے ہیں۔ (48/11)

(4) اگر انہیں جہاد کا کہا جائے تو اس سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ (3/167)

اس مختصر وضاحت کے بعد اب یہ ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ مذکورہ بالا

حدیث من گھڑت ہے اور حضور ﷺ کا اس حدیث سے کوئی تعلق نہیں۔



باب نمبر 98

صحیح بخاری کے مطابق
نذریا منت

قرآن مجید میں ہے کہ:

(1) يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا (76/7)

” (مومن وہ ہیں جو) اپنی نذریں پوری کرتے ہیں اور وہ اُس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوگی۔“

﴿سورة الدهر سورہ نمبر 76 آیت نمبر 7﴾

حج کے سلسلے میں ایک جگہ فرمایا:

(2) ثُمَّ لِيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلِيُوفُوا نُدُورَهُمْ وَلِيَطُوفُوا

بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ (22/29)

” پھر چاہیے کہ اپنا میل کچیل دُور کریں ، اور اپنی نذریں (مٹئیں) پوری کریں، اور قدیم گھر (بیت اللہ) کا طواف کریں۔“

﴿سورة الحج سورہ نمبر 22 آیت نمبر 29﴾

(3) وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ

يَعْلَمُهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ (2/270)

” اور جو تم خرچ کرو گے کوئی خیرات، یا تم کوئی نذر مانو گے، تو بے شک اللہ اسے جانتا ہے اور ظالموں کیلئے کوئی مددگار نہیں۔“

﴿سورة البقرة سورہ نمبر 2 آیت نمبر 270﴾

(4) فَكُلِّيْ وَاشْرَبِيْ وَفَرِّئِيْ عَيْنًا فَاِمَّا تَرَيْنَ مِنَ الْبَشَرِ
اَحَدًا فَقُولِيْ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ
الْيَوْمَ اِنْسِيًّا (19/26)

”تو کھا اور پی اور آنکھیں ٹھنڈی کر، پھر اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو کہہ دے کہ میں نے رحمن کیلئے روزہ کی نذر مانی ہے، پس آج ہرگز کسی آدمی سے کلام نہ کروں گی۔“

﴿سورۃ مریم سورہ نمبر 19 آیت نمبر 26﴾

(5) اِذْ قَالَتْ اَمْرَاةٌ عِمْرَانَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ
بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ
الْعَلِيْمُ (3/35)

”جب عمران کی بی بی نے کہا اے میرے رب! جو میرے پیٹ میں ہے، میں نے تیری نذر کیا (سب سے) آزاد رکھ کر، سو تو مجھ سے قبول کر لے، بے شک تو سننے والا، جاننے والا ہے۔“

﴿سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 35﴾

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ نذر یا ممت ماننا کوئی گناہ کی بات نہیں بلکہ فرمایا کہ مومن وہ ہیں جو اپنی نذریں پوری کرتے ہیں لیکن درج ذیل حدیث میں قرآن کے موقف کو مسترد کیا جا رہا ہے، ملاحظہ کیجیے:

”عبداللہ بن مرہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نذر سے منع فرمایا کہ یہ کسی چیز کو روک نہیں سکتی ہاں اتنا ہے کہ اس کے ذریعے بخیل کا مال نکلوادیا جاتا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الایمان والنذور حدیث نمبر 1597 صفحہ نمبر 621)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الایمان والنذور حدیث نمبر 1596 صفحہ نمبر 621)

اچھی یا بُری نذر ماننا ایک الگ موضوع ہے۔ ہمارا فوکس اس بات پر ہے کہ حدیث میں نذر کو بالکل مسترد کر دیا گیا ہے جو کہ قرآن کے خلاف ہے۔



باب نمبر 99

صحیح بخاری کے مطابق

غلام یا لونڈی آزاد کرنے کا صلہ

صحیح بخاری کی ایک حدیث اس طرح ہے:

”سعید بن مرجانہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان غلام یا لونڈی کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اُس کے ہر عضو کے بدلے اس کے ہر عضو کو جہنم کی آگ سے بچائے گا یہاں تک کہ اُس کی شرمگاہ کے بدلے اس کی شرمگاہ کو بچائے گا۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الایمان والند ورحدیت نمبر 1619 صفحہ نمبر 628)

قرآن نے غلامی کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند کر دیا ہے (47/4) اس حدیث میں غلامی کو ختم کرنے کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک آدمی ساری زندگی دوسروں کے حقوق پر ڈاکا ڈالتا رہے اور آخر میں ایک غلام آزاد کر دے تو وہ جنت میں چلا جائے گا۔ یہ بات قرآنی تعلیم کے صریحاً خلاف ہے۔ قرآن کا اعلان ہے کہ ترازو رکھا جائے گا اور اس کے دونوں پلڑوں میں انسان کے اعمال رکھے جائیں گے، جو پلڑا بھاری ہوگا، اسی طرف اس کا فیصلہ کر دیا جائے گا (آیات کی تفصیل گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے) جہاں تک اس حدیث کے دوسرے حصے کا تعلق ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ تحریر میں رنگ بھرنے کیلئے اس میں یہ اضافہ کیا گیا ہے کہ غلام، لونڈی کی شرمگاہ کے بدلے آزاد کرنے والے کی شرمگاہ کو آگ سے آزاد کیا جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ حدیث میں

کہا گیا ہے کہ غلام لونڈی کے ہر عضو کے بدلے آزاد کر نیوالے کے ہر عضو کو جہنم کی آگ سے آزاد کیا جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ اگر ایک مرد، ایک لونڈی کو آزاد کرتا ہے تو لونڈی کے چند اعضاء ایسے ہیں جو آزاد کرنے والے مرد میں موجود ہی نہیں، اس مرد کے وہ اعضاء جہنم کی آگ سے کیسے چھٹکارا پائیں گے؟ کیا اس کیلئے مزید کسی حدیث کی ضرورت ہوگی؟



باب نمبر 100

صحیح بخاری کے مطابق

اللہ رسول کی محبت میں شراب نوشی

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ شراب نوشی سے بچو کیونکہ یہ شیطانی عمل ہے (5/90) شیطان شراب کے ذریعے مومنوں میں دشمنی ڈالنا چاہتا ہے (5/91) نشہ آور اشیاء میں کچھ فائدہ بھی ہے (جب انہیں دواؤں میں استعمال کیا جائے) لیکن ان کا نقصان، ان کے عارضی نفع کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہلاکت انگیز ہے (2/219) اے ایمان والو! جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو تم کہتے ہو۔“ (4/43)

شراب کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم آپ نے پڑھا، نبی پاک ﷺ نے قرآن مجید کی روشنی میں اُمت کو شراب سے بچنے کا حکم دیا۔ جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ماننے سے انکار کر دیا، کیا ان کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ اللہ، رسول ﷺ سے محبت کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ لیکن درج ذیل حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جسے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہوتی ہے وہ شرابی ہوتا ہے:

”زید بن اسلم نے اپنے والد ماجد سے اور انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی کو نبی کریم ﷺ کے مبارک زمانہ میں جس کا نام عبد اللہ اور لقب حمار تھا اور جو رسول اللہ ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اُسے شراب پینے پر کوڑے لگوائے۔ ایک روز اسے آپ کی خدمت میں لایا

گیا۔ چنانچہ آپ کے حکم سے اسے کوڑے مارے گئے تو لوگوں میں سے ایک نے کہا: اے اللہ! لعنت، اسے کتنی دفعہ لایا گیا ہے۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس پر لعنت نہ کرو، میں تو یہ جانتا ہوں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الحدود حدیث نمبر 1684 صفحہ نمبر 650)

اس حدیث میں ایک بات یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ مذکورہ شخص کو ”حمار“ یعنی گدھے کے لقب سے پکارا جاتا تھا جبکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ (49/11) ”ایک دوسرے کو بُرے القاب سے مت پکارو“ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کیا کرتے تھے؟
نعوذ باللہ۔



باب نمبر 101

صحیح بخاری کے مطابق
مجنون کون

قرآن میں ہے کہ کفار، حضور ﷺ کو مجنون کہا کرتے تھے۔ ملاحظہ کیجیے قرآنی

حوالہ جات:

(1) سورة الحجر سورة نمبر 15 آیت نمبر 6

(2) سورة المؤمنون سورة نمبر 23 آیت نمبر 70

(3) سورة القلم سورة نمبر 68 آیت نمبر 51

(4) سورة الدخان سورة نمبر 44 آیت نمبر 14

(5) سورة الضفّ سورة نمبر 37 آیت نمبر 36

(6) سورة السبا سورة نمبر 34 آیت نمبر 8

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ اپنے رب کے فضل سے

مجنون نہیں ہیں۔ ملاحظہ کیجیے قرآنی حوالہ جات:

(1) سورة القلم سورة نمبر 68 آیت نمبر 2

(2) سورة التکویر سورة نمبر 81 آیت نمبر 22

(3) سورة الطور سورة نمبر 52 آیت نمبر 29

(4) سورة السبا سورة نمبر 34 آیت نمبر 46

(5) سورة الاعراف سورة نمبر 7 آیت نمبر 184

لیکن صحیح بخاری کی احادیث، حضور ﷺ کو نعوذ باللہ دیوانہ (مجنون) ثابت کرنے پر تکی

ہوئی ہیں۔ ملاحظہ کیجیے:

”عبید اللہ بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ہم نے مرض کے وقت نبی کریم ﷺ کے منہ میں دوائی ڈالی تو آپ نے فرمایا کہ نہ ڈالو۔ ہم نے کہا کہ مریض کو دوائی سے کراہت ہونے کے باعث فرمایا ہوگا۔ جب آپ کو افاقہ ہوا تو فرمایا کہ جتنے گھر کے اندر موجود ہیں ان سب کے منہ میں دوائی ڈالی جائے سوائے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے، کیونکہ اُس وقت وہ تم میں موجود نہ تھے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدیات حدیث نمبر 1780 صفحہ نمبر 690)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدیات حدیث نمبر 1790 صفحہ نمبر 693)



باب نمبر 102

صحیح بخاری کے مطابق

دھوکہ دینے کا جائز شرعی طریقہ

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں حضور ﷺ کے ایک حکم کو بیان کرنے کے بعد اُس حکم کی خلاف ورزی کرنے کا جائز شرعی طریقہ لکھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

”نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پڑوسی کو شفعہ کا سب سے زیادہ حق ہے لیکن جب کوئی بیچنے کا ارادہ کرے تو شفعہ کے ڈر سے یہ حیلہ کر سکتا ہے، جس سے شفعہ باطل ہو جائے گا کہ بیچنے والا وہ مکان خریدار کو ہبہ کر دے اور اُس کی حد بندی کر کے اُس کے سپرد کر دے اور خریدار اُس کے بدلے میں اسے ہزار درہم ادا کرے تو شفعہ کرنے والے کو اس میں شفعہ کرنے کا حق نہیں رہے گا۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الحجیل حدیث نمبر 1865 صفحہ نمبر 731)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الحجیل حدیث نمبر 1866 صفحہ نمبر 731)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا
أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ (2/9)

”یہ لوگ (اپنے خیال میں) اللہ اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں

لیکن دراصل یہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں لیکن انہیں اس کا

شعور نہیں۔“ ﴿سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 9﴾

امام بخاریؒ کا اقرار:

دھوکہ دہی کے مذکورہ بالا طریقے کو جائز قرار دینے کے متعلق آخر کار امام بخاریؒ کو بھی کہنا پڑا کہ:

”یوں مسلمانوں کے درمیان دھوکہ بازی کو جائز قرار دیا گیا، حالانکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ (مسلمانوں کی تجارت میں) نہ خرابی ہوتی ہے، نہ خیانت اور نہ نقصان پہنچانے والی بات۔“
(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الحیل حدیث نمبر 1868 صفحہ نمبر 732)

☆☆☆☆☆

باب نمبر 103

صحیح بخاری کے مطابق
ڈھائی فیصد نبوت

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں حضور ﷺ کو خاتم النبیین کہا ہے:
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ
اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيمًا (33/40)

”محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن وہ اللہ کے
رسول اور (سب) نبیوں پر مہر (آخری نبی) ہیں اور اللہ ہر شے کا
جاننے والا ہے۔“

﴿سورۃ الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 40﴾

لیکن مذہبی پیشواؤں نے نبوت کا دروازہ کھولنے کیلئے جعلی روایات وضع کر کے

صحیح بخاری میں شامل کر دیں، جس کی ایک مثال ملاحظہ کیجیے:

”عبد اللہ بن خباب کا بیان ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اچھا خواب
نبوت کے چھیا لیس حصوں میں سے ایک ہوتا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التعمیر حدیث نمبر 1877 صفحہ نمبر 737)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التعمیر حدیث نمبر 1871 صفحہ نمبر 735)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التعمیر حدیث نمبر 1875 صفحہ نمبر 736)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التعمیر حدیث نمبر 1876 صفحہ نمبر 736)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التعمیر حدیث نمبر 1882 صفحہ نمبر 740)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التعمیر حدیث نمبر 1903 صفحہ نمبر 749)

آج کل کی مثال کے مطابق اگر ایم بی بی ایس کرنے والا آدمی ڈاکٹر کہلاتا ہے تو میٹرک پاس ہو میو پیٹھ بھی اپنے نام کے ساتھ ڈاکٹر ہی لکھتا ہے۔ اسی طرح اگر حضرت آدمؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد ﷺ انبیاء تھے تو مذکورہ بالا روایت کے مطابق اچھا خواب دیکھنے والا شخص بھی نبی ہوگا۔ فرق صرف اتنا ہوگا کہ یہ میٹرک پاس ہو میو پیٹھ کی طرح ذرا کم درجے کا نبی ہوگا۔ (نعوذ باللہ)



باب نمبر 104

صحیح بخاری کے مطابق حکمرانی قریش کا حق ہے

دورِ ملوکیت میں اپنی حکومت کو دوام بخشنے کیلئے کیسی کیسی حدیثیں گھڑی گئیں، اس کی چند مثالیں ملاحظہ کیجیے:

☆ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حکمرانی ہمیشہ کیلئے قریش کا حق ہے، جو ان سے عداوت رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کو منہ کے بل اوندھا کرے گا۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث نمبر 2010 صفحہ نمبر 796)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث نمبر 2011 صفحہ نمبر 797)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث نمبر 2086 صفحہ نمبر 830)

☆ ”نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے امیر کا ناپسندیدہ عمل دیکھے تو اُسے صبر سے کام لینا چاہیے کیونکہ جو سلطان کی اطاعت سے بالشت بھر بھی باہر نکلا وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الفتن حدیث نمبر 1935 صفحہ نمبر 765)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الفتن حدیث نمبر 1936 صفحہ نمبر 765)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث نمبر 2014 صفحہ نمبر 798)

باب نمبر 105

صحیح بخاری کے مطابق

خودکشی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرمایا:

(1) وَلَا تَيَاسُؤْا مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ اِنَّهُ لَا يِيَّاسُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ
اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (12/87)

”اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، یقیناً رب کی رحمت سے ناامید وہی ہوتے ہیں جو کافر ہوتے ہیں۔“

﴿سورۃ یوسف سورہ نمبر 12 آیت نمبر 87﴾

(2) قَالَ وَمَنْ يَفْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ اِلَّا الضَّالُّونَ (15/56)

”حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اپنے رب کی رحمت سے ناامید تو صرف گمراہ اور بہکے ہوئے لوگ ہی ہوتے ہیں۔“

﴿سورۃ الحجر سورہ نمبر 15 آیت نمبر 56﴾

قارئین کرام! خودکشی ہمیشہ وہ شخص کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو جاتا ہے کیونکہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو پیش نظر رکھتا تو کبھی بھی خودکشی نہ کرتا۔ لیکن صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ (نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، نعوذ باللہ) حضور ﷺ نے اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر متعدد بار خودکشی کی کوشش کی۔ حدیث ملاحظہ کیجیے:

”عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا..... وحی کا آنا بند ہو گیا جس سے نبی کریم ﷺ کو بہت

صدمہ پہنچا، جس رنج و غم کی ہمیں خبریں پہنچیں، چنانچہ متعدد بار آپؐ پہاڑ کی بلند چوٹیوں پر چڑھے کہ وہاں سے خود کو گرا دیں، جب آپؐ پہاڑ کی چوٹی پر اپنے آپ کو گرانے کیلئے چڑھتے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام دکھائی دیتے اور کہتے: اے محمد مصطفیٰ ﷺ! آپؐ تو اللہ کے برحق رسول ہیں۔ اس سے جوشِ اضطراب ٹھنڈا ہو جاتا اور دل کو قرار آتا۔ لہذا آپؐ واپس لوٹ آتے۔ جب بھی آپؐ پر وحی کا سلسلہ کچھ دنوں کیلئے بند ہوتا تو آپؐ کی یہی اضطرابی کیفیت ہوتی اور جب اسی ارادے سے آپؐ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اسی طرح آپؐ سے کہتے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التعمیر حدیث نمبر 1870 صفحہ نمبر 733)

اوپر دی گئی قرآنی آیات پر ایک دفعہ پھر غور فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ رب کی رحمت سے مایوس ہونے والا کافر ہوتا ہے (12/87) گمراہ اور بہکا ہوا ہوتا ہے (15/56) پھر اس حدیث پر نظر دوڑائیے اور غور کیجیے کہ یہ سارے القابات کس ہستی کو دیئے جا رہے ہیں۔



باب نمبر 106

صحیح بخاری کے مطابق

حُلُول

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (42/11)

”اللہ کی کوئی مثل نہیں۔“

﴿سورۃ الشوریٰ سورہ نمبر 42 آیت نمبر 11﴾

قرآن نے بیان کیا ہے کہ یہود و نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ اللہ، بندے میں حلُول کر جاتا ہے اور کبھی بندہ بھی اللہ کے ساتھ ایک بن جاتا ہے اور دُوئی ختم ہو جاتی ہے۔ فرمان خداوندی ہے:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ

(5/17)

”بے شک وہ کافر ہوئے جنہوں نے کہا تحقیق اللہ وہی ہے مسیح ابن

مریم۔“

﴿سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 17﴾

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ

(5/72)

”بے شک وہ کافر ہوئے جنہوں نے کہا تحقیق اللہ وہی ہے مسیح ابن

مریم۔“

﴿سورة المائدة سورة نمبر 5 آیت نمبر 72﴾

ہمارے ہاں تصوف کی معراج ”فنا فی اللہ“ سمجھی جاتی ہے کہ صوفی کی رُوح، اللہ کی رُوح کے ساتھ مل جائے۔ اللہ نے اس عقیدے کو مسترد کرتے ہوئے فرمایا کہ جنہوں نے مسیح ابن مریم کو خدا قرار دیا وہ کافر ہو گئے ہیں (5/17+5/72) اور فرمایا کہ: إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ (5/72) ترجمہ: یقیناً جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔ ﴿سورة المائدة سورة نمبر 5 آیت نمبر 72﴾۔

پتا چلا کہ اللہ کسی کی مثل بن جائے، یا اللہ کسی کا وجود بن جائے یا اللہ کسی میں حلول کر کے اس کے اعضاء بن جائے، یہ سب شرکیہ و کفریہ کلمات ہیں لیکن صحیح بخاری میں قرآن کی مخالفت میں لکھا ہے:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ برابر نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کی سماعت (کان) بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور اس کی بصارت (آنکھیں) بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1422 صفحہ نمبر 553)



باب نمبر۔ 107

صحیح بخاری کے مطابق رہبانیت اختیار کرو

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رہبانیت یعنی ترک دنیا سے منع فرمایا ہے، عیسائیوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا کہ یہ رسم انہوں نے اپنے طور پر شروع کر لی تھی حالانکہ ہم نے ان پر واجب نہیں کی تھی، قرآن مجید میں آتا ہے:

وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاَهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿57/27﴾

”اور ترک دنیا (جس کی رسم) خود انہوں نے نکالی ہم نے ان پر واجب نہ کی تھی مگر انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کیلئے اختیار کی تو اُس کو (بھی) نہ نباہا جیسے اُس کے نباہنے کا حق تھا تو اُن میں سے جو لوگ ایمان لائے (رہبانیت کو ترک کر دیا) ہم نے انہیں اُن کا اجر دیا، اور اکثر اُن میں سے نافرمان ہیں۔“

﴿سورۃ الحدید سورہ نمبر 57 آیت نمبر 27﴾

اس آیت کی روشنی میں ہمارا ایمان ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی پوری حیات مبارکہ میں کبھی بھی رہبانیت اختیار کرنے کا درس نہیں دیا۔ حضور ﷺ کی سیرت مبارکہ اور

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مبارک زندگیوں کے مطالعے سے بھی یہی بات سامنے آتی ہے لیکن صحیح بخاری کی درج ذیل روایات میں رہبانیت کا درس دیا جا رہا ہے:

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال اُس کی بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور چٹیل میدانوں میں اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کی خاطر بھاگتا پھرے گا۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الایمان باب 12 حدیث نمبر 18 صفحہ نمبر 113﴾

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب براء الخلق حدیث نمبر 529 صفحہ نمبر 254﴾

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 808 صفحہ نمبر 375﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1415 صفحہ نمبر 551﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الفتن حدیث نمبر 1967 صفحہ نمبر 776﴾

ایک حدیث کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

”لوگ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ! سب لوگوں میں افضل کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ مومن جو اپنی جان اور اپنے مال کے ساتھ راہِ خدا میں جہاد کرے، لوگ پھر عرض گزار ہوئے کہ اُس کے بعد کون افضل ہے؟ ارشاد فرمایا، وہ مومن جو اللہ سے ڈرتے ہوئے کسی پہاڑ کی گھاٹی میں سکونت پذیر ہو اور لوگوں کو اپنے ضرر سے محفوظ رکھے۔“

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 55 صفحہ نمبر 62﴾

باب نمبر۔ 108

صحیح بخاری کے مطابق
 کچھ لوگ جہنم سے نکل کر جنت
 میں چلے جائیں گے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر قانونِ مکافاتِ عمل کا ذکر کیا ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ جو لوگ اس دُنیا میں اعمالِ صالحہ کریں گے، آخرت میں اُن کا ٹھکانہ جنت ہے اور جو لوگ اس دُنیا میں بُرے اعمال کریں گے، قیامت کے دن اُن کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ نے فرمایا کہ جو لوگ جنت یا جہنم میں جائیں گے وہ ہمیشہ کیلئے وہیں رہیں گے، کوئی شخص جنت سے جہنم یا جہنم سے جنت میں نہیں جا سکے گا۔ سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 80 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ:

وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً قُلْ اتَّخَذْتُمْ
 عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ
 عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿2/80﴾

”اور انہوں نے کہا کہ ہمیں آگ ہرگز نہ چھوئے گی، گنتی کے چند دن کے سوا، اے نبی! آپ فرمادیں کیا تم نے اللہ کے پاس سے کوئی وعدہ لیا ہے کہ اللہ اپنے وعدے کے خلاف ہرگز نہیں کرے گا۔ کیا تم اللہ پر وہ کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔“

﴿سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 80﴾

اس کے بعد اگلی دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنا قانون بیان فرمایا ہے:

بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ
فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

﴿2/81﴾

”کیوں نہیں جس نے کمائی کوئی بُرائی اور اُس کو اُس کی خطاؤں نے
گھیر لیا، پس یہی لوگ دوزخی ہیں وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 81﴾

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ
أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿2/82﴾

”اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کیے، یہی لوگ
جنت والے ہیں، وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 82﴾

قیامت کے دن اعمال کے مطابق جو بھی فیصلہ ہوگا وہ حتمی ہوگا، اس بات کو

قرآن نے بیسیوں مقامات پر بیان کیا ہے، چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں:

سورة الفرقان سورة نمبر 25 آیت نمبر 69 سورة يونس سورة نمبر 10 آیت نمبر 52

سورة السجدة سورة نمبر 32 آیت نمبر 14 سورة احم السجدة سورة نمبر 41 آیت نمبر 28

سورة محمد سورة نمبر 47 آیت نمبر 15 سورة النساء سورة نمبر 4 آیت نمبر 14

سورة النساء سورة نمبر 4 آیت نمبر 93 سورة التوبة سورة نمبر 9 آیت نمبر 63

سورة الحشر سورة نمبر 59 آیت نمبر 17 سورة آل عمران سورة نمبر 3 آیت نمبر 116

سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 39 سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 81

سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 217 سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 257

سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 285 سورة المائدة سورة نمبر 5 آیت نمبر 80
قرآن کا فیصلہ تو آپ نے پڑھ لیا، اب آئیے صحیح بخاری کی طرف جس میں
قرآن کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے:

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی
کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں
داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جس کے دل میں رائی
کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے، اُسے نکال لو۔ پس اُس سے نکال
لیے جائیں گے جو سیاہ ہو چکے ہوں گے۔“

- ✽ صحیح بخاری جلد اول کتاب الایمان حدیث نمبر 21 صفحہ نمبر 114 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 766 صفحہ نمبر 377 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد اول کتاب المظالم حدیث نمبر 2265 صفحہ نمبر 891 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1477 صفحہ نمبر 572 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1489 صفحہ نمبر 578 ✽

ایک حدیث کچھ اس طرح ہے:

”حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی
کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ سب کے بعد
جہنم سے کون نکالا جائے گا یا سب سے آخر میں کون جنت کے اندر
داخل ہوگا۔ یہ آدمی جہنم سے اوندھے مُنہ نکالا جائے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ
اُس سے فرمائے گا: جا۔ پھر وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ چنانچہ
اُسے خیال آئے گا کہ یہ تو بھری ہوئی ہے اس خیال سے وہ واپس
لوٹ کر عرض گزار ہوگا کہ اے رب! وہ تو بھری ہوئی ہے چنانچہ اُس

سے فرمایا جائے گا کہ جا اور جنت میں داخل ہو کیونکہ تیرے لیے دُنیا کے برابر بلکہ اس سے دس گنا ہے یا تیرے لیے دس دُنیاؤں کے برابر ہے۔ وہ عرض کرے گا کہ مجھے کیوں سامانِ تمسخر بنایا جا رہا ہے حالانکہ تو حقیقی مالک ہے۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ دندانِ مبارک نظر آنے لگے اور اُس سے کہا جائے گا کہ یہ تو اہل جنت کا سب سے کم درجہ ہے۔“

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1487 صفحہ نمبر 577﴾

قرآنِ کریم میں آپ نے پڑھا کہ دوزخی لاکھ چاہیں گے کہ انہیں دوزخ سے نکالا جائے (32/12, 35/37) لیکن وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دوزخ میں رہیں گے (بیسویں قرآنی آیات کے حوالہ جات)۔ لیکن حضور ﷺ سے یہ منسوب کیا جا رہا ہے کہ دوزخی، دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہیں گے بلکہ انہیں دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ کیا ایک مسلمان یہ تصوّر بھی کر سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ، قرآن کی مخالفت کیا کرتے تھے..... ہرگز نہیں۔



باب نمبر 109

صحیح بخاری کے مطابق جنت کیسے ملتی ہے

قرآن کریم میں ہے کہ انسان جنت کا حقدار اُسی صورت میں ہوتا ہے جب وہ اپنی زندگی قرآنی اصولوں کی پیروی میں گزارے۔ جنت، دورکعات نفل پڑھنے سے، جمعہ پڑھنے سے یا تسبیح کے دانوں پر چند الفاظ دُہرائینے سے نہیں ملتی بلکہ اس کے حصول کیلئے اعمالِ صالحہ بہت ضروری ہیں، اسی لیے قرآن نے مختلف مقامات پر مختلف کاموں کا ذکر کر کے بات واضح کر دی ہے کہ یہ وہ کام ہیں جو جنت میں داخلے کا سبب بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ، قرآن میں فرماتا ہے:

(1) لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ
وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى
حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ
السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ
وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا
وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ
أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

﴿2/177﴾

”نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق یا مغرب کی طرف کر لو بلکہ نیکی یہ

ہے کہ تم اللہ، قیامت، فرشتوں، کتابوں اور نبیوں پر ایمان لاؤ اور (اس کا عملی ثبوت دیتے ہوئے) اللہ کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں کو دو اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کے آزاد کرانے میں اور جو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور جب وعدہ کریں تو اُسے پورا کریں اور صبر کرنے والے سختی میں اور تکلیف میں اور جنگ کے وقت، یہی لوگ سچے ہیں اور یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 177﴾

(2) الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاطِمِينَ
الْغِيظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِينَ ﴿3/134﴾

”جو خرچ کرتے ہیں خوشی اور تکلیف میں اور غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں، اور اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو۔“ ﴿سورة آل عمران سورة نمبر 3 آیت نمبر 134﴾

(4) فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَا أُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿3/195﴾

”سو جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے شہروں سے نکالے گئے اور لڑے اور مارے گئے، میں اُن کی بُرائیاں اُن سے ضرور دُور کر دوں گا، اور اُنہیں باغات میں داخل کروں گا، جن کے نیچے نہریں بہتی

ہیں، یہ اللہ کی طرف سے بدلہ ہے اور اللہ کے پاس اچھا بدلہ ہے۔“

﴿سورة آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 195﴾

(5) ”بجّت، ایمان اور اعمالِ صالحہ سے ملتی ہے۔“

﴿سورة الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 127-سورة الاعراف سورہ نمبر 7 آیت

نمبر 42-سورة النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 32-سورة العنكبوت سورہ نمبر 29 آیت

نمبر 58-سورة السجدة سورہ نمبر 32 آیت نمبر 19﴾

(6) ”لوگوں کو چاہیے کہ یہ نعمت حاصل کرنے کیلئے عملِ صالح کریں۔“

﴿سورة الطفت سورہ نمبر 37 آیت نمبر 61﴾

طوالت کے خوف سے صرف حوالہ جات پیش خدمت ہیں:

سورة الزخرف سورہ نمبر 43 آیت نمبر 72 سورة الاحقاف سورہ نمبر 46 آیت نمبر 14

سورة الاحقاف سورہ نمبر 46 آیت نمبر 16 سورة الطور سورہ نمبر 52 آیت نمبر 19

سورة الواقعة سورہ نمبر 56 آیت نمبر 24 سورة الحاقة سورہ نمبر 69 آیت نمبر 24

سورة الدھر سورہ نمبر 76 آیت نمبر 22 سورة المرسلات سورہ نمبر 77 آیت نمبر 43

سورة الغاشية سورہ نمبر 88 آیت نمبر 8 تا 9 سورة القمّن سورہ نمبر 31 آیت نمبر 8

سورة الكهف سورہ نمبر 18 آیت نمبر 30 تا 31 سورة مريم سورہ نمبر 19 آیت نمبر 60 تا 61

سورة البينة سورہ نمبر 98 آیت نمبر 8 سورة الرعد سورہ نمبر 13 آیت نمبر 23

سورة يونس سورہ نمبر 10 آیت نمبر 9 سورة الكهف سورہ نمبر 18 آیت نمبر 107

سورة الحج سورہ نمبر 22 آیت نمبر 56 سورة الطفت سورہ نمبر 37 آیت 40 تا 42

سورة البقرة سورہ نمبر 2 آیت نمبر 25 سورة البقرة سورہ نمبر 2 آیت نمبر 82

سورة النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 57 سورة النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 122

سورة الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 42 سورة ابراهيم سورہ نمبر 14 آیت نمبر 23

سورۃ الحج سورہ نمبر 14 آیت نمبر 14	سورۃ مریم سورہ نمبر 19 آیت نمبر 60
سورۃ العنکبوت سورہ نمبر 29 آیت نمبر 58	سورۃ الحج سورہ نمبر 22 آیت نمبر 23 تا 24
سورۃ المؤمن سورہ نمبر 40 آیت نمبر 40	سورۃ لیس سورہ نمبر 36 آیت نمبر 26
سورۃ الزخرف سورہ نمبر 43 آیت نمبر 69	سورۃ الشوریٰ سورہ نمبر 42 آیت نمبر 22
سورۃ الدھر سورہ نمبر 76 آیت نمبر 7 تا 12	سورۃ المعارج سورہ نمبر 70 آیت 22 تا 35
سورۃ الفرقان سورہ نمبر 25 آیت 70 تا 76	سورۃ المؤمنون سورہ نمبر 23 آیت 1 تا 11

یہ تو قرآنی تعلیم تھی کہ جنت اعمالِ صالحہ سے ملتی ہے لیکن صحیح بخاری کے مطابق جنت کیسے ملتی ہے، ملاحظہ کیجئے:

- (1) جس نے اللہ کو مان لیا وہ جہنم میں نہ جائے گا۔
- ﴿ صحیح بخاری جلد اول کتاب العلم حدیث نمبر 129 صفحہ نمبر 161 ﴾
- (2) نماز میں آمین کہنے سے سابقہ گناہ معاف۔
- ﴿ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1592 صفحہ نمبر 734 ﴾
- (3) نماز کے باہر آمین کہنے سے جنت۔
- ﴿ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدعوات حدیث نمبر 1325 صفحہ نمبر 518 ﴾
- (4) جس کے تین بچے فوت ہو جائیں جو سن بلوغ کو نہ پہنچے ہوں، وہ جنت میں داخل ہوگا۔
- ﴿ صحیح بخاری جلد اول کتاب الجنائز حدیث نمبر 1170 صفحہ نمبر 516 ﴾
- ﴿ صحیح بخاری جلد اول کتاب الجنائز حدیث نمبر 1171 صفحہ نمبر 517 ﴾
- ﴿ صحیح بخاری جلد اول کتاب الجنائز حدیث نمبر 1172 صفحہ نمبر 517 ﴾
- ﴿ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الایمان والندو حدیث نمبر 1563 صفحہ نمبر 607 ﴾
- (5) جس نے اللہ کے ننانوے نام یاد کر لیے وہ جنت میں جائے گا۔

- ﴿ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الشروط حدیث نمبر 9 صفحہ نمبر 38 ﴾
- (6) قبر پر درخت کی ٹہنی رکھنے سے مُردے کے عذاب میں تخفیف۔
- ﴿ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 989 صفحہ نمبر 390 ﴾
- ﴿ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 992 صفحہ نمبر 392 ﴾
- (7) جس نے دن میں سو مرتبہ سبحان اللہ و بجمہ کہا اس کی تمام خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں، اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔
- ﴿ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدعوات حدیث نمبر 1327 صفحہ نمبر 519 ﴾
- (8) جس نے حج کر لیا اُس کے سارے گناہ معاف۔
- ﴿ صحیح بخاری جلد اول کتاب المناسک حدیث نمبر 1424 صفحہ نمبر 608 ﴾
- (9) زنا اور چوری کرتے رہو، صرف شرک نہ کرو تو تم جلتی ہو۔
- ﴿ صحیح بخاری جلد دوم کتاب بد الخلق حدیث نمبر 455 صفحہ نمبر 231 ﴾
- (10) دو رکعات نماز پڑھنے سے سابقہ گناہ معاف۔
- ﴿ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1354 صفحہ نمبر 529 ﴾
- (11) جس نے رمضان کے روزے رکھے، اس کے سابقہ گناہ معاف۔
- ﴿ صحیح بخاری جلد اول کتاب الایمان حدیث نمبر 37 صفحہ نمبر 119 ﴾
- (12) رمضان میں قیام کرنے سے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔
- ﴿ صحیح بخاری جلد اول کتاب الایمان حدیث نمبر 36 صفحہ نمبر 119 ﴾
- (13) شب قدر میں قیام کرنے سے سابقہ گناہ معاف۔
- ﴿ صحیح بخاری جلد اول کتاب الایمان حدیث نمبر 34 صفحہ نمبر 119 ﴾
- (14) جس نے جمعہ پڑھ لیا، دوسرے جمعے تک کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔
- ﴿ صحیح بخاری جلد اول کتاب الجمعہ حدیث نمبر 861 صفحہ نمبر 409 ﴾

(15) جس نے گواہی دی کہ اللہ معبود ہے اور محمد رسول ہیں، وہ جہنم سے آزاد۔

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب العلم حدیث نمبر 128 صفحہ نمبر 160﴾

(16) جس نے لا الہ الا اللہ پڑھ لیا وہ جہنم سے نکال لیا جائے گا۔

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الایمان حدیث نمبر 42 صفحہ نمبر 122﴾

اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ یہ احادیث حضور ﷺ سے غلط منسوب کر دی

گئیں ہیں یا واقعی رسول اللہ ﷺ نے یہ کچھ فرمایا تھا جو قرآن کے خلاف تھا۔ یقیناً آپ مجھ

سے اتفاق کریں گے کہ حضور ﷺ نے قرآن کے خلاف کچھ نہیں فرمایا تھا۔



باب نمبر 110

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہ رضی اللہ عنہم کی حکم عدولی کرتے تھے

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(1) قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿3/31﴾

”آپ کہہ دیں اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

﴿سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 31﴾

(2) مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا

أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ﴿4/80﴾

”جس نے رسول کی اطاعت کی پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے رُوگردانی کی تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان نہیں بھیجا۔“

﴿سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 80﴾

(3) کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ رسول کو اپنا حکم تسلیم نہ کر لے۔

﴿سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 65﴾

(4) رسول کی اطاعت بہت ضروری ہے۔

﴿سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 46﴾

(5) رسولؐ کی اطاعت کرو۔

﴿سورة آل عمران سورة نمبر 3 آیت نمبر 32۔ سورة آل عمران سورة نمبر 3 آیت نمبر 132۔ سورة آل عمران سورة نمبر 3 آیت نمبر 172۔ سورة النساء سورة نمبر 4 آیت نمبر 59۔ سورة المائدة سورة نمبر 5 آیت نمبر 92۔ سورة الانفال سورة نمبر 8 آیت نمبر 1۔ سورة الانفال سورة نمبر 8 آیت نمبر 20۔ سورة الانفال سورة نمبر 8 آیت نمبر 24۔ سورة التوبة سورة نمبر 9 آیت نمبر 59۔ سورة التوبة سورة نمبر 9 آیت نمبر 70۔ سورة الزخرف سورة نمبر 43 آیت نمبر 33۔ سورة الحجرات سورة نمبر 49 آیت نمبر 14۔ سورة المجادلة سورة نمبر 58 آیت نمبر 13۔ سورة التغابن سورة نمبر 64 آیت نمبر 12﴾

(6) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، نبی کریم ﷺ کی کامل پیروی کرتے تھے۔ ﴿سورة التوبة سورة نمبر 9 آیت نمبر 100۔ سورة الانفال سورة نمبر 8 آیت نمبر 64۔ سورة التوبة سورة نمبر 9 آیت نمبر 117۔ سورة يوسف سورة نمبر 12 آیت نمبر 108۔ سورة الشعراء سورة نمبر 26 آیت نمبر 215۔ سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 285۔ سورة النساء سورة نمبر 4 آیت نمبر 46۔ سورة المائدة سورة نمبر 5 آیت نمبر 7۔ سورة النور سورة نمبر 24 آیت نمبر 51﴾

غور کیجیے اللہ تعالیٰ، قرآن مجید میں اعلان فرما رہا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، حضور ﷺ کی پیروی کیا کرتے تھے لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کے احکامات کو کوئی اہمیت نہ دیتے تھے۔ ملاحظہ کیجیے چند احادیث:

حدیث نمبر۔ 1

”عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ کی علالت بڑھ گئی تو فرمایا کہ میرے پاس لکھنے کی چیزیں لاؤ تا کہ میں

تحریر لکھ دوں جو تم میرے بعد گمراہ نہ ہو سکو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ پر مرض کا غلبہ ہے اور اللہ کی کتاب ہمارے پاس موجود ہے جو کافی ہے۔ اس پر اختلاف کیا گیا اور بڑا شور و غل ہوا۔ فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ اور میرے پاس جھگڑا مناسب نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہتے ہوئے باہر نکلے کہ ہائے مصیبت، ایسی مصیبت جو رسول اللہ ﷺ اور آپ کی تحریر کے درمیان میں حائل ہوگئی۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب العلم حدیث نمبر 114 صفحہ نمبر 154﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب المرضی حدیث نمبر 629 صفحہ نمبر 269﴾

یہ واقعہ قرآن کے خلاف تو ہے ہی، بعض دوسرے ذرائع بھی اس کو غلط ثابت کرتے ہیں مثلاً یہ کہ مذکورہ بالا واقعہ کے وقت کثرت سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین موجود تھے لیکن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا اس کے متعلق ایک لفظ بھی منقول نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اس وقت تیرہ (13) یا چودہ (14) سال کی تھی اور وہ خود اُس وقت وہاں موجود بھی نہ تھے۔ ایک اور قابلِ غور بات یہ ہے کہ یہ واقعہ جمعرات کا بتایا جاتا ہے اور نبی کریم ﷺ اس کے بعد چار دن تک زندہ رہے، حضور ﷺ کا انتقال سوموار کو ہوا اور اس دوران میں آپ کی حالت بھی نسبتاً بہتر ہوگئی تھی، اگر آپ نے کچھ تحریر کرانا ہوتا تو اس کیلئے چار دن کی مدت موجود تھی لیکن اس سلسلہ میں کہیں ایک لفظ بھی مذکور نہیں کہ حضور ﷺ نے کچھ لکھوایا ہو یا اس واقعہ کی یاد دہانی ہی کرائی ہو، اس کے برعکس ان دنوں میں آپ نے اور بہت سی ہدایات ارشاد فرمائیں۔

حدیث نمبر-2

”جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے جس میں وصال فرمایا تھا تو نماز کا وقت ہونے پر اذان کہی گئی۔ فرمایا: ابو بکرؓ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عرض کی گئی کہ ابو بکرؓ نرم دل آدمی ہیں، جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہونگے تو لوگوں کو نماز نہ پڑھاسکیں گے۔ آپ نے دوبارہ فرمایا تو دوبارہ عرض کی گئی، سہ بارہ فرمانے پر ارشاد ہوا کہ تم حضرت یوسف علیہ السلام کو گھیرنے والیوں کی طرح ہو، ابو بکرؓ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔“

صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 629 صفحہ نمبر 332 ❖

صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 642 صفحہ نمبر 336 ❖

صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 643 صفحہ نمبر 336 ❖

صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 646 صفحہ نمبر 337 ❖

صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 674 صفحہ نمبر 348 ❖

صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 675 صفحہ نمبر 348 ❖

صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 678 صفحہ نمبر 350 ❖

صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 610 صفحہ نمبر 292 ❖

صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 611 صفحہ نمبر 292 ❖

اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے وصال کے روز رکھنے

سے منع فرمایا لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضور ﷺ کا حکم ماننے سے

انکار کر دیا۔ حدیث ملاحظہ کیجیے:

حدیث نمبر-3

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال کے روزے رکھنے سے منع فرمایا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ تو وصال کے روزے رکھتے ہیں، فرمایا کہ تم میں میری مثل کون ہے؟ بے شک میں رات گزارتا ہوں تو میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ جب آپ کے روکنے کے باوجود وہ روزے ملانے سے نہ رُکے تو آپ نے ایک روز ملایا پھر اگلے روز ملایا تو چاند نظر آ گیا۔ فرمایا کہ اگر یہ مؤخر ہو جاتا تو میں تمہارے ساتھ زیادہ ملائے جاتا۔ یہ اس بات کی تشبیہ تھی کہ وہ حضرات روکنے سے بھی نہیں رُکے تھے۔“

- ﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الصیام حدیث نمبر 1833 صفحہ نمبر 745﴾
 ﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الحاربین حدیث نمبر 1747 صفحہ نمبر 678﴾

حدیث نمبر-4

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنے اُونٹ کو ہانک کر لے جا رہا تھا، آپ نے اس سے فرمایا، سوار ہو جاؤ، وہ عرض گزار ہوا، یا رسول اللہ ﷺ! یہ قربانی کا اُونٹ ہے، آپ نے تیسری یا چوتھی دفعہ فرمایا کہ سوار ہو جا تیرے لیے خرابی ہے یا تجھ پر افسوس ہے۔“

- ﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الوصایا حدیث نمبر 27 صفحہ نمبر 48﴾
 ﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الوصایا حدیث نمبر 28 صفحہ نمبر 48﴾

- ﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1091 صفحہ نمبر 428﴾
 ﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1092 صفحہ نمبر 429﴾

حدیث نمبر-5

”حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، جب سورج غروب ہو گیا تو آپ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اتر کر میرے لیے ستو گھول دو۔ وہ عرض گزار ہوا، یا رسول اللہ ﷺ! شام ہونے دیجئے، آپ نے دوسری مرتبہ فرمایا کہ اتر کر میرے لیے ستو گھول دو۔ وہ عرض پرداز ہوا، یا رسول اللہ ﷺ! شام ہو جانے دیجئے، ابھی تو دن کھڑا ہے۔ آپ نے تیسری مرتبہ فرمایا کہ اتر کر میرے لیے ستو گھول دو۔ پس وہ اُترا اور تیسری مرتبہ فرمانے پر آپ کیلئے ستو گھول دیئے۔“

- ﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث نمبر 274 صفحہ نمبر 143﴾

باب نمبر۔ 111

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہؓ کی عدم توجہی سے مسجدِ نبویؐ
میں بلغم اور کتوں کا فضلہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مساجد کو پاک صاف رکھنے کا حکم دیا ہے۔ فرمان

خُداوندی ہے:

(1) وَعَهْدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ

لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴿2/125﴾

”ہم نے حکم دیا ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کو کہ وہ میرا گھر پاک رکھیں طواف، اعتکاف، رُکوع اور سجد کرنے والوں

کیلئے۔“ ﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 125﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک اور مقام پر حکم ملا کہ:

(2) طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ

﴿22/26﴾

”میرے گھر کو طواف، قیام، رُکوع اور سجد کرنے والوں کیلئے پاک

صاف رکھنا۔“ ﴿سورة الحج سورة نمبر 22 آیت نمبر 26﴾

وہ گھر جن میں خُدا کا ذکر ہوتا ہے، ”اُنہیں بلند کرنے کا حکم۔“

(3) فِي بُيُوتِ الَّذِينَ اللَّهُ أَنْ تَرْفَعَ وَيُذَكَّرَ فِيهَا اسْمُهُ

﴿24/36﴾

”اُن گھروں میں جن کے بلند کرنے، اور جن میں اپنے نام کی یاد کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہاں صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔“ ﴿سورۃ النور سورہ نمبر 24 آیت نمبر 36﴾

ظاہر ہے کہ مسجد میں گندگی پھیلانے سے تو انہیں بلند نہیں کیا جاسکتا۔

(4) وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُدْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿2/114﴾

”اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کیے جانے سے روکے اور ان کی بربادی کی کوشش کرے، ایسے لوگوں کو خوف کھاتے ہوئے ہی اس میں جانا چاہیے، ان کیلئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے۔“ ﴿سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 114﴾

مسجد میں گندگی پھیلانا یا گندگی دیکھ کر اُسے صاف نہ کرنا بھی اللہ کے ذکر سے روکنے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان تو یہ ہے کہ ”ہر نماز کے وقت اپنی زینت اختیار کرو“ ﴿7/31﴾ اور فرمایا کہ مساجد کو آباد کرنا مومنوں ہی کا کام ہے ﴿9/18﴾ مشرکین انہیں آباد نہیں کیا کرتے ﴿9/17﴾۔

مسجد کی صفائی کے بارے میں قرآنی تعلیم کے مطالعے کے بعد صحیح بخاری کی چند احادیث ملاحظہ کیجیے:

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں گتے مسجد میں آتے جاتے تھے لیکن لوگ اس

جگہ پر کچھ نہیں چھڑکتے تھے۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الوضو حدیث نمبر 172 صفحہ نمبر 175﴾

یہ روایت اگر کتوں کے مسجد میں آجانے تک محدود ہوتی تو شاید اس میں کوئی قابل اعتراض پہلو سامنے نہ آتا کہ کتا چونکہ ایک جانور ہے اور جانور منع کرنے کے باوجود بار بار غلطی کر سکتا ہے لیکن افسوسناک بات یہ بیان کی گئی ہے کہ کتوں کے مسجد میں پیشاب و پاخانہ کرنے پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مسجد کی صفائی نہیں کرتے تھے۔ قرآن میں آپ نے پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کو صاف رکھنے کا حکم دیا ہے جبکہ صحابہؓ کی شان کو کم کرنے کیلئے یہ سب کچھ گھڑا گیا ہے۔

مسجد کی صفائی کے حوالے سے درج ذیل حدیث بھی قابل غور ہے:

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قبلہ کی جانب بلغم دیکھا، یہ بات آپ گونا گوار ہوئی اور چہرہ انور سے ظاہر ہوئی۔ آپ گھڑے ہوئے اور ہاتھ سے اُسے صاف کر دیا اور فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے یا اس کے اور قبلہ کے درمیان، اس کا رب ہوتا ہے پس تم قبلہ کی جانب نہ تھوکا کرو بلکہ بائیں جانب یا پیروں کے نیچے۔ پھر اپنی چادر کا ایک پلو لے کر اس میں تھوکا، پھر دوسرے حصے پر لٹے اور فرمایا کہ یا ایسا کرے۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 393 صفحہ نمبر 252﴾

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 394 صفحہ نمبر 253﴾

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 395 صفحہ نمبر 253﴾

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 396 صفحہ نمبر 253﴾

صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 397 صفحہ نمبر 253 ﴿

صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 398 صفحہ نمبر 254 ﴿

صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 399 صفحہ نمبر 254 ﴿

صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 400 صفحہ نمبر 254 ﴿

صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 401 صفحہ نمبر 254 ﴿

صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 402 صفحہ نمبر 254 ﴿

صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 403 صفحہ نمبر 255 ﴿

صحیح بخاری جلد اول کتاب مواقیت الصلوٰۃ حدیث نمبر 503 صفحہ نمبر 294 ﴿

صحیح بخاری جلد اول کتاب مواقیت الصلوٰۃ حدیث نمبر 504 صفحہ نمبر 294 ﴿

صحیح بخاری جلد اول ابواب تہجد حدیث نمبر 1134 صفحہ نمبر 503 ﴿

صحیح بخاری جلد اول ابواب تہجد حدیث نمبر 1135 صفحہ نمبر 503 ﴿

اگر آج کوئی مسلمان، مسجد میں نماز کے دوران اپنے بائیں پاؤں کے نیچے قیمتی قالین پر بلغم تھوک کر یہ دعویٰ کرے کہ اس نے حدیث پر عمل کیا ہے تو کیا اس کو حدیث پر عمل کرنے کی بنا پر شاباش دی جائے گی یا اس کام سے منع کرنے والوں کو منکر حدیث کے لقب سے نوازا جائے گا؟



باب نمبر۔ 112

صحیح بخاری کے مطابق

حضور ﷺ صحابہؓ پر تھوکتے رہتے تھے

اسلام اور پاکیزگی دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ پاکیزگی خواہ جسمانی ہو یا قلبی، اسلام دونوں کی تاکید کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ، قرآن مجید میں فرماتا ہے:

(1) إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴿2/222﴾

”بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور مطہرین کو دوست رکھتا ہے۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 222﴾

(2) وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿74/4﴾

”اپنے کپڑے پاک رکھو۔“

﴿سورة المدثر سورة نمبر 74 آیت نمبر 4﴾

(3) وَعَهْدُنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ

﴿2/125﴾

”ہم نے حکم دیا ابراہیم اور اسماعیل کو کہ وہ میرا گھر پاک رکھیں۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 125﴾

(4) يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ ﴿3/42﴾

”اے مریم! بے شک اللہ نے تجھ کو چن لیا اور تجھ کو پاک کیا۔“

﴿سورة آل عمران سورة نمبر 3 آیت نمبر 42﴾

(5) خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ

﴿9/103﴾

”آپ ان کے مالوں سے زکوٰۃ لے لیں، آپ انہیں پاک اور صاف کر دیں اس سے۔“

﴿سورة التوبه سورہ نمبر 9 آیت نمبر 103﴾

(6) وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ ﴿9/108﴾

”اللہ پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

﴿سورة التوبه سورہ نمبر 9 آیت نمبر 108﴾

(7) ”اے اہل بیت! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے رجس دور کر کے تمہیں پاک

وصاف کرے۔“ ﴿سورة الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 33﴾

(8) ”رسول کریم ﷺ سے پرائیویٹ مشورہ کرنے سے پہلے صدقہ دینا

اطہر بنا دیتا ہے۔“

﴿سورة المجادلة سورہ نمبر 58 آیت نمبر 12﴾

یہ اور ان جیسی بہت سی دوسری آیات جن کا یہاں ذکر نہ ہو سکا، اس بات پر

دلائل کرتی ہیں کہ اسلام میں پاکیزگی کی بڑی اہمیت ہے۔ ان آیات کے متعلق، اللہ

نے حضور ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ان کی پیروی کریں چنانچہ قرآن میں ہے: اتَّبِعْ مَا أُوحِيَ

إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ﴿6/106﴾ ”اس وحی کی پیروی کریں جو آپ کے رب کی طرف

سے آپ کی طرف آئے۔“

حضور ﷺ نے اعلان فرما دیا کہ: اِنْ اتَّبَعُ اِلَّا مَا يُوحَىٰ اِلَيَّ اِنِّي اَخَافُ اِنْ

عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ (15) ”میں پیروی نہیں کرتا مگر اس کی جو میری طرف

وحی کیا جاتا ہے، اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا

ہوں۔“

خلاصہ یہ کہ اللہ نے قرآن کریم میں پاکیزگی اختیار کرنے کا حکم دیا اور نبی کریم

ﷺ سے فرمایا کہ میرے اس حکم کی پیروی کرو ﴿6/106﴾ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ میں وحی کے سوا کسی کی پیروی نہیں کرتا ﴿10/15﴾ ہمارا ایمان ہے کہ حضور ﷺ پاکیزگی کے پیکر تھے اور قیمت تک کیلئے آپ کی سیرت ہمارے لیے نمونہ ہے ﴿33/21﴾ لیکن اس کے برعکس صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ:

”عروہ، مسور اور مروان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے تشریف لائے۔ حدیث بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے جب بھی تھوک پھینکا تو وہ ان میں سے کسی آدمی کے ہاتھ پر گرا، جسے وہ اپنے منہ اور جسم پر مل لیتا۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الوضو باب نمبر 168 صفحہ نمبر 195﴾

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الشروط حدیث نمبر 4 صفحہ نمبر 30﴾

کیا اپنے ساتھیوں پر تھوکنے کا حضور ﷺ کی سنت ہے؟

ایک حدیث میں ہے کہ:

”محمود بن ربیع، جنہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن کے منہ

میں گلی فرمائی اُس کنویں کے پانی سے، جو اُن کے گھر میں تھا۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 797 صفحہ نمبر 389﴾



باب نمبر 113

صحیح بخاری کے مطابق

اللہ، انسانوں کو اچھایا بُرا بنادیتا ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ
فَلْيُكْفُرْ ﴿18/29﴾

”آپ گہدیں حق تمہارے رب کی طرف سے ہے، پس جو چاہے
سو ایمان لائے اور جو چاہے اس کا انکار کر دے۔“

﴿سورۃ الکہف سوہ نمبر 18 آیت نمبر 29﴾

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ﴿74/38﴾

”ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گروی ہے۔“

﴿سورۃ المدثر سورہ نمبر 74 آیت نمبر 38﴾

انسان اپنے عملوں سے اچھایا بُرا بنتا ہے اور اپنے عملوں سے جنتی یا دوزخی ہوتا
ہے لیکن صحیح بخاری کی تعلیم ملاحظہ فرمائیے کہ انسان خواہ ساری زندگی اعمالِ صالحہ کرتا رہے
اگر اللہ نے اُسے دوزخی لکھا ہوا ہے تو ساری زندگی کے اعمالِ صالحہ اُسے جنت میں نہیں
لے جاسکتے:

حدیث نمبر-1

”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم بقیع غرقہ میں ایک

جنازے کے ساتھ تھے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لے

آئے۔ آپ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے گرد بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس ایک چھڑی تھی تو چھڑی کو زمین پر مارتے رہے پھر فرمایا تم میں سے کوئی ذی رُوح ایسا نہیں کہ اُس کا ٹھکانہ جنت یا جہنم میں لکھ نہ دیا گیا ہو اور یہ بھی لکھ دیا گیا ہے کہ وہ شقی ہے یا سعید۔ ایک شخص عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ﷺ! ہم اپنے لکھے ہوئے پر بھروسہ نہ کریں اور عمل نہ چھوڑ دیں؟ پس جو ہم میں سے سعادت مند ہو گا وہ سعادت مندوں جیسے کام کرے گا اور جو ہم میں سے بد بخت ہو گا وہ بد بختوں جیسے کام کرے گا۔ فرمایا کہ سعادت مندوں کیلئے سعادت کے کام آسان کر دیئے جاتے ہیں اور بد بختوں کیلئے بد بختی والے عمل آسان کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی جس نے دیا اور پرہیزگاری اختیار کی۔“

- ✽ صحیح بخاری جلد اول کتاب الجنائز حدیث نمبر 1272 صفحہ نمبر 553
- ✽ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2055 صفحہ نمبر 1006
- ✽ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2056 صفحہ نمبر 1007
- ✽ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2057 صفحہ نمبر 1007
- ✽ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2058 صفحہ نمبر 1007
- ✽ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2059 صفحہ نمبر 1008
- ✽ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2060 صفحہ نمبر 1008
- ✽ صحیح بخاری جلد سوم کتاب القدر حدیث نمبر 1515 صفحہ نمبر 588

حدیث نمبر 2-

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بچہ اپنی والدہ کے لطن میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتا ہے اور چار باتوں کا حکم دیتا ہے یعنی اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کا عمل، رزق، موت اور شقی یا سعید، یہ چار باتیں لکھ دے۔“

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب بد الخلق حدیث نمبر 441 صفحہ نمبر 226﴾

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 559 صفحہ نمبر 263﴾

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 560 صفحہ نمبر 263﴾

حدیث نمبر-3

”حضور ﷺ نے فرمایا کہ انسان کی پیدائش سے پہلے اُس کا رزق، عمر، بد بخت یا نیک بخت ہونا لکھ دیا جاتا ہے۔“

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب القدر حدیث نمبر 1505 صفحہ نمبر 585﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب القدر حدیث نمبر 1506 صفحہ نمبر 585﴾

حدیث نمبر-4

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہوا ہے جو کہتا ہے اے نطفہ کے رب! اے جسے ہوئے خون کے رب! اے لوتھڑے کے رب! جب اللہ تعالیٰ کو وہ پیدا کرنا منظور ہوتا ہے تو وہ فرما دیتا ہے کہ نہرے یا مادہ، بد بخت ہے یا نیک بخت، رزق کتنا ہے اور عمر کتنی ہے، پس وہ اُس کی ماں کے پیٹ میں لکھ دیتا ہے۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الحيض حدیث نمبر 309 صفحہ نمبر 219﴾

باب نمبر 114

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہؓ، اُمّ المؤمنین کی پٹائی کرتے تھے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ
أُمَّهَاتُهُمْ ﴿33/6﴾

”پیغمبر مومنوں پر، خود اُن سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور پیغمبر
کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔“

﴿سورة الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 6﴾

کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنی ماؤں کے ساتھ یہ سلوک کیا
کرتے تھے جو صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث میں بیان کیا جا رہا ہے:

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ کسی سفر
میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، یہاں تک کہ جب بیداء یا
ذات الحیش کے مقام پر تھے تو میرا ہارٹوٹ گیا۔ پس اُس کی تلاش
میں رسول اللہ ﷺ ٹھہر گئے اور آپ کے ساتھ لوگ بھی ٹھہرے اور وہ
پانی کی جگہ نہ تھی۔ لوگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
پاس آئے اور کہا کہ دیکھتے نہیں کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کیا
کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو ٹھہرا دیا اور لوگوں کو بھی، جب کہ وہ پانی کی
جگہ پر نہیں ہیں اور نہ اُن کے پاس پانی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور رسول اللہ ﷺ میرے زانو پر سر رکھ کر سو

رہے تھے۔ فرمایا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ اور لوگوں کو روک لیا جب کہ وہ پانی کی جگہ پر نہیں ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے ڈانٹا اور جو اللہ نے چاہا میرے لیے کہتے رہے بلکہ میری کوکھ میں گھونسا مارا۔ میں حرکت کرنے سے رُکی رہی کیونکہ رسول اللہ ﷺ میرے زانو پر آرام فرماتھے، جب صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اور پانی نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرما دی۔ حضرت اُسید بن حفیر نے کہا کہ یہ تمہاری پہلی برکت نہیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے اُونٹ کو اُٹھایا جس پر میں تھی تو ہم نے ہار کو اس کے نیچے پایا۔“

- ﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب ایتمم حدیث نمبر 324 صفحہ نمبر 225﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 869 صفحہ نمبر 401﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1720 صفحہ نمبر 796﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1721 صفحہ نمبر 798﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الزکاح حدیث نمبر 234 صفحہ نمبر 124﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1740 صفحہ نمبر 676﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1741 صفحہ نمبر 676﴾

سوال نمبر-1

کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور ﷺ کے اُمتی نہیں تھے؟

سوال نمبر-2

قرآن کی رو سے کیا حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں نہیں تھیں؟

سوال نمبر-3

کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ماں کے ساتھ ایسا سلوک کر سکتے تھے؟

سوال نمبر-4

کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ کے آرام کا بھی کچھ پاس نہ تھا؟

صحابہ کرامؓ کے باہمی تعلقات:

قرآن مجید میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں ہے:

1. مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ

رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ﴿48/29﴾

”محمد، اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر

بڑے سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں۔“

﴿سورۃ الفتح سورہ نمبر 48 آیت نمبر 29﴾

نیز ملاحظہ کیجیے: ﴿5/54﴾

2. وَالْفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا

مَا أَلْفَتْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَلْفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿8/63﴾

”اور اُلفت ڈال دی ان کے دلوں میں، اگر تم سب کچھ خرچ کر

دیتے جو زمین میں ہے ان کے دلوں میں اُلفت نہ ڈال سکتے تھے

لیکن اللہ نے ان کے درمیان اُلفت ڈال دی، بے شک وہ غالب

3. ﴿سورة الانفال سورة نمبر 8 آیت نمبر 63﴾ حکمت والا ہے۔
 وَادْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءَ فَأَلَّفَ
 بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا ﴿3/103﴾
 ”اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن
 تھے تو اُس نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی تو تم اُس کے فضل
 سے بھائی بھائی ہو گئے۔“

4. ﴿سورة آل عمران سورة نمبر 3 آیت نمبر 103﴾
 إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ﴿49/10﴾
 ”سب مومن بھائی بھائی ہیں۔“

5. ﴿سورة الحجرات سورة نمبر 49 آیت نمبر 10﴾
 إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ
 الرَّحْمَنُ وُدًّا ﴿19/96﴾
 ”بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے، رحمن
 اُن میں محبت پیدا کر دے گا۔“

6. ﴿سورة مریم سورة نمبر 19 آیت نمبر 96﴾
 یہ وہ لوگ ہیں جو غصّہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے
 ہیں۔ ﴿3/134+42/37﴾

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں قرآن کی مندرجہ بالا
 آیات میں آپ نے پڑھا کہ یہ آپس میں بڑے رحمدل تھے، ایک دوسرے سے محبت
 کرتے تھے۔ اس بات کی گواہی کون دے رہا ہے..... خود خُدا..... لیکن یہ حدیث
 کیسے صحیح تسلیم کی جاسکتی ہے جس میں ثابت کیا جا رہا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

اجمعین آپس میں جھگڑتے رہتے تھے۔ ملاحظہ کیجئے:

حدیث نمبر-1

”حضرت عبادہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ، صحابہؓ کو شب قدر کے متعلق کچھ بتانے کی غرض سے باہر تشریف لائے تو مسلمانوں میں سے دو آدمیوں (صحابہؓ) کو جھگڑتے ہوئے پایا۔“

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 986 صفحہ نمبر 389﴾

حدیث نمبر-2

”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صرف اس بات پر لڑ پڑے کہ ان تینوں میں سے ہر ایک، ایک چھوٹی بچی کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھانا چاہتا تھا۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلح حدیث نمبر 2507 صفحہ نمبر 986﴾

حدیث نمبر-3

”دو اور احادیث وہ ہیں جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قرض کے لین دین پر لڑتے ہوئے نظر آتے ہیں، حوالہ یہ ہے:

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلح حدیث نمبر 2512 صفحہ نمبر 990﴾

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلح حدیث نمبر 2513 صفحہ نمبر 986﴾

طریقہ تبلیغ:

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سے کہا گیا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ عبد اللہ بن ابی کے پاس تشریف لے

جاتے۔ پس نبی کریم ﷺ ایک گدھے پر سوار ہو کر اُس کی جانب روانہ ہو گئے اور کتنے ہی مسلمان بھی آپ کے ساتھ چل دیئے۔ اور وہ زمین شور تھی، جب نبی کریم ﷺ اُس کے قریب پہنچے تو اُس نے کہا کہ دُور رہیے، خُدا کی قسم آپ کے گدھے کی بدبونی مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ ایک انصاری نے جواب دیا کہ خُدا کی قسم رسول اللہ ﷺ کے گدھے کی بو تم سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ عبد اللہ کی قوم کا ایک آدمی اس پر بھڑک اُٹھا اور دونوں کی آپس میں بدکلامی ہونے لگی، پھر دونوں کے ساتھی ان کی حمایت میں مشتعل ہو گئے اور وہ ڈنڈوں، ہاتھوں اور جوتوں سے ایک دوسرے کو مارنے لگے۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلح حدیث نمبر 2500 صفحہ نمبر 983﴾

ہم جانتے ہیں کہ عبد اللہ بن ابی، منافق تھا لیکن لڑنے والے لوگ کون تھے؟ دوسری بات یہ بھی یاد رکھنی چاہیے کہ حضور ﷺ، عبد اللہ بن ابی کے پاس جنگ کرنے نہیں گئے تھے بلکہ آپ تبلیغ کی غرض سے تشریف لے گئے تھے اور تبلیغ کا طریقہ یقیناً یہ نہیں ہوتا۔ اس راہ میں تو حکمت، اچھی گفتگو اور اچھا کردار پیش کرنے کا حکم ہے، جیسا کہ قرآن کا حکم ہے: اذْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿16/125﴾ ترجمہ: ”اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجیے یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بہکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے بھی پورا واقف ہے۔“



باب نمبر 115

صحیح بخاری کے مطابق

نماز عرش پر فرض ہوئی

نماز کی فرضیت کے متعلق قرآن کریم میں بہت زیادہ آیات آئی ہیں، ہم ان

میں سے صرف ایک کا حوالہ دے رہے ہیں:

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾ (2/110)

”اور نماز قائم کرو۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 110﴾

اللہ تعالیٰ نے نماز قائم کرنے کا حکم، قرآن کی وساطت سے دیا ہے لیکن اہل یہود نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برتری ثابت کرنے کیلئے ایک حدیث وضع کی اور ایک خاص پلاننگ کے تحت اسے اُمتِ مسلمہ کا عقیدہ بنا دیا، چنانچہ آج کا واعظ آنکھیں بند کیے، جھوم جھوم کر محراب و منبر سے اسی کو دُہرائے چلے جا رہا ہے۔ کہا یہ گیا کہ نبی کریم ﷺ پر پچاس نمازیں فرض کی گئی تھیں لیکن آپ کو (نعوذ باللہ) اس بات کا احساس نہیں ہوا کہ میری اُمت یہ نہ پڑھ سکے گی، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کی راہنمائی فرمائی اور نبی کریم ﷺ کو تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کے پاس واپس بھیجا، اس طرح پانچ نمازیں باقی رہ گئیں۔ یہاں ہمیں یہودیوں کا شکر یہ ادا کرنا چاہیے کہ یہ روایت وضع کرتے وقت انہوں نے پانچ نمازیں باقی رکھیں، ورنہ اسی روایت میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چوتھی مرتبہ بھی کہا تھا کہ اپنے رب کے پاس جائیے۔ اگر اس سے آگے یہ لکھ دیا جاتا کہ نبی کریم ﷺ چوتھی دفعہ گئے تو بقیہ پانچ بھی ختم کر دی گئیں تو قارئین کرام! آپ یقین کریں کہ پورا قرآن صرف نماز ہی کے متعلق کیوں نہ ہوتا، آج کے مُلّا نے اُمت کو یہی درس دینا

تھا کہ چونکہ صحیح بخاری میں آیا ہے کہ کوئی نماز فرض نہیں لہذا قرآن میں نماز کے متعلق تمام آیات منسوخ ہیں۔ مذکورہ حدیث ملاحظہ کیجیے:

”ابن حزم اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پس اللہ تعالیٰ نے میری اُمت پر پچاس نمازیں فرض کیں، میں اس کے ساتھ لوٹا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا۔ اُنہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ پر آپ کی اُمت کیلئے کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا پچاس نمازیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اپنے رب کی طرف واپس جائیے کیونکہ آپ کی اُمت میں یہ طاقت نہیں ہے۔ میں واپس لوٹا تو ان کا ایک حصّہ کم کر دیا گیا، اُنہوں نے کہا کہ اپنے رب کی طرف پھر جائیے کیونکہ آپ کی اُمت میں ان کی طاقت نہیں ہے، پس میں واپس گیا تو ایک حصّہ مزید کم کر دیا گیا۔ میں ان کی طرف آیا تو اُنہوں نے پھر کہا کہ اپنے رب کی طرف جائیے کیونکہ آپ کی اُمت میں ان کی طاقت بھی نہیں ہے۔ میں واپس لوٹا تو فرمایا کہ یہ پانچ ہیں اور یہی پچاس ہیں میرے نزدیک بات تبدیل نہیں ہوا کرتی۔ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو اُنہوں نے کہا کہ اپنے رب کی طرف جائیے، میں نے کہا کہ مجھے اب اپنے رب سے حیا آتی ہے، پھر مجھے لے کر چلے یہاں تک کہ سدرة المنتہی پر پہنچے۔“

- ✽ صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 339 صفحہ نمبر 234 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد دوم کتاب بَدْءِ الْخَلْقِ حدیث نمبر 440 صفحہ نمبر 223 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الْاَنْبِيَاءِ حدیث نمبر 568 صفحہ نمبر 268 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الْمَنَاقِبِ حدیث نمبر 1069 صفحہ نمبر 481 ✽

باب نمبر 116

صحیح بخاری کے مطابق

حضور ﷺ نے اپنی ران کھولی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُؤَارِي سَوْءَ آتِكُمْ
وَرِيْشًا وَّلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ
اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿7/26﴾

”اے اولادِ آدم! ہم نے تم پر اتارا لباس، جو ڈھانکے تمہارے ستر اور (موجب) زینت ہو، اور پرہیزگاری کا لباس سب سے بہتر ہے، یہ (لباس) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہے تاکہ وہ غور کریں۔“

﴿سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 26﴾

ستر کے بارے میں آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ مرد کا ستر، ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے۔ قرآن حکیم نے لباس کا مقصد ستر کو ڈھانکنا بتایا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضور ﷺ سے بڑھ کر قیامت تک اس دُنیا میں اپنی ستر کا محافظ اور کون ہو سکتا ہے۔ لیکن وضعی روایات کے اس میلے میں ہر وہ چیز دستیاب ہے جو قرآن سے متصادم ہو۔ حدیث ملاحظہ کیجیے:

حدیث نمبر 1

”امام ابو عبد اللہ بخاری نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جرہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت محمد بن ححش رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ ران چھپانے کی چیز ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ران کھولی۔ امام ابو عبد اللہ بخاری نے فرمایا کہ حدیث انسؓ کی سند زیادہ قوی ہے اور حدیث جرہد میں احتیاط زیادہ ہے، یوں ہم ان کے اختلاف سے نکل جاتے ہیں، حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے پر نبی کریم ﷺ نے اپنے گھٹنے ڈھانپ لیے۔ حضرت زید بن ثابت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر وحی نازل کی تو آپؐ کی ران میری ران پر تھی، مجھے اتنا بوجھ لگا کہ اپنی ران ٹوٹ جانے سے ڈرا۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ باب نمبر 253 صفحہ نمبر 241﴾

حدیث کو پرکھنے کا معیار:

آپ نے اس حدیث میں ”حدیث جرہد“ اور ”حدیث انس“ کو پڑھا، جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ان لوگوں کے نزدیک حدیث کو پرکھنے کا معیار کیا ہے۔ حدیث جرہد میں جو بات کہی گئی ہے وہ قرآن کے عین مطابق ہے، لیکن چونکہ یہ ان کے معیار پر پوری نہ اُتری لہذا اس کے بارے میں فرمایا کہ ”حدیث جرہد میں احتیاط زیادہ ہے“۔ جبکہ ”حدیث انس“ قرآن کے بھی خلاف ہے اور اس سے حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کا پہلو بھی نکلتا ہے لہذا اس کے بارے میں فرمایا کہ ”حدیث انس کی سند زیادہ قوی ہے“۔

اب اصل بات آپ کی سمجھ میں آئی کہ حدیث کو پرکھنے کا معیار آخر کار کیا نکلا..... یہی کہ جو روایت قرآن کے جتنے زیادہ خلاف ہوگی، وہ اتنی ہی زیادہ قوی ہوگی۔

حدیث نمبر-2

ایک لمبی حدیث کا منتخب حصہ پیش خدمت ہے:

”نبی کریم ﷺ، خیبر کی گلیوں میں جا رہے تھے اور میرا گھٹنا آپ کی ران سے لگ جاتا تھا۔ پھر آپ نے اپنی ران سے ازار ہٹا دی اور میں نبی کریم ﷺ کی ران کی سفیدی کو دیکھ رہا تھا۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 361 صفحہ نمبر 242﴾

حدیث نمبر-3

”غزوہٴ احد میں، میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور امّ سلیم کو دیکھا اور دونوں نے اپنے کپڑے اوپر چڑھائے ہوئے تھے جس کے باعث پنڈلیاں نظر آرہی ہیں اور اپنی پیٹھ پر مشکیزے اٹھا کر لاتی ہیں۔“

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1234 صفحہ نمبر 562﴾



باب نمبر 117

صحیح بخاری کے مطابق

قبلہ اول بیت المقدس ہے

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا
وَهُدًىٰ لِلْعَالَمِينَ ﴿3/96﴾

”بے شک سب سے پہلے جو گھر مقرر کیا گیا لوگوں کیلئے وہ ہے جو مکہ

میں ہے، برکت والا اور سارے جہانوں کیلئے ہدایت۔“

﴿سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 96﴾

مزید: ﴿2/125, 2/142-145, 14/37, 22/26, 22/29, 22/33﴾

مندرجہ بالا تمام آیات میں خانہ کعبہ کو قبلہ کہا گیا ہے، اسی کو قبلہ اول اور بیت العتیق کہا گیا ہے۔ مذہبی پیشوائیت کا شک و دور کرنے کیلئے فرمایا کہ قبلہ اول وہ ہے جو مکہ میں واقع ہے۔ گو کہ یہ طبقہ قرآن میں بیت المقدس کو قبلہ ثابت کرنے کی آیت تو داخل نہ کر سکا لیکن وضعی احادیث کی مدد سے قرآن کی من مانی تفسیریں کر کے انہوں نے سادہ لوح مسلمانوں کو باور کرا دیا کہ ہمارے نبی ﷺ پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے تھے لیکن بعد میں اللہ کا حکم آ گیا کہ خانہ کعبہ کی طرف منہ کر لیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حرم کعبہ میں حضور ﷺ اس طرح کھڑے ہوتے کہ کعبہ اور بیت المقدس ایک سیدھ میں پڑتے تھے، لیکن جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو مکہ اور بیت المقدس (یروشلم) دو مختلف سمتوں میں تھے، چونکہ اللہ نے خانہ کعبہ کو قبلہ کہا تھا اور ہمارا

ایمان بھی یہی ہے کہ آپ نے قرآن کے خلاف کوئی کام نہیں کیا لہذا آپ نے خانہ کعبہ کی طرف ہی منہ کر کے نمازیں ادا کیں۔ اتنی سی بات تھی جس کا فسانہ بنا دیا گیا۔ قرآن کے جن مقامات کی تفسیریں یہ لوگ توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اُن کی مختصر اوضاحت کر دی جائے:

یہودی، بنی اسرائیل یعنی حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد تھے اور قریش عرب حضرت اسمعیل علیہ السلام کی اولاد۔ بنی اسرائیل کو بنی اسمعیل کے ساتھ مخالفت بلکہ عداوت شروع سے چلی آرہی تھی۔ مشترک بات یہ تھی کہ یہ دونوں کسی آنے والے کا انتظار کر رہے تھے۔ بنی اسرائیل کا قومی مرکز (قبلہ) بیت المقدس تھا۔ اس پس منظر میں جب حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اعلان نبوت کیا تو یہ بات یہودیوں کو بہت ناگوار گزری کہ آنے والا نبی، بنی اسرائیل میں سے کیوں نہ آیا۔ بعد ازیں وہ طرح طرح کے اعتراضات کرتے رہتے تھے جن میں سے ایک قبلہ کے بارے میں بھی تھا، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَن قِبَلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا
قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ
﴿2/142﴾

”اب بیوقوف (یہودی) کہیں گے کہ مسلمانوں کو کس چیز نے اس قبلہ سے پھیر دیا جس پر وہ (یہودی) تھے۔ آپ فرمادیں مشرق اور مغرب اللہ ہی کا ہے۔ جو چاہے ہدایت حاصل کر لے سیدھے راستے کی طرف۔“ ﴿مفہوم القرآن﴾

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ
وَيَكُونَ الرُّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ

الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعَ الرَّسُولَ مِمَّنْ
يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَىٰ
الَّذِينَ هَدَىٰ اللَّهُ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ
اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرُؤُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿2/143﴾

”اور اسی طرح ہم نے تمہیں معتدل اُمت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو
اور رسول تم پر گواہ ہوں، جس قبلہ کو (اے رسول) آپ نے اختیار کیا
اسے ہم نے اس لیے قبلہ بنایا تاکہ معلوم ہو کہ کون رسول کی پیروی
کرتا ہے اور کون ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے اور بے
شک یہ بھاری بات تھی مگر ان پر (نہیں) جنہیں اللہ نے ہدایت دی
اور اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان ضائع نہ کرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ
لوگوں کے ساتھ بڑا شفیق، رحم کرنے والا ہے۔“ ﴿مفہوم القرآن﴾

جس نظام کو حضور ﷺ لے کر آئے اس کا مرکز خانہ کعبہ تھا اور ہے جو کہ قریش کے قبضہ میں
تھا۔ اس تصوّر سے حضور ﷺ کے قلبِ اطہر کی کیا کیفیت تھی، قرآن نے اگلی آیت میں
اس کو بیان کیا ہے:

قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ
قِبْلَةً تَرْضَاهَا ﴿2/144﴾

”ہمیں اس کا بھی علم ہے کہ تمہارے دل میں بار بار یہ آرزو بھر رہی
ہے کہ جس مقام (کعبہ) کو ہم نے اپنے نظام کا مرکز قرار دیا ہے،
اس پر قبضہ و تصرف بھی ہمارا ہی ہونا چاہیے، یہ ٹھیک ہے، ایسا ہو کر
رہے گا۔“ ﴿مفہوم القرآن﴾

یہ تھی مختصر آساری حقیقت، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور تمام صحابہ

کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، تمام عمر خانہ کعبہ کی طرف ہی منہ کر کے نماز ادا کرتے رہے۔ بیت المقدس چونکہ یہودیوں کا قبلہ تھا اس لیے یہ اعتراض یہودیوں کا تھا کہ پہلے سے موجود قبلے (بیت المقدس) کو چھوڑ کر نیا قبلہ بنا لیا گیا۔ یہ بات صحیح نہیں کہ مسلمان پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے تھے اور بعد میں خانہ کعبہ کو قبلہ قرار دے دیا گیا جیسا کہ درج ذیل حدیث میں کہا گیا ہے:

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آدمی نے ان کے پاس آ کر کہا کہ آج رات رسول اللہ ﷺ پر قرآن مجید نازل ہوا اور کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا کہ اس کی طرف منہ کیا کریں۔ اُن کے منہ شام کی طرف تھے لہذا وہ کعبہ کی طرف پھر گئے۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 391 صفحہ نمبر 252﴾



باب نمبر 118

صحیح بخاری کے مطابق

جس عورت پر چوری کا شک ہو، اُسے سب لوگوں کے
سامنے اَلْف ننگا کر کے اُس کی تلاشی لی جائے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

(1) إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ
آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ ﴿24/19﴾

”جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی پھیلے، اُن کیلئے دُنیا
وآخرت میں دردناک عذاب ہے۔“

﴿سورة النور سورہ نمبر 24 آیت نمبر 19﴾

(2) قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّي الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ
﴿7/33﴾

”اے نبی ﷺ! آپ فرمادیں کہ اللہ نے بے حیائیوں کو حرام قرار دیا
ہے خواہ یہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ۔“

﴿سورة الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 33﴾

(3) وَلَا تَقْرُبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ
﴿6/151﴾

”اور بے حیائی کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ یہ کھلی ہو یا چھپی ہو۔“

﴿سورة الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 151﴾

(4) وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ

﴿42/37﴾

’ایمان والے کبیرہ گناہوں اور بے حیائی سے بچتے ہیں۔‘

﴿سورۃ الشوریٰ سورہ نمبر 42 آیت نمبر 37﴾

مزید حوالہ جات: ﴿3/135, 23/3, 28/55, 25/72﴾

جنت میں بھی لغویت نہ ہوگی۔ ﴿19/62, 52/23, 56/25, 78/35﴾

ان آیات میں آپ نے ایک خاص بات نوٹ کی ہوگی کہ بے حیائی کا کام کرنا تو بڑی دُور کی بات ہے، اللہ تعالیٰ نے بے حیائی کی بات سننے سے بھی منع فرمایا ہے لیکن صحیح بخاری کی مندرجہ ذیل روایت دیکھ کر سخت حیرانگی ہوتی ہے کہ حدیث کی کتاب میں اس قسم کے واقعات داخل کرنے کا آخر کیا مقصد تھا:

حدیث نمبر-1

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ عرب کے کسی قبیلے کی ایک سیاہ فام لونڈی تھی جس کو انہوں نے آزاد کر دیا اور وہ اُن کے ساتھ تھی۔ اُن کی ایک دو شیزہ باہر نکلی، اُس نے سُرخ چمڑے کا ہار پہنا ہوا تھا جس میں موتی جڑے ہوئے تھے، وہ اُس نے اُتار کر رکھ دیا یا گر گیا۔ اُس پڑے ہوئے کے پاس سے چیل گزری اور گوشت سمجھ کر اُس پر چھٹی۔ اُسے تلاش کیا گیا لیکن نہ ملا۔ اُنہوں نے مجھ پر الزام لگایا اور میری تلاشی لی یہاں تک کہ شرمگاہ بھی دیکھی۔ خُدا کی قسم! میں اُن کے پاس کھڑی تھی جبکہ چیل گزری اور اُسے گرا دیا۔ وہ اُن کے درمیان میں گرا۔ میں نے کہا کہ وہ یہی تو ہے جس کا تم اپنے گمان سے مجھ پر الزام لگاتے ہو حالانکہ میں اس

سے بری ہوں یہ بالکل وہی ہے۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 423 صفحہ نمبر 264﴾

حدیث نمبر-2

صحیح بخاری جلد دوم میں بھی یہی حدیث آئی ہے جہاں ایک اور انکشاف کیا گیا ہے کہ جب لوگ میری شرمگاہ کی تلاشی لے رہے تھے اور مجھے مارا پیٹا جا رہا تھا، اُس وقت میرے ارد گرد بہت سے لوگ یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔ اس حدیث کا حوالہ بھی نوٹ کر لیں:

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 1018 صفحہ نمبر 459﴾

حدیث نمبر-3

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے کو آواز دی اور وہ اپنے عبادت خانے میں تھا۔ والدہ نے کہا اے جرتح! اُس نے کہا اے اللہ میری والدہ اور نماز۔ والدہ نے دوبارہ اور سہ بارہ کہا تو جرتح نے وہی جواب دیا۔ والدہ نے کہا اے اللہ! جرتح نہ مرے یہاں تک کہ کسی زانیہ کا منہ دیکھ لے۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول ابواب التہجد حدیث نمبر 1127 صفحہ نمبر 501﴾



باب نمبر 119

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہ کرامؓ پر الزامات کی بارش

صحیح بخاری کی ایک حدیث کو پہلے غور سے پڑھیے:

”نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مسجد نبویؐ کچی اینٹوں سے بنائی گئی تھی اور اس کی چھت شاخوں کی تھی اور کھجور کی لکڑی کے ستون تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں اضافہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک کی بنیادوں پر کچی اینٹوں، شاخوں اور کھجور کی لکڑی کے ستونوں سے تعمیر کیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں تبدیلی کی اور اس میں بہت سا اضافہ کیا اور اس کی دیواریں منقش پتھروں اور چونے سے تعمیر کیں اور اس کے ستون منقش پتھروں سے بنائے اور چھت سا گوان کی لکڑی سے بنوائی۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 430 صفحہ نمبر 267﴾

اس روایت کا آخری حصہ خاص طور پر قابل غور ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبویؐ کی تعمیر میں:

(1) بہت سا اضافہ کیا۔

(2) اس کی دیواریں منقش پتھروں اور چونے سے تعمیر کیں۔

(3) اس کے ستون منقش پتھروں سے بنائے۔

(4) اس کی چھت سا گوان کی لکڑی سے بنوائی۔

گویا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی کو آراستہ کیا۔

لیکن آپ اس روایت کا کیا کریں گے جس میں کہا گیا ہے کہ مسجد نبوی کو سُرخ یا

زرد کرنا:

(1) لوگوں کو فتنے میں ڈالنا ہے۔

(2) مسجد کی آباد کاری کو روکنا ہے۔

(3) یہ یہود و نصاریٰ کا عمل ہے۔

غور کریں کہ یہ الزامات کس محترم ہستی (حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر

لگائے جا رہے ہیں۔ یقیناً اب آپ وہ روایت پڑھنے کیلئے بے چین ہو رہے ہوں گے تو

ملاحظہ کیجئے:

”حضرت ابوسعید نے فرمایا کہ مسجد کی چھت کھجور کی شانوں کی تھی اور

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی تعمیر کرنے کا حکم دیا تو فرمایا

کہ میں لوگوں کو بارش سے بچانا چاہتا ہوں اور سُرخ یا زرد کرنے

سے بچنا ورنہ لوگ فتنے میں پڑ جائیں گے۔ حضرت انس رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لوگ اس پر فخر زیادہ کریں گے پھر انہیں آباد کم

کریں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم

یہود و نصاریٰ کی طرح انہیں آراستہ کرو گے۔“

صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ باب نمبر 303 صفحہ نمبر 267 ﴿﴾

گزشتہ صفحات میں زینت اختیار کرنے کے بارے میں آپ نسبتاً تفصیل سے

پڑھ چکے ہیں۔ یہاں ہم قرآن کریم کی صرف ایک آیت پیش کر رہے ہیں، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسجد نبویؐ کی خوبصورتی میں اضافہ کرنا درست تھا اور آپؐ پر یہ الزام کہ آپؐ نے لوگوں کو فتنے میں ڈالا، مسجد کی آباد کاری میں رُکاوٹ ڈالی یا آپؐ نے یہود و نصاریٰ والا کام کیا سراسر غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ
مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
خَالِصَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَلِكَ نَفْصَلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ
يَعْلَمُونَ ﴿7/32﴾

”آپؐ فرمادیں کس نے حرام کی ہے اللہ کی وہ زینت جو اُس نے اپنے بندوں کیلئے نکالی (پیدا کی ہے) اور پاک رِزق، آپؐ فرمادیں یہ دُنیا کی زندگی میں اُن لوگوں کیلئے ہے جو ایمان لائے اور خالص طور پر قیامت کے دن (انہیں کا حصہ ہے) اسی طرح ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں اُس گروہ کیلئے جو جانتے ہیں (علم والے ہیں)۔“

﴿سورة الاعراف سورة نمبر 7 آیت نمبر 32﴾

☆☆☆☆☆

باب نمبر 120

صحیح بخاری کے مطابق

مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کا تیر بہدف نسخہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا
وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ
الصَّابِرِينَ (46)

”اور اطاعت کرو اللہ کی، اور اُس کے رسول کی اور آپس میں جھگڑانہ کرو کہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا جاتی رہے گی (اُکھڑ جائے گی) اور صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“
صحیح بخاری کی ایک حدیث میں لکھا ہے:

”عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنی گدھی پر سوار ہو کر آیا اور اُن دنوں میں بالغ ہونے کے قریب تھا اور رسول اللہ ﷺ منیٰ میں دیوار کی آڑ کے بغیر لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، میں بعض صفوں کے سامنے سے گزرا اور گدھی کو چرنے کیلئے چھوڑ دیا۔ میں ایک صف میں شامل ہو گیا اور کسی نے مجھ پر اعتراض نہیں کیا۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 466 صفحہ نمبر 281﴾

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 816 صفحہ نمبر 396﴾

اس حدیث میں آپ نے پڑھا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمازیوں کی صفوں کے آگے سے گزرے لیکن درج ذیل حدیث میں حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے ہیں کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا شیطان ہے اور اس سے لڑنا چاہیے:

”حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے اور لوگوں سے سترہ کرے پھر کوئی آگے سے گزرنا چاہے تو اُسے روکے اگر نہ رُکے تو اُس سے لڑے کیونکہ وہ شیطان ہے۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 482 صفحہ نمبر 285﴾



باب نمبر 121

صحیح بخاری کے مطابق

نمازِ عشاء سے پہلے سونا منع ہے

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں لکھا ہے کہ:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، نمازِ عشاء سے پہلے سونے اور اس کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند فرمایا کرتے تھے۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب مواقیت الصلوٰۃ حدیث نمبر 538 صفحہ نمبر 304﴾

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب مواقیت الصلوٰۃ حدیث نمبر 569 صفحہ نمبر 313﴾

اس حدیث پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کیسے عمل کرتے تھے،

ملاحظہ کیجئے:

حدیث نمبر 1

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات کسی کام میں مشغول رہے اور اس (نمازِ عشاء) میں تاخیر کر دی یہاں تک کہ ہم مسجد میں سو گئے۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب مواقیت الصلوٰۃ حدیث نمبر 540 صفحہ نمبر 304﴾

حدیث نمبر 2

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ عشاء میں دیر کر دی، یہاں تک کہ حضرت عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز دی نماز، عورتیں اور بچے سو گئے۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب مواقیات الصلوٰۃ حدیث نمبر 539 صفحہ نمبر 304﴾

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 819 صفحہ نمبر 397﴾

کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وہی کام کرتے تھے جو نبی کریم ﷺ کو ناپسند تھے یا نعوذ باللہ حضور ﷺ اپنی ہی بات کی نفی کیا کرتے تھے۔



باب نمبر 122

صحیح بخاری کے مطابق

حضور ﷺ مقام محمود پر فائز نہیں ہوئے

قرآن کریم میں رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ
رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ﴿17/79﴾

”اور رات کا کچھ حصہ قرآن کی تلاوت کے ساتھ بیدار رہیں، یہ تمہارے لیے زائد ہے، عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں کھڑا کرے گا۔“

﴿سورۃ بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 79﴾

محمود کے معنی ہیں جس کی بہت زیادہ تعریف کی جائے۔ آج اگر صرف اذان کے حوالے سے بات کی جائے تو دنیا میں کوئی لمحہ ایسا نہیں گزر رہا جس میں حضور ﷺ کی تعریف نہ کی جا رہی ہو۔ آج غیر مسلم بھی یہ اعتراف کرتے ہیں کہ حضور ﷺ مقام محمود پر فائز ہیں لیکن درج ذیل حدیث میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ نعوذ باللہ حضور ﷺ مقام محمود پر ابھی فائز نہیں ہوئے لہذا سب مسلمان دُعا کریں کہ اللہ آپ کو اُس مقام پر فائز کرے:

”علی بن عباس، شعیب بن ابو حمزہ، محمد بن الکندر، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اذان سُن کر یہ دُعا کرے کہ اے اللہ! اس کامل دعوت اور قائم

ہونے والی نماز کے رب! محمد مصطفیٰ ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما
اور انہیں مقام محمود پر کھڑا کرنا تو اُس کیلئے قیامت کے روز میری
شفاعت حلال ہوگئی۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 584 صفحہ نمبر 318﴾

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1829 صفحہ نمبر 861﴾

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1830 صفحہ نمبر 862﴾



باب نمبر 123

صحیح بخاری کے مطابق

قرعہ اندازی سنتِ رسولؐ ہے

قرآن کریم انسانی فکر کو بڑی اہمیت دیتا ہے اور تاکید کرتا ہے کہ اپنے معاملات کے فیصلے عقل و فکر اور علم و بصیرت کی رُو سے کیا کرو، اس لیے ہر وہ رُو جس میں عقل و فکر کے چراغ گل کر کے ظن و تخمین اور قیاسات و توہمات سے فیصلے کیے جائیں، اس کے نزدیک مذموم ہیں لہذا قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿5/3﴾ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَلِكُمْ فَسُقُ

”تم پر حرام کیا گیا قرعہ کے تیروں کے ذریعے فال گیری کرنا، یہ

سب بدترین گناہ ہیں۔“ ﴿سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 3﴾

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ
وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ

﴿5/90﴾ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

”اے ایمان والو! اس کے سوا نہیں کہ شراب، بھو اور بُت اور قرعہ

اندازی ناپاک ہیں، شیطانی کام ہیں، سو ان سے بچو تا کہ فلاح

پاؤ۔“ ﴿سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 90﴾

لیکن صحیح بخاری میں قرعہ اندازی کو جائز قرار دیا گیا ہے بلکہ یہاں تک کہا گیا کہ

حضور ﷺ خود بھی قرعہ اندازی کیا کرتے تھے۔ کیا یہ بات تسلیم کی جاسکتی ہے کہ حضور ﷺ،

اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کیا کرتے تھے؟ ملاحظہ کیجیے چند احادیث:

حدیث نمبر-1

”عروہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے کہ آپ کے ساتھ جانے کیلئے کس کا نام نکلتا ہے۔“

- ✽ صحیح بخاری جلد اول کتاب الہبہ حدیث نمبر 2410 صفحہ نمبر 944 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد اول کتاب الشہادت حدیث نمبر 2473 صفحہ نمبر 968 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد اول کتاب الشہادت حدیث نمبر 2497 صفحہ نمبر 982 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد اول کتاب الشہادت حدیث نمبر 2498 صفحہ نمبر 982 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 142 صفحہ نمبر 90 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1861 صفحہ نمبر 889 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 195 صفحہ نمبر 111 ✽

حدیث نمبر-2

قسم کون کھائے گا..... قرعہ اندازی کرو۔

- ✽ صحیح بخاری جلد اول کتاب الشہادت حدیث نمبر 2484 صفحہ نمبر 977 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد اول کتاب الشہادت باب نمبر 1674 صفحہ نمبر 980 ✽

حدیث نمبر-3

اذان کون دے گا..... قرعہ اندازی کرو۔

- ✽ صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان باب نمبر 400 صفحہ نمبر 319 ✽

حدیث نمبر۔4

پہلی صف میں کون کھڑا ہوگا.....قرعہ اندازی کرو۔

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 682 صفحہ نمبر 351﴾

حدیث نمبر۔5

رہائش کیلئے قرعہ اندازی۔

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب التعمیر حدیث نمبر 1904 صفحہ نمبر 749﴾



باب نمبر 124

صحیح بخاری کے مطابق

مقام شہادت کی کوئی اہمیت نہیں

(1) اللہ کی راہ میں شہید ہو جانے والوں کے بارے میں قرآن میں ہے کہ:
 وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ
 أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿2/154﴾
 ”اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ
 ہیں لیکن تم اس کا شعور نہیں رکھتے۔“

(2) ﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 154﴾
 وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ
 أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿3/169﴾
 ”جو اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں مردہ خیال بھی نہ کرنا بلکہ وہ زندہ
 ہیں اور اپنے رب کے پاس سے رزق پاتے ہیں۔“

﴿سورة آل عمران سورة نمبر 3 آیت نمبر 169﴾
 دوسری طرف شہید کے مقام اور جہاد کی اہمیت کو کم کرنے کیلئے بہت سی حدیثیں
 وضع کی گئیں ملاحظہ کیجیے:

حدیث نمبر 1

”طاعون سے مرنے والا شہید ہے۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 620 صفحہ نمبر 328﴾

- ﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 682 صفحہ نمبر 351﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 94 صفحہ نمبر 77﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 95 صفحہ نمبر 77﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 683 صفحہ نمبر 288﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 685 صفحہ نمبر 289﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 684 صفحہ نمبر 288﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب القدر حدیث نمبر 1529 صفحہ نمبر 594﴾

حدیث نمبر-2

”پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے۔“

- ﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 620 صفحہ نمبر 328﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 682 صفحہ نمبر 351﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 94 صفحہ نمبر 77﴾

حدیث نمبر-3

”دُوب کرم جانے والا شہید ہے۔“

- ﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 620 صفحہ نمبر 328﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 682 صفحہ نمبر 351﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 94 صفحہ نمبر 77﴾

حدیث نمبر-4

”دَب کرم جانے والا شہید ہے۔“

- ﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 620 صفحہ نمبر 328﴾

- ﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 682 صفحہ نمبر 351﴾
 ﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 94 صفحہ نمبر 77﴾

حدیث نمبر-5

”جو اپنے مال کی حفاظت کرتا ہو امر جائے وہ شہید ہے۔“
 ﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب المظالم حدیث نمبر 2305 صفحہ نمبر 905﴾

حدیث نمبر-6

”دستوں سے مرنے والا بھی شہید ہے۔“
 ﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 684 صفحہ نمبر 288﴾
 پاکستان میں چھوٹے بچوں کو دستوں سے بچاؤ کیلئے حفاظتی ٹیکے لگائے جاتے ہیں، مذہبی پیشوائیت کو چاہیے کہ حکومت کے خلاف احتجاج کرے کیونکہ حکومت شہادت کی موت کی راہ میں حائل ہو رہی ہے۔



باب نمبر 125

صحیح بخاری کے مطابق

بارش والے دن مسجد میں نماز کیلئے

نہ جانا سنت ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿16/116﴾

”کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھ لو، سمجھ لو کہ اللہ پر بہتان بازی کرنے والے کامیابی سے محروم ہی رہتے ہیں۔“

﴿سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 116﴾

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں لکھا ہے:

”عبداللہ بن حارث سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کچھڑ والے روز ہمیں خطبہ دیا۔ چنانچہ مؤذن کو حکم دیا جب کہ وہ حی علی الصلوٰۃ پر پہنچا کہ الصلوٰۃ فی الحال کہو۔ پس بعض لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے گویا انہیں اعتراض تھا، فرمایا کہ شاید تمہیں اس پر اعتراض ہے حالانکہ ایسا اس

ہستی نے کیا جو مجھ سے بہتر تھی یعنی نبی کریم ﷺ نے اور یہ ضروری ہے اور میں تمہیں نکالنا پسند نہیں کرتا۔ حماد، عاصم، عبداللہ بن حارث نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے ناپسند کیا کہ تمہیں مشقت میں ڈالوں اور تم گھٹنوں تک کچھڑ میں لتھڑے ہوئے آؤ۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 633 صفحہ نمبر 333﴾

اس حدیث کے غلط ہونے کی دلیل اس کے اندر ہی موجود ہے مثلاً کہا گیا کہ:

(1) ابن عباسؓ نے ایک کچھڑ والے دن ہمیں خطبہ دیا۔

(2) مؤذن کو حکم دیا کہ.....

(3) بعض لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

”ہمیں خطبہ دیا“ کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ زیادہ لوگ مسجد میں موجود تھے۔ دوسرے یہ کہ مؤذن بھی موجود تھا۔ تیسری بات یہ کہ حدیث میں لکھا ہے کہ ”لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے“۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ لوگ بارش کے دن بھی مسجد میں موجود تھے۔ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب تمام نمازی مسجد میں موجود ہیں تو کس کو کہا جا رہا ہے کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔ یقیناً آپ بھی اس پر غور کریں گے۔

اس حدیث سے متضاد موقف رکھنے والی حدیث بھی موجود ہے جس سے ہماری

بات سچ ثابت ہوتی ہے کہ مندرجہ بالا حدیث وضعی ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

”ابو سلمہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو فرمایا کہ بادل آیا، بارش ہوئی، یہاں تک کہ چھت ٹپکنے لگی اور وہ کھجور کی شاخوں کی تھی۔ پس نماز کی اقامت کہی گئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو پانی اور مٹی میں سجدہ کرتے ہوئے

دیکھا، یہاں تک کہ مٹی کا اثر میں نے آپ کی پیشانی پر دیکھا۔“
 ﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 634 صفحہ نمبر 333﴾



باب نمبر 126

صحیح بخاری کے مطابق

پہلے کھانا پھر نماز

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿16/116﴾

”کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھ لو، سمجھ لو کہ اللہ پر بہتان بازی کرنے والے کامیابی سے محروم ہی رہتے ہیں۔“

﴿سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 116﴾

درج بالا قرآنی آیت کو ذہن میں رکھتے ہوئے صحیح بخاری کی یہ دو احادیث

ملاحظہ کیجیے:

”نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب رات کا کھانا سامنے رکھ دیا جائے اور نماز کی اقامت ہو جائے تو پہلے کھانا کھالیا کرو۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 636 صفحہ نمبر 334﴾

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 637 صفحہ نمبر 334﴾

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 638 صفحہ نمبر 334﴾

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان باب نمبر 433 صفحہ نمبر 334﴾

لیکن صحیح بخاری ہی کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے کھانا چھوڑ کر نماز پڑھی۔ ملاحظہ کیجیے:

”جعفر بن عمرو بن امیہ سے روایت ہے کہ اُن کے والد ماجد نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بکری کی دستی میں سے کاٹ کر کھاتے ہوئے دیکھا۔ پس آپ کو نماز کیلئے بلایا گیا تو چھری نیچے ڈال دی، پس نماز پڑھی اور تازہ وضو نہ کیا۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 639 صفحہ نمبر 335﴾



باب نمبر 127

صحیح بخاری کے مطابق

بزرگ ہستیوں پر گالی گلاچ کا الزام

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ

(1) الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ

(2) وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ﴿3-23/1﴾

”یقیناً ایمان والوں نے فلاح پائی جو اپنی نماز میں خشوع کرتے

ہیں اور جو لغویات سے منہ موڑ لیتے ہیں۔“

﴿سورۃ المؤمنون سورہ نمبر 23 آیت نمبر 1 تا 3﴾

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، حضور ﷺ کے تربیت یافتہ تھے، اُن کی زبانوں پر گالی گلوچ نہ تھا بلکہ پاکیزہ گفتگو تھی لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ یہ آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ ملاحظہ کیجیے:

حدیث نمبر 1

”عمرو بن عون، ہشیم، ابوبشر، عکرمہ سے روایت ہے کہ میں نے مقام

ابراہیم کے پاس ایک آدمی کو دیکھا کہ جھکتے اور اُٹھتے تکبیر کہتا اور جب

کھڑا ہوتا اور جب بیٹھتا تب بھی۔ میں نے حضرت ابن عباس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا تو فرمایا کہ تمہاری ماں مرے کیا یہ نبی کریم ﷺ کی

نماز نہیں۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 748 صفحہ نمبر 371﴾

حدیث نمبر-2

”موسیٰ بن اسماعیل، ہمام، قتادہ، عکرمہ سے روایت ہے کہ میں نے مکہ مکرمہ میں ایک بزرگ کے پیچھے نماز پڑھی تو اُس نے بائیس (22) تکبیریں کہیں۔ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ وہ احمق ہے، اُنہوں نے فرمایا تمہاری ماں روئے، یہ تو ابوالقاسم کی سنت ہے۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان حدیث نمبر 749 صفحہ نمبر 371﴾

حدیث نمبر-3

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ روانگی کی رات میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حیض آ گیا۔ عرض گزار ہوئیں کہ میرے خیال میں آپ حضرات کو میں روک لوں گی، فرمایا کہ بانجھ، سرمُنڈی، کیا تم نے یوم النحر کو طواف کیا تھا۔ عرض گزار ہوئیں ہاں۔ فرمایا تو پھر چلو۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب المناسک حدیث نمبر 1649 صفحہ نمبر 681﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث نمبر 302 صفحہ نمبر 153﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1089 صفحہ نمبر 428﴾

حدیث نمبر-4

”حضور ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تمہارا دادا ہنا ہاتھ خاک آلود ہو۔“

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1088 صفحہ نمبر 427﴾

یہ الفاظ اس ہستی سے منسوب کئے جا رہے ہیں جن کے بارے میں رب تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ تمام جہانوں کیلئے رحمت ہیں اور آپ اخلاقِ انسانی کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں (القرآن)۔

حدیث نمبر۔ 5 تا 8

مختلف مواقع پر مختلف صحابہ کرامؓ سے فرمایا ”تیری خرابی ہو“۔

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1096 صفحہ نمبر 430﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1097 صفحہ نمبر 431﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1098 صفحہ نمبر 431﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1099 صفحہ نمبر 431﴾



باب نمبر 128

صحیح بخاری کے مطابق

انسانوں کو غلام لونڈیاں بنانا جائز ہے

عرب کے قبائل عموماً ایک دوسرے سے جنگیں لڑتے رہتے تھے، ان جنگوں میں جو لوگ قید ہو جاتے، انہیں غلام اور لونڈیاں بنا لیا جاتا۔ حضور ﷺ کے اعلانِ نبوت کے وقت غلام لونڈیاں پورے عرب کی آبادی کا 75 فیصد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے غلامی کا دروازہ بند کر دیا۔ قرآن میں ہے کہ جنگی قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دو اور اگر وہ فدیہ نہ دے سکیں تو مفت ہی چھوڑ دو، مطلب یہ کہ انہیں اپنا غلام بنا کر نہ رکھو۔ پوری آیت ملاحظہ کیجیے:

فَإِذَا لَقِيتُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا
 أَثَخْتُمْوَهُمْ فَشُدُّوا الْوَتَاقَ فَمَا مَنَّا بَعْدَ وَ إِمَّا فِدَاءٌ
 حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ذَٰلِكَ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ
 لَانتَصَرْنَا مِنْهُمْ وَلَكِن لِّيَبْلُوَ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَالَّذِينَ
 قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَن يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ ﴿47/4﴾

”پھر جب کافروں سے تمہاری مڈ بھیر ہو تو گردنوں پر وار مارو۔ جب ان کو اچھی طرح کچل ڈالو تو اب خوب مضبوط قید و بند سے گرفتار کرو (پھر اختیار ہے) کہ خواہ احسان رکھ کر چھوڑ دو یا فدیہ لے کر تا وقتیکہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے۔ یہی حکم ہے اور اگر اللہ چاہتا تو (خود) ہی ان سے بدلہ لے لیتا لیکن (اُس کا منشا یہ ہے کہ تم

میں سے ایک کا امتحان دوسرے کے ذریعے سے لے لے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کر دیئے جاتے ہیں اللہ اُن کے اعمال ہرگز ضائع نہ کرے گا۔“

﴿سورۃ محمد سورہ نمبر 47 آیت نمبر 4﴾

قرآن کا حکم آنے سے پہلے جن لوگوں کو غلام اور لونڈیاں بنایا جا چکا تھا، اللہ تعالیٰ نے اُن کی آزادی کے سامان پیدا کر دیئے۔ ملاحظہ کیجیے:

سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 177	سورۃ البلد سورہ نمبر 90 آیت نمبر 13
سورۃ النور سورہ نمبر 24 آیت نمبر 33	سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 92
سورۃ المائدۃ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 89	سورۃ المجادلہ سورہ نمبر 58 آیت نمبر 3

اس کے بعد آئیے اُس حدیث کی طرف جس میں حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے اس

حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے ﴿نعوذ باللہ﴾

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھ لی۔ پڑھ کر سوار ہوئے اور کہا اللہ اکبر، خیبر برباد ہو گیا۔ ہم جس قوم کے میدان میں اترے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح خراب ہو جاتی ہے۔ وہ نکلے اور گلیوں میں یہ کہہ رہے تھے، محمد اور فوج۔ راوی کا بیان ہے کہ انہیں فوج۔ پس رسول اللہ ﷺ اُن پر غالب آئے۔ پس لڑنے والوں کو قتل اور عورتوں بچوں کو قید کر لیا۔ چنانچہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصے میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں اور رسول اللہ ﷺ کی ہو گئیں۔ پھر آپ نے اُن سے نکاح کر لیا اور آزادی کو اُن کا مہر قرار دیا۔ عبدالعزیز نے ثابت سے کہا کہ اے ابو

محمد! کیا آپ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ ان کا
 مہر کیا مقرر ہوا، فرمایا کہ ان کی ذات۔ اس پر وہ مسکرائے۔“
 ﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب صلوٰۃ الخوف حدیث نمبر 898 صفحہ نمبر 421﴾



باب نمبر 129

صحیح بخاری کے مطابق

کوئی نہیں جانتا کہ رحمِ مادر میں کیا ہے اور بارش کب برے گی

ارشادِ خداوندی ہے:

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا
فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا
تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

﴿31/34﴾

”بے شک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم، وہی بارش نازل کرتا ہے اور وہ جانتا ہے جو ماں کے رحم میں ہے، اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا، بے شک اللہ علم والا خبردار ہے۔“

﴿سورۃ لقمن سورہ نمبر 31 آیت نمبر 34﴾

اس آیت میں جن امور کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص نہیں

جانتا یعنی اس کا علم صرف اور صرف خدا کو ہے، وہ تین ہیں:

1. قیامت کا علم کہ کب آئے گی۔

2. انسان کل کیا کرے گا۔

3. انسان کس زمین میں مرے گا۔

مذکورہ بالا آیت میں دو باتیں اور بھی بیان کی گئیں ہیں:

1. وہی بارش نازل کرتا ہے۔

2. وہ جانتا ہے جو ماں کے رحم میں ہے۔

ان دو کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے صرف اتنا فرمایا ہے کہ ان کا علم خدا کے پاس بھی ہے لیکن یہ نہیں فرمایا کہ انسان ان دو کا علم حاصل نہیں کر سکے گا۔ اگر ان دو امور کے بارے میں بھی قرآن میں آجاتا کہ انسان ان کے بارے میں علم حاصل نہیں کر سکے گا تو یہ بات حقیقت کے خلاف ہوتی کیونکہ آج بارش کے بارے میں پیشگی بتا دیا جاتا ہے کہ کہاں برسے گی اور یہ بھی بتا دیا جاتا ہے کہ عورت کے رحم میں بچہ ہے یا بچی۔ قرآن کی اس واضح آیت کے مقابلے میں صحیح بخاری میں ایک حدیث وضع کر کے غیر مسلموں کو اعتراض کا موقع فراہم کیا گیا ہے، ملاحظہ کیجیے:

”حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ غیب کی کنجیاں پانچ چیزیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا یعنی کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا، اور کوئی نہیں جانتا کہ رحموں میں کیا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا کمائے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب برسے گی۔“

صحیح بخاری جلد اول ابواب الاستسقاء حدیث نمبر 978 صفحہ نمبر 449 ﴿

صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1808 صفحہ نمبر 848 ﴿



باب نمبر 130

صحیح بخاری کے مطابق حضور ﷺ نے سورہ نجم میں سجدہ کیا

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے:

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورہ نجم کا سجدہ کیا تو آپ کے ساتھ مسلمانوں اور مشرکوں نیز جڑوں اور انسانوں نے سجدہ کیا۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول ابواب سجود القرآن حدیث نمبر 1006 صفحہ نمبر 461﴾

﴿صحیح بخاری جلد اول ابواب سجود القرآن حدیث نمبر 1005 صفحہ نمبر 461﴾

جبکہ درج ذیل دو احادیث میں سورہ نجم کے سجدے کا انکار کیا جا رہا ہے:

حدیث نمبر-1

”یزید بن عبد اللہ ابن قسیط نے عطاء بن یسار سے روایت کی ہے کہ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی

کریم ﷺ کے سامنے سورہ والنجم پڑھی تو آپ نے سجدہ نہیں کیا۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول ابواب سجود القرآن حدیث نمبر 1008 صفحہ نمبر 461﴾

حدیث نمبر-2

”عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن

ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو فرمایا کہ انہوں نے نبی کریم

ﷺ کے حضور سورہ والنجم پڑھی تو آپ نے اُس میں سجدہ نہیں کیا۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول ابواب سجود القرآن حدیث نمبر 1007 صفحہ نمبر 461﴾

سجدہ کے معنی اطاعت کرنا، فرمان پذیری، سر تسلیم خم کرنا اور جھک جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ، قرآن مجید میں اپنے احکامات کی اطاعت کا حکم دے رہا ہے جبکہ مذہبی پیشوائیت ابھی تک اس چکر سے نہیں نکل سکی کہ سورہٴ نجم کی تلاوت پر سجدہ کرنا واجب ہوتا ہے یا نہیں کیونکہ دونوں قسم کی حدیثیں موجود ہیں جو کہ آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ روایات کا یہ شدید اختلاف ہی ان کے مشکوک ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

باب نمبر 131

صحیح بخاری کے مطابق

حضور ﷺ نمازِ چاشت پڑھتے تھے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نماز کو فرض قرار دیا تو حضور ﷺ نے اُمت کو اس کا طریقہ سکھلا دیا۔ کیا ایسی بھی کوئی نماز ہے جو حضور ﷺ نے تو ساری زندگی نہ پڑھی ہو لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ازواجِ مطہرات نے خود سے وضع کر کے پڑھنی شروع کر دی ہو اور آج تک اُس کو پڑھا جا رہا ہو، اس کا جواب صحیح بخاری میں موجود ہے، ملاحظہ کیجیے:

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نمازِ چاشت پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن میں پڑھتی ہوں۔“

صحیح بخاری جلد اول ابواب التہجد حدیث نمبر 1102 صفحہ نمبر 491 ﴿﴾

صحیح بخاری جلد اول ابواب تقصیر الصلوٰۃ حدیث نمبر 1056 صفحہ نمبر 477 ﴿﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر حضور ﷺ کے معمولات سے کون واقف ہوگا اور آپ سے بڑھ کر کون حضور ﷺ کی سُنّت کی پیروی کرنے والا ہو سکتا ہے، آپ فرما رہی ہیں کہ حضور ﷺ نے ساری زندگی نمازِ چاشت نہیں پڑھی تو کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ جان بوجھ کر حضور ﷺ کی سُنّت کی خلاف ورزی کرتی تھیں؟ دوسری طرف صحیح بخاری کی ایک حدیث میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نمازِ چاشت پڑھنے کی وصیت فرمائی تھی۔ ملاحظہ کیجیے:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے میرے خلیل

ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے کہ مرتے دم تک انہیں نہ چھوڑوں۔ ہر مہینے تین روزے رکھنا، نمازِ چاشت پڑھنا اور سونے سے پہلے وتر پڑھ لینا۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول ابواب التہجد حدیث نمبر 1103 صفحہ نمبر 492﴾

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الصیام حدیث نمبر 1849 صفحہ نمبر 750﴾

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ازواجِ مطہراتؓ، حضور ﷺ کی کامل پیروی کرتے تھے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ایسی نماز جسے حضور ﷺ نے ساری عمر پڑھا ہی نہ ہو لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ازواجِ مطہراتؓ نے خود ہی ایجاد کر کے پڑھنی شروع کر دی ہو؟



باب نمبر 132

صحیح بخاری کے مطابق

مردے سنتے ہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

(1) وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُورِ ﴿35/22﴾

”اور آپ اُن کو سنانے والے نہیں جو قبروں میں ہیں۔“

﴿سورۃ فاطر سورہ نمبر 35 آیت نمبر 22﴾

نیز دیکھیے سورۃ النمل سورہ نمبر 27 آیت نمبر 80 اور سورۃ الروم سورہ نمبر 30 آیت

نمبر 52۔

(2) وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا

يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ

غَافِلُونَ ﴿46/5﴾

”اس سے بڑا گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا اُس کو پکارتا ہے جو اُسے جواب

نہ دے گا قیامت کے دن اور وہ اُن کے پکارنے سے بھی بے خبر

ہیں۔“

﴿سورۃ الاحقاف سورہ نمبر 46 آیت نمبر 5﴾

(3) وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ

يُخْلَقُونَ (20) أَمْوَاتٌ غَيْرٌ أَحْيَاءَ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ

يُبْعَثُونَ ﴿16/20-21﴾

”اور وہ جنہیں پکارتے ہیں اللہ کے سوا وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے

بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں، مُردے ہیں، زندہ نہیں، اور وہ نہیں جانتے کہ وہ کب اُٹھائے جائیں گے۔“

﴿سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 20 تا 21﴾

(4) وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿27/65﴾

”اور وہ (مُردے) نہیں جانتے کہ وہ کب (جی) اُٹھائے جائیں

گے۔“ ﴿سورۃ النمل سورہ نمبر 27 آیت نمبر 65﴾

قرآن کی ان واضح آیات کے باوجود صحیح بخاری میں ہے کہ مُردے زندہ انسانوں کے جوتوں کی آہٹ تک سُن لیتے ہیں، ملاحظہ کیجیے:

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

نے فرمایا کہ بندے کو جب اُس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اُس

کے ساتھی واپس چل دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ اُن کے جوتوں کی

آہٹ سُن رہا ہوتا ہے تو اُس کے پاس دو فرشتے آکر اُسے بٹھا لیتے

ہیں اور کہتے ہیں کہ تُو اِس شخص کے متعلق کیا کہتا ہے؟ یعنی محمد

مصطفیٰ ﷺ کے متعلق۔ وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے

بندے اور اس کے رسول ہیں، اُس سے کہا جاتا ہے کہ جہنم میں اپنا

ٹھکانہ دیکھ کہ اس کے بدلے تجھے اللہ نے جہنم میں ٹھکانہ دیا ہے۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الجنازہ حدیث نمبر 1251 صفحہ نمبر 544﴾

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الجنازہ حدیث نمبر 1284 صفحہ نمبر 557﴾

باب نمبر 133

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہؓ ضرورت سے زائد
مال و زرع رکھتے تھے

- (1) وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ ﴿2/219﴾
 ”آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا کچھ خرچ کریں، آپ فرمادیں کہ تمہاری ضروریات سے جو بھی زائد ہے وہ سارے کا سارا خرچ کر دو۔“
 ﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 219﴾
- (2) وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿9/34﴾
 ”جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، سو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دو۔“
 ﴿سورة التوبة سورة نمبر 9 آیت نمبر 35﴾
- (3) كَلَّا إِنَّهَا لَأَطَىٰ ﴿نَزَّاعَةٌ لِّلشَّوٰى﴾ تَدْعُو مَنَٰ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ﴿وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ﴾ ﴿70/15-18﴾
 ”بے شک بھڑکتی ہوئی آگ ہے، کھال اُدھیڑنے والی، وہ بلاتی ہے جس نے پیٹھ پھیری اور منہ پھیر لیا اور مال جمع کیا اور اُسے بند رکھا۔“
 ﴿سورة المعارج سورة نمبر 70 آیت نمبر 15 تا 18﴾
- (4) وَيُلِّ لِكُلِّ هَمَزَةٍ لَّمَزَةٍ ﴿الَّذِي جَمَعَ مَالًا﴾

وَعَدَّدَهُ ☆ يَحْسَبُ أَنْ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ☆ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ
فِي الْحُطَمَةِ ☆ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ☆ نَارُ اللَّهِ
الْمُوقَدَةُ ☆ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ ☆ إِنَّهَا عَلَيْهِمُ
مُؤَصَّدَةٌ ☆ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴿9-104/1﴾

”خرابی ہے ہر طعنہ زن، عیب جو کیلئے جس نے مال جمع کیا اور اُسے
رگن رگن کر رکھا، وہ گمان کرتا ہے کہ اُس کا مال اُسے ہمیشہ رکھے گا،
ہرگز نہیں وہ ضرور حطمہ میں ڈالا جائے گا اور تم کیا سمجھے حطمہ کیا ہے؟
اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ جو دلوں تک جا پہنچے گی، وہ اُن پر بند کی
ہوئی ہے لہے لہے ستونوں میں۔“

﴿سورۃ الہمزہ سورہ نمبر 104 آیت نمبر 1 تا 9﴾

جو بخل کرتے ہیں اُن کیلئے ذلت والاعذاب ہے۔

(5) الَّذِينَ يَبْخُلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ
مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا
مُهِينًا ﴿4/37﴾

”اور جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل سکھاتے ہیں، اور وہ
چھپاتے ہیں جو اللہ نے اُنہیں اپنے فضل سے دیا، اور ہم
نے (ان) کافروں کیلئے تیار کر رکھا ہے ذلت والاعذاب۔“

﴿سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 37﴾

بخل کرو گے تو اللہ دوسری قوم کو لے آئے گا۔

(6) هَا أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنْكُمْ
مَنْ يَبْخُلُ وَمَنْ يَبْخُلْ فَإِنَّمَا يَبْخُلُ عَنِ نَفْسِهِ وَاللَّهُ

الْغِنَىٰ وَأَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبَدِلْ قَوْمًا
 غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ﴿47/38﴾

”ہاں! تم ہی وہ لوگ ہو، تمہیں پکارا جاتا ہے کہ اللہ کے راستے میں
 خرچ کرو، پھر تم میں سے کوئی ایسا ہے جو بخل کرتا ہے اور جو بخل کرتا
 ہے تو اس کے سوا نہیں کہ وہ اپنے آپ سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے
 نیاز ہے اور تم (خود اس کے) محتاج ہو اور اگر تم رُوگردانی کرو گے تو وہ
 تمہارے سوا (تمہاری جگہ) کوئی دوسری قوم بدل دے گا اور وہ
 تمہارے جیسے نہ ہوں گے۔“

﴿سورۃ محمد سورہ نمبر 47 آیت نمبر 38﴾

(7) وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ ☆ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ ☆
 فَسَنِيْسِرُهُ لِلْعُسْرَىٰ ☆ وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا
 تَرَدَّىٰ ﴿92/8-11﴾

”اور جس نے بخل کیا اور بے پروا رہا اور جھٹلایا اچھی بات کو، پس ہم
 عنقریب اُس کیلئے دشواری آسان کر دیں گے اور اُس کا مال اُس کو
 فائدہ نہ دے گا جب وہ نیچے گرے گا۔“

﴿سورۃ ایل سورہ نمبر 92 آیت نمبر 8 تا 11﴾

(8) لَا يَكُونُ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ ﴿59/7﴾

”دولت مالداروں کے ہاتھوں میں ہی گردش نہ کرتی رہے۔“

﴿سورۃ الحشر سورہ نمبر 59 آیت نمبر 7﴾

مال و دولت، وجہ تقربِ خداوندی نہیں۔

(9) وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرَّبُكُمْ عِنْدَنَا

زُلْفَىٰ إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ
جَزَاءُ الضَّعْفِ بِمَا عَمِلُوا وَهُمْ فِي الْغُرَفَاتِ آمِنُونَ

﴿34/37﴾

”اور نہیں تمہارے مال اور اولاد (ایسے) کہ تمہیں درجہ میں ہمارے
نزدیک کر دیں، مگر جو ایمان لایا اور اُس نے اچھے عمل کیے تو اُن ہی
لوگوں کیلئے دوگنی جزا ہے اُس کے بدلے جو انہوں نے کیا، اور وہ بالا
خانوں میں اطمینان سے ہوں گے۔“

﴿سورۃ سبأ سورہ نمبر 34 آیت نمبر 37﴾

قرآن کی ان آیات کے برعکس صحیح بخاری کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ
تعالیٰ علیہم اجمعین کی مالی حالت ملاحظہ کیجیے:

”حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول
اللہ ﷺ جب ہمیں صدقہ کا حکم فرماتے تو ہم میں سے کوئی مزدوری
کرنے بازار کی طرف چلا جاتا اور ایک مُدّ حاصل کرتا جبکہ آج ہم
میں سے بعض کے پاس ایک لاکھ درہم بھی ہیں۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الزکوٰۃ حدیث نمبر 1326 صفحہ نمبر 572﴾

☆☆☆☆☆

باب نمبر 134

صحیح بخاری کے مطابق

جہاد ضروری نہیں ہے

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

(1) قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿9/24﴾

”آپ فرمادیں اگر تمہارے باپ دادا، تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے اور مال جو تم نے کمائے اور تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو، اور حویلیاں جن کو تم پسند کرتے ہو، تمہیں اللہ سے اور اُس کے رسول سے اور اُس کی راہ میں جہاد سے زیادہ پیارے ہوں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ جائے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

﴿سورة التوبة سورة نمبر 9 آیت نمبر 24﴾

(2) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

﴿5/54﴾

”اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسی قوم لائے گا جنہیں وہ دوست رکھتا ہے اور وہ اُسے دوست رکھتے ہیں، وہ مومنوں پر نرم ہیں، کافروں پر زبردست ہیں، اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔“

﴿سورة المائدة سورة نمبر 5 آیت نمبر 54﴾

(3) لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَاللَّهُ عَلَيْهِمُ بِالْمُتَّقِينَ ﴿9/44﴾

”آپ سے وہ لوگ رخصت نہیں مانگتے جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ جہاد کریں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اور اللہ متقی لوگوں کو خوب جانتا ہے۔“

﴿سورة التوبة سورة نمبر 9 آیت نمبر 44﴾

(4) وَإِذَا أَنْزَلَتْ سُورَةٌ أَنْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَجَاهَدُوا مَعَ رَسُولِهِ اسْتَأْذِنَكَ أُولَاطِطُولٍ مِنْهُمْ وَقَالُوا ذَرْنَا نَكُنْ مَعَ الْقَاعِدِينَ (86) رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ﴿9/86-87﴾

”اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اُس کے رسول کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو ان میں سے مقدور والے آپ سے اجازت چاہتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں چھوڑ دے کہ ہم بیٹھرہ

جانے والوں میں سے ہو جائیں۔ وہ راضی ہوئے کہ پیچھے رہ جانے والی عورتوں کے ساتھ ہو جائیں اور مہر لگ گئی اُن کے دلوں پر، سو وہ نہیں سمجھتے۔“

﴿سورة التوبة سورة نمبر 9 آیت نمبر 86 تا 87﴾

(5) أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿9/19﴾

”کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلا دینا اور مسجد حرام کی خدمت کرنا اُس کے برابر کر دیا ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دِن پر ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرے، یہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

﴿سورة التوبة سورة نمبر 9 آیت نمبر 19﴾

(6) لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿4/95﴾

”اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بغیر عذر کے بیٹھ رہنے والے مومن برابر نہیں، اپنے مالوں اور اپنی

جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے درجوں میں بہت فضیلت دے رکھی ہے اور یوں تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو خوبی اور اچھائی کا وعدہ دیا ہے لیکن مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر بہت بڑے اجر کی فضیلت دے رکھی ہے۔“

﴿سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 95﴾

اللہ کے نزدیک تو جہاد ایک افضل عمل ہے لیکن صحیح بخاری کے نزدیک جہاد کیا

اہمیت ہے، ملاحظہ کیجیے:

”اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم جہاد کو افضل عمل سمجھتے ہیں تو کیا ہم بھی جہاد کیا کریں؟ فرمایا کہ افضل جہاد برائیوں سے پاک حج ہے۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب المناسک حدیث نمبر 1423 صفحہ نمبر 608﴾

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میری بیوی حج کرنے جا رہی ہے اور میرا نام فلاں غزوہ میں لکھ لیا گیا ہے، فرمایا کہ غزوہ میں نہ جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔“

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 217 صفحہ نمبر 118﴾



باب نمبر 135

صحیح بخاری کے مطابق

مکافاتِ عمل کی کوئی حیثیت نہیں

اسلام کا سارا نظام قانونِ مکافاتِ عمل پر قائم ہے۔ مکافاتِ عمل کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کام کا ایک نتیجہ متعین کر دیا ہے، انسان جب بھی کوئی کام کرتا ہے خواہ وہ اچھا ہو یا بُرا، اُس کا نتیجہ ضرور بالضرور برآمد ہوتا ہے، اگر کام اچھا ہے تو نتیجہ اچھا اور اگر کام بُرا ہے تو نتیجہ بھی بُرا۔ اس قانون کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: ”آپ اللہ کے قانون کو بدلتا ہوا نہ پائیں گے“ ﴿سورۃ الفاطر سورہ نمبر 35 آیت نمبر 43، سورۃ بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 77، سورۃ الفتح سورہ نمبر 48 آیت نمبر 23، سورۃ الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 38﴾

طبیعی کائنات میں انسان کے سوا ہر چیز تو انینِ خداوندی کے مطابق کام کر رہی ہے۔ اللہ نے فرمایا: ”آسمانوں اور زمین کی ہر شے اور فرشتے وہی کچھ کر رہے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے“ ﴿سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 49 تا 50﴾

ہم یہاں انسانی دنیا کی بات کرنا چاہتے ہیں، انسانی دنیا میں زندگی کے دو حصے ہوتے ہیں۔ طبعی زندگی اور انسانی زندگی۔ طبعی زندگی میں تمام کام طبعی قوانین کے مطابق طے پاتے ہیں مثلاً کھانا، پینا، سونا، جاگنا، صحت، بیماری اور موت وغیرہ۔ اس میں انسان کے اختیار و ارادہ اور علم کی بھی شرط نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر آگ میں اُننگلی ڈالنے سے اُننگلی جل جائے گی اور تکلیف ہوگی۔ اس میں اس بات کی کوئی قید نہیں کہ انسان کو اس کا علم ہو کہ آگ میں اُننگلی جل جاتی ہے تو اُننگلی جلے اور اگر اس کو اس کا علم نہ ہو تو اُننگلی نہ جلے۔ دوسری بات یہ کہ یہ بھی ضروری نہیں کہ انسان اپنے ارادے اور فیصلے سے اُننگلی

ڈالے تو اُننگی جلے اور اگر کوئی دوسرا شخص اس کی اُننگی زبردستی آگ میں ڈال دے تو اُننگی نہ جلے۔ اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ یہ قانون اس قدر اٹل ہے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ اُننگی میری جلے اور در کسی اور کو ہونے لگے۔ اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ کوئی میرے درد میں سے کچھ حصہ لے لے اور میری تکلیف میں تخفیف ہو جائے۔ نہ ہی یہ ممکن ہے کہ کسی کی سفارش پر درد مٹ جائے یا میں رشوت دے کر اپنا درد ختم کروا لوں۔

دوسری طرف انسانی زندگی میں معاشرہ کچھ قوانین و ضوابط مرتب کرتا ہے جن کی پابندی سب افراد کیلئے ضروری ہوتی ہے، جو ان قوانین کی خلاف ورزی کرتا ہے، معاشرہ اُسے مجرم قرار دیتا ہے اور اپنے وضع کردہ قانون کے تحت مجرم کو سزا دیتا ہے، یہ بھی قانونِ مکافات ہی کی ایک شکل ہے لیکن اس میں اور طبعی قوانین میں ایک بڑا اہم فرق ہے، وہ یہ کہ معاشرہ کے نظامِ عدل کی رُو سے ممکن ہے ایک آدمی قانون شکنی کرے لیکن نظامِ عدل کی گرفت میں نہ آئے۔ دوسری صورت یہ کہ گرفت میں آئے بھی تو کسی نہ کسی طرح اپنے جرم کی سزا پانے سے بچ جائے رشوت سے، سفارش سے یا فریب دہی سے وغیرہ۔ جو شخص اس طرح قانون شکنی کی سزا سے محفوظ رہ جائے، اس میں اور قانون کی پیروی کرنے والے شخص میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ دونوں فریق معاشرے کی نگاہ میں ”باعزت شہری“ ہوتے ہیں اور جب معاشرے میں قانون شکنی عام ہو جائے تو قانون شکن، اُن لوگوں کے مقابلے میں جو قانون کی پابندی کرتے ہیں، زیادہ مزے میں رہتے ہیں کیونکہ یہ جائز اور ناجائز ہر طریقے سے مفاد حاصل کر لیتے ہیں اور عیش کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

قرآنی نظریہ زندگی:

اس نظریہ کی رُو سے انسان کی زندگی محض طبعی نہیں بلکہ اس کے علاوہ ایک اور شے بھی ہے جس کا نام انسانی ذات ہے۔ انسان دُنیا میں جو بھی کام کرتا ہے اُس کا اثر اس

کی ذات پر پڑتا ہے، اچھے کام کا اچھا اثر اور بُرے کام کا بُرا اثر۔

جس طرح طبعی زندگی کے مطابق آگ میں اُنکلی ڈالنے سے اُنکلی جل جاتی ہے اسی طرح قرآنی نظریہ زندگی کے مطابق جب انسان اچھا یا بُرا کام کرتا ہے تو اُس کا اثر اس کی ذات پر پڑتا ہے۔ مزید یہ کہ طبعی زندگی کی طرح قرآنی نظریہ حیات میں بھی کسی پولیس، عدالت یا انتظامیہ وغیرہ کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ نتیجہ از خود مرتب ہو جاتا ہے مثلاً ایک شخص کسی دوسرے شخص کو ناحق قتل کرنے کا ارادہ کرتا ہے لیکن اُسے موقعہ نہیں ملتا، یہ شخص معاشرے کے نظامِ عدل کی رُو سے مجرم نہیں قرار پائے گا لیکن اُس کی اس بُری نیت کا اثر اس کی ذات پر مرتب ہو جاتا ہے۔ دوسری مثال یہ کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص کو ناحق قتل کر دیتا ہے لیکن رشوت سے، سفارش سے، فریب دہی سے یا کسی بھی طریقے سے سزا سے بچ جاتا ہے لیکن اس کی ذات پر اس کا اثر ضرور بالضرور مرتب ہوتا ہے، فرمانِ خداوندی ہے کہ ”آج تمہیں بدلہ دیا جائے گا اُس کا جو تم کرتے تھے“ ﴿سورۃ الجاثیہ سورہ نمبر 45 آیت نمبر 28، سورۃ الطور سورہ نمبر 52 آیت نمبر 16، سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 147، سورۃ یونس سورہ نمبر 10 آیت نمبر 52، سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 180، سورۃ ابراہیم سورہ نمبر 14 آیت نمبر 51، سورۃ الھود سورہ نمبر 11 آیت نمبر 111، سورۃ العنکبوت سورہ نمبر 29 آیت نمبر 7، سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 111، سورۃ المؤمن سورہ نمبر 40 آیت نمبر 17، سورۃ الزمر سورہ نمبر 39 آیت نمبر 70﴾

اجر دوسروں کو منتقل نہیں کیا جاسکتا:

یہاں ہم وہ قرآنی آیات بیان کرنا چاہتے ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ انسان دُنیا میں جو عمل بھی کرتا ہے اُس کا اثر صرف اُس کی اپنی ذات پر مرتب ہوتا ہے نہ کہ کسی دوسرے کی ذات پر، یعنی یہ ہونہیں سکتا کہ چوری کرنے کا ارادہ میں کروں لیکن اس کے

بڑے اثرات کسی دوسرے شخص کی ذات پر مرتب ہو جائیں یا عملِ صالح میں کروں لیکن اس کے خوشگوار نتائج کسی اور کی ذات پر مرتب ہو جائیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ عَمِلْ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ﴿41/46﴾

”جس نے اچھے عمل کیے تو اپنی ذات کیلئے کیے اور جس نے بُرائی کی اُس کا وبال اُسی پر ہوگا۔“

﴿سورۃ حم السجدہ سورہ نمبر 41 آیت نمبر 46﴾

اس مضمون کی مزید آیات کے حوالہ جات پیش خدمت ہیں:

سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 286	سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 111
سورۃ الروم سورہ نمبر 30 آیت نمبر 44	سورۃ یونس سورہ نمبر 10 آیت نمبر 108
سورۃ بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 15	سورۃ الزمر سورہ نمبر 39 آیت نمبر 41
سورۃ الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 164	سورۃ بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 7
سورۃ النمل سورہ نمبر 27 آیت نمبر 41	سورۃ لقمان سورہ نمبر 31 آیت نمبر 12
سورۃ الجاثیہ سورہ نمبر 45 آیت نمبر 15	سورۃ الفاطر سورہ نمبر 35 آیت نمبر 18
سورۃ الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 31	سورۃ النجم سورہ نمبر 53 آیت نمبر 38

ان آیات میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ انسان کے اچھے یا بُرے عمل کا فائدہ یا نقصان صرف اُسی کو ہوتا ہے لیکن صحیح بخاری کی درج ذیل احادیث میں قرآن کی درج بالا آیات کا انکار کیا جا رہا ہے۔ حدیث ملاحظہ کیجیے:

حدیث نمبر-1

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حجۃ الوداع کے سال قبیلہ خثم کی ایک عورت حاضر بارگاہ ہو کر عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر حج فرض کیا ہے،

میرے والد ماجد بہت بوڑھے ہو گئے ہیں، سواری پر ٹک کر بیٹھ نہیں سکتے، اگر میں حج کروں تو کیا اُن کی طرف سے ادا ہو جائے گا؟ فرمایا ہاں۔“

- ✽ صحیح بخاری جلد اول کتاب العمرة حدیث نمبر 1727 صفحہ نمبر 708 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد اول کتاب العمرة حدیث نمبر 1728 صفحہ نمبر 708 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد اول کتاب العمرة حدیث نمبر 1726 صفحہ نمبر 708 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1524 صفحہ نمبر 701 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاستد ان حدیث نمبر 1159 صفحہ نمبر 454 ✽

حدیث نمبر 2-

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی فوت ہو جائے اور اُس پر روزے ہوں تو اُس کی طرف سے اُس کا ولی روزے رکھے۔“

- ✽ صحیح بخاری جلد اول کتاب الصوم حدیث نمبر 1821 صفحہ نمبر 740 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد اول کتاب الصوم حدیث نمبر 1822 صفحہ نمبر 741 ✽

حدیث نمبر 3-

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا انتقال ہو گیا اور وہ اُس وقت موجود نہ تھے، وہ بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ! میری والدہ محترمہ کا انتقال ہو چکا اور میں اُس وقت حاضر نہ تھا، اگر میں اُن کی طرف سے کوئی خیرات کروں تو کیا انہیں ثواب پہنچے گا؟ فرمایا ہاں۔ عرض گزار ہوئے پس میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا

ہوں کہ میرا مخرف نامی باغ اُن کی طرف سے صدقہ ہے۔“

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الوصایا حدیث نمبر 29 صفحہ نمبر 48﴾

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الوصایا حدیث نمبر 32 صفحہ نمبر 50﴾

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الوصایا حدیث نمبر 33 صفحہ نمبر 50﴾

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الوصایا حدیث نمبر 34 صفحہ نمبر 51﴾

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الوصایا حدیث نمبر 41 صفحہ نمبر 54﴾



باب نمبر 136

صحیح بخاری کے مطابق

حضور ﷺ سودی کاروبار کرتے تھے

قرآن کے پیش کردہ معاشی نظام کا زریں اصول ہے کہ معاوضہ محنت کا ہے، سرمائے کا نہیں۔ نظام سرمایہ داری کے پیروکاروں کو اس اصول کی سمجھ نہی آرہی تھی، اس لیے وہ کہتے تھے کہ ”تجارت اور سود ایک ہی چیز ہے“ ﴿2/275﴾۔ انہیں یہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایک شخص ایک کاروبار میں ایک سو ﴿100﴾ روپے لگا کر ایک ماہ میں بیس ﴿20﴾ روپے منافع کماتا ہے جسے قرآن جائز قرار دیتا ہے جبکہ دوسری طرف ایک شخص ایک سو ﴿100﴾ روپے کسی دوسرے آدمی کو بطور قرض دیتا ہے اور ایک ماہ بعد وہ بھی بیس ﴿20﴾ روپے بطور سود کماتا ہے، یہ بیس روپے کیسے حرام ہو جاتے ہیں؟ فرمایا ”اللہ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا ہے“ ﴿2/275﴾۔

تجارت میں چونکہ انسان سرمائے کے ساتھ محنت بھی کرتا ہے اس لیے وہ جو کچھ اصل زر سے زائد لے رہا ہوتا ہے وہ دراصل اپنی محنت کا معاوضہ ہوتا ہے نہ کہ سرمائے کا، اس لیے یہ حلال ہے جبکہ سود میں چونکہ محنت نہیں ہوتی لہذا اللہ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ المختصر یہ کہ ہر وہ مال جو سرمائے کے بل بوتے پر اور محنت کے بغیر حاصل ہو جائے، حرام ہے جیسے سودی قرضے دینا، زمین خرید کر مزارعوں کو کاشت کیلئے دے دینا اور پیداوار کا ایک حصہ بلا محنت ہتھیا لینا، مکان کرایہ پر دینا، کسی دوسرے کے کاروبار میں روپیہ ﴿INVEST﴾ کر کے بلا محنت منافع میں حصہ دار بن جانا، بینک میں روپیہ جمع کرا دینا اور بغیر محنت کے منافع لینا وغیرہ۔

قرآن کی ان واضح ہدایات کی روشنی میں ایک مسلمان کبھی سوچ بھی نہیں سکتا کہ

حضور ﷺ یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سُودی کاروبار کرتے ہوں گے لیکن صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ:

حدیث نمبر- 1

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی زمین انہیں (یہودیوں کو) دی کہ وہ کام اور کاشتکاری کریں اور پیداوار کا نصف اُن کیلئے ہوگا۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے ٹھیکے پر مزارع کو زمین دینے سے منع فرمایا ہے۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الاجارہ حدیث نمبر 2129 صفحہ نمبر 837﴾

آپ نے غور فرمایا کہ دین کو متنازعہ بنانے کیلئے ایک ہی حدیث میں مزارعت کو حضور ﷺ کی سنت بھی قرار دیا جا رہا ہے اور اُسے حرام بھی قرار دیا جا رہا ہے۔ کیا روایاتی ملا جلا بتا سکتے ہیں کہ اس حدیث پر کیسے عمل کیا جائے گا؟

حدیث نمبر- 2

”حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر کی زمین ٹھیکے پر دی اور یہ نبی کریم ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی دورِ خلافت میں رہی۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الاجارہ باب نمبر 1420 صفحہ نمبر 837﴾



باب نمبر 137

صحیح بخاری کے مطابق

حضور ﷺ سابقہ انبیاء سے افضل نہیں

حضور ﷺ سے پہلے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام اس دُنیا میں تشریف لائے، وہ ایک مخصوص علاقے، قوم یا قبیلے کی طرف مبعوث ہوئے لیکن حضور ﷺ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی ہدایت کیلئے تشریف لائے، اس جہت سے آپ کا مقام سب سے بلند ہے لیکن صحیح بخاری کی درج ذیل احادیث میں حضور ﷺ کے مقام و مرتبے کو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام سے کم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، ملاحظہ کیجیے:

حدیث نمبر - 1

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمیوں میں تُو تُو میں میں ہوئی جن میں سے ایک مسلمان اور دوسرا یہودی تھا۔ مسلمان نے کہا کہ اُس ذات کی قسم جس نے حضرت محمد ﷺ کو تمام اہل جہان سے ممتاز کیا۔ یہودی نے کہا کہ اُس ذات کی قسم جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام اہل جہان سے ممتاز کیا۔ اس پر مسلمان نے ہاتھ اٹھایا اور یہودی کے منہ پر طمانچہ مارا۔ پس یہودی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور جو واقعہ اُس کے اور مسلمان کے درمیان ہوا تھا وہ عرض کیا۔ پس نبی کریم ﷺ نے مسلمان کو بلایا اور اُس سے یہ بات پوچھی، اُس نے عرض کر دی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دو کیونکہ قیامت کے

روز جب لوگ بے ہوش ہوں گے تو میں بھی اُن کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا۔ سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے ہوں گے، مجھے نہیں معلوم کہ وہ بے ہوش ہونے والوں میں مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا اُن میں تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ رکھا۔“

- ✽ صحیح بخاری جلد اول کتاب الخصومات حدیث نمبر 2239 صفحہ نمبر 880 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد اول کتاب الخصومات حدیث نمبر 2240 صفحہ نمبر 880 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 622 صفحہ نمبر 299 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 632 صفحہ نمبر 306 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 638 صفحہ نمبر 309 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1750 صفحہ نمبر 812 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1923 صفحہ نمبر 933 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1437 صفحہ نمبر 559 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1438 صفحہ نمبر 559 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الديات حدیث نمبر 1809 صفحہ نمبر 702 ✽

حدیث نمبر - 2

”نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو میرے متعلق یہ کہے کہ میں حضرت یونس بن مثنیٰ سے افضل ہوں تو اُس نے ضرور جھوٹ بولا ہے۔“

- ✽ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1916 صفحہ نمبر 929 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1915 صفحہ نمبر 929 ✽

باب نمبر 138

صحیح بخاری کے مطابق عورت، گھوڑے اور گھر میں نحوست ہوتی ہے

نخس عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب نامبارک، ناخوشگوار واقعہ، کسی بھی قسم کی مصیبت وغیرہ ہے۔ ہمارے ہاں عام طور پر یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ فلاں دن، ساعت، مکان، عورت یا کوئی چیز منحوس ہے۔ یہ عقیدہ قرآنی تعلیم کے خلاف ہے اور توہم پرستی ہے۔ دن اور ساعتیں سب خدا کی پیدا کردہ ہیں، یہ بذاتِ خود نہ منحوس ہیں اور نہ سعید۔ بلکہ ان کا منحوس یا سعید ہونا ہمارے اپنے کاموں پر منحصر ہے۔ مثال کے طور پر ایک طالب علم سارا سال محنت ہی نہیں کرتا لیکن جب نتیجے والے دن فیل ہو جاتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ دن ہی نخس تھا اس لیے میں فیل ہو گیا، جبکہ وہ طالب علم دن کی نحوست کی وجہ سے فیل نہیں ہوا بلکہ خود اپنے اعمال کی وجہ سے فیل ہوا۔ جن طالب علموں کے اعمال (اپنے کورس میں محنت) اچھے تھے وہ تو اُس دن پاس ہو گئے۔ قرآن نے اس عقیدے کی وضاحت کچھ یوں کی ہے:

(1) فَإِذَا جَاءَ تَهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَذِهِ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ أَلَا إِنَّمَا طَائِرُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿7/31﴾

”سو جب ان پر خوشحالی آجاتی ہے تو کہتے کہ یہ تو ہمارے لیے ہونا ہی چاہیے اور اگر ان کو کوئی بدحالی پیش آتی تو موسیٰ علیہ السلام اور ان

کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے ، یاد رکھو ان پر نحوست اللہ کے قانون (مکافاتِ عمل) کے مطابق آتی ہے لیکن ان کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

﴿سورة الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 131﴾

اصحابِ قریہ یعنی ”بستی والوں“ نے رسولوں سے کہا:

قَالُوا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِن لَّمْ تَنْتَهُوا لَنَرْجُمَنَّكُمْ (2)

﴿36/18﴾ وَلَيَمَسَّنَّكُم مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيمٌ

”وہ کہنے لگے ہم نے منحوس پایا تمہیں، اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں ضرور سنگسار کر دیں گے اور تمہیں ہم سے دردناک عذاب ضرور پہنچے گا۔“

﴿سورة يس سورہ نمبر 36 آیت نمبر 18﴾

اس پر رسولوں نے جواب دیا:

قَالُوا طَائِرُكُم مَّعَكُمْ اِنَّ ذُكْرْتُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ

مُتَسْرِفُونَ ﴿36/19﴾

”انہوں نے کہا تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے کیا تم (اس کو نحوست سمجھتے ہو) کہ تم سمجھائے گئے ہو، بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو۔“

﴿سورة يس سورہ نمبر 36 آیت نمبر 19﴾

سورة القمر سورہ نمبر 54 آیت نمبر 19 میں ہے کہ قومِ عاد پر یومِ نحس یعنی ناخوشگوار

دن کو عذاب آیا لیکن اس سے پچھلی آیت میں اللہ نے واضح فرما دیا کہ یہ عذاب اُس دن کی

نحوست کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ کے قوانین کو جھٹلانے کی وجہ سے آیا تھا، چنانچہ فرمایا:

(3) كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرٍ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمٍ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿54/18-19﴾

”عاد نے جھٹلایا تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا بے شک ہم نے نحوست کے دن میں اُن پر ٹنڈ و تیز ہوا بھیجی (جو) چلتی ہی گئی۔“

﴿سورۃ القمر سورہ نمبر 54 آیت نمبر 18 تا 19﴾

نیز دیکھیے سورۃ حم السجدہ سورہ نمبر 41 آیت نمبر 15 تا 16

قرآن کی اس وضاحت کے باوجود صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ:

”حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نحوست گھوڑے، عورت اور گھرتین چیزوں میں ہوتی ہے۔“

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 122 صفحہ نمبر 84﴾

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 123 صفحہ نمبر 84﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 84 صفحہ نمبر 65﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 85 صفحہ نمبر 66﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 86 صفحہ نمبر 66﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 704 صفحہ نمبر 296﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 721 صفحہ نمبر 301﴾



باب نمبر 139

صحیح بخاری کے مطابق

حضورؐ کا حکم کہ مشرکوں کے بچوں اور عورتوں کو قتل کر دو

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

(1) وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذَلِكُمْ
وَصَاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿6/151﴾

”جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اُس کو قتل مت کرو ہاں مگر حق کے ساتھ یہ تمہیں حکم دیا (گیا) ہے تاکہ تم سمجھو۔“

﴿سورۃ الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 151﴾

نیز دیکھیے سورۃ بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 33

(2) أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ
فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا

النَّاسَ جَمِيعًا ﴿5/32﴾

”بے شک کسی ایک انسان کو قتل کرنا گویا پوری انسانیت کو قتل کرنا ہے

اور کسی ایک انسان کی جان بچانا گویا پوری انسانیت کی جان بچانا

ہے۔“ ﴿سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 32﴾

اسلام جنگ کے دوران بھی زیادتی کرنے سے منع فرماتا ہے، چنانچہ ارشادِ

خُذْ اَوْدِي هِيَ:

(3) وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿2/190﴾

”اور تم اللہ کے راستے میں اُن سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 190﴾

صحیح احادیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ہدایت کر رکھی تھی کہ دورانِ جنگ عورتوں، بچوں، حتیٰ کہ درختوں کو بھی نقصان نہ پہنچانا۔ لیکن صحیح بخاری میں حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس پر یہ کیا الزام لگایا جا رہا ہے، ملاحظہ کیجیے:

”حضرت صعّب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ”ابواء“ یا ”بودان“ کو مقام پر میرے پاس سے گذر ہوا تو آپ سے اُن مشرکوں کے بچوں اور عورتوں کے بارے میں دریافت کیا گیا جو رات کو اپنے گھروں میں سوئے ہوئے ہوتے ہیں اور (بوقتِ شب خون) قتل کر دیئے جاتے ہیں، فرمایا وہ بھی تو اُن میں سے ہیں۔“

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 266 صفحہ نمبر 138﴾



باب نمبر 140

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہ رض ضرورت سے زائد
مال جمع رکھتے تھے

قرآن کی رو سے مومن کا صاحب مال و دولت ہونا کوئی بُرائی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكاً
﴿20/124﴾

”جس نے میرے ذکر (احکامِ خُداوندی) سے اعراض برتا تو بے شک اُس کی روزی تنگ ہو جائے گی۔“

﴿سورۃ طہ سورہ نمبر 20 آیت نمبر 124﴾

لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جب مال و دولت تمہاری ضروریات سے زائد ہو جائے تو اُس ”زائد از ضرورت“ دولت کو اللہ کی راہ، میں خرچ کر دو جیسا کہ قرآن میں ہے کہ:

وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ ﴿2/219﴾
”اور آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا کچھ خرچ کریں، آپ فرمادیں جو بھی تمہاری ضروریات سے زائد ہو۔“

﴿سورۃ البقرہ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 219﴾

ہمارا ایمان ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، قرآنی تعلیم پر عمل

کرتے ہوئے زائد از ضرورت دولت ضرورت مندوں، میں خرچ کر دیا کرتے تھے لیکن صحیح بخاری میں لکھا ہوا ہے کہ:

”حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے اور انہوں نے پیچھے کوئی درہم و دینار نہیں چھوڑا سوائے زمین کے، جن میں سے ایک غابہ ہے نیز گیارہ مکان مدینہ منورہ میں، دو بصرے میں، ایک کوفے میں اور ایک مصر میں..... حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چار بیویاں تھیں، ایک تہائی حصہ تقسیم سے علیحدہ رکھا گیا، بموجب وصیت ان کی ہر ایک بیوی کو دو لاکھ دس ہزار ملے۔ یوں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سارا مال پانچ کروڑ دو لاکھ کا ہوا۔“

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 370 صفحہ نمبر 182﴾

اس موضوع پر مزید احادیث کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 897 صفحہ نمبر 414﴾

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1780 صفحہ نمبر 828﴾



باب نمبر 141

صحیح بخاری کے مطابق

سُورج ہر روز عرش الہی کے نیچے سجدہ کر کے طلوع ہونے کی اجازت مانگتا ہے

قدیم زمانے سے یہ نظریہ چلا آ رہا تھا کہ زمین ٹھہری ہوئی ہے اور سُورج اس کے گرد چکر لگا رہا ہے۔ پندرہویں صدی عیسوی میں ”کوپرنیکس“ نامی سائنسدان نے معلوم کیا کہ سُورج ٹھہرا ہوا ہے اور زمین اس کے گرد چکر لگا رہی ہے جبکہ قرآن نے ساتویں صدی عیسوی میں بتا دیا تھا کہ سُورج، زمین، چاند غرض تمام اجرام فلکی اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔ قرآن میں ہے:

وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ (38) وَالْقَمَرَ قَدَرْنَا مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ (39) لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿36/38-40﴾

”سُورج، غالب اور با علم خدا کے قانون کے مطابق اپنے مقررہ راستے پر چلتا رہتا ہے اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر رکھی ہیں یہاں تک کہ وہ لوٹ کر پرانی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے، نہ آفتاب کی یہ مجال ہے کہ چاند کو پکڑے اور نہ رات دن پر آگے بڑھ جانے والی ہے اور سب کے سب آسمان میں تیرتے پھرتے ہیں۔“

﴿سورۃ یس سورہ نمبر 36 آیت نمبر 38 تا 40﴾

آج یہ بات سائنس کے ایک عام طالب علم کو بھی معلوم ہے کہ سورج شام کے بعد سجدہ کرنے کیلئے یا دوبارہ طلوع ہونے کی اجازت مانگنے کیلئے کہیں نہیں جاتا بلکہ صرف ہماری نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے لیکن وہ ہر وقت یکساں توانائی کے ساتھ چمک رہا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس صحیح بخاری میں سورج کے متعلق عجیب و غریب نظریات پیش کیے جا رہے ہیں، ملاحظہ کیجیے:

”حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غروبِ آفتاب کے وقت نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ سورج کہاں جاتا ہے؟ میں عرض گزار ہوا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا بے شک یہ جا کر عرشِ الہی کے نیچے سجدہ کرتا ہے پھر طلوع ہونے کی اجازت مانگتا ہے تو اسے اجازت مل جاتی ہے، عنقریب ایسا وقت بھی آئے گا کہ وہ سجدہ کرے گا لیکن قبول نہ ہوگا پھر طلوع ہونے کی اجازت طلب کرے گا لیکن نہیں ملے گی، اس سے کہا جائے گا کہ جدھر سے آیا ہے اُدھر ہی لوٹ جا، تو وہ مغرب سے طلوع ہوگا۔“

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب بد الخلق حدیث نمبر 432 صفحہ نمبر 221﴾

نیز دیکھیے:

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1913 صفحہ نمبر 927﴾

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1914 صفحہ نمبر 928﴾

اس حدیث کو صحیح قرار دینے کیلئے پروفیسر احمد رفیق اختر صاحب نے اپنی کتاب پسِ حجاب میں بہت ہاتھ پاؤں مارے ہیں لیکن معلومات کی کمی کے باعث خود پکڑے

گئے۔ اس پر مستزاد یہ کہ محترم پروفیسر صاحب نے اپنی تحریر میں جو لب و لہجہ اختیار کیا ہے وہ بھی اخلاقیات سے تہی دامن ہے، آپ قرآنی فکر کی ایک معروف شخصیت کو ان کی وفات کے بیس سال بعد درج ذیل جواب دے رہے ہیں:

”دراصل اُسے پتہ ہی نہیں تھا کہ سائنسز اس سے کہیں آگے جانے والی ہیں، جاسکتی ہیں۔ سُوْرَج ایک مخصوص رفتار سے اُپر گلیکسیز کو جاتا ہے۔ Solar Apex اسی کو کہتے ہیں۔ اس کا آپ ترجمہ کریں، تو عرشِ معلیٰ کہہ سکتے ہیں۔ Apex میں جا کے یہ دوبارہ پلٹتا ہے۔ حدیثِ دراصل اُس کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اسی طرح بہت سے ہمارے عالم ایسے ہیں، جنہوں نے جلدی میں فیصلہ کیا۔“

﴿مجموعہ پروفیسر احمد رفیق اختر ”پسِ حجاب“ صفحہ نمبر 228 پبلسر سنگ میل پبلیکیشنز

لاہور سن اشاعت 2004﴾

پروفیسر صاحب نے سُوْرَج کے جس سائیکل کا ذکر کیا ہے، حدیث میں وہ مراد لیا ہی نہیں جاسکتا کیونکہ حدیث کے الفاظ ہیں:

”قال كنت النبي صلى الله عليه وسلم في المسجد عند

غروب الشمس فقال يا ابا ذر اتدري اين تغرب

الشمس.....“

”حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں مسجد میں تھا غروب

آفتاب کے وقت تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ سُوْرَج

کہاں جاتا ہے۔“

حدیث کے ان الفاظ سے بالکل واضح ہے کہ یہاں سُوْرَج کے Apex سے

پلٹنے کی بات نہیں کی جا رہی بلکہ یہ بتایا جا رہا ہے کہ سُوْرَج جب ہماری نظروں سے اوجھل ہو

جاتا ہے یعنی غروب ہو جاتا ہے تو کہاں جاتا ہے۔ یہ حدیث پروفیسر صاحب کی نظر سے یقیناً نہیں گذری ہوگی ورنہ موصوف ایسی غیر متعلقہ توجیہ پیش نہ کرتے۔ یاد رہے یہ وہ حدیث نہیں جو عام طور پر قرآنی فکر کے لوگ پیش کرتے ہیں، اس کا حوالہ نوٹ کر لیجیے:

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1913 صفحہ نمبر 927)



باب نمبر 142

صحیح بخاری کے مطابق

ساری عمر زنا کرو، صرف ایک دفعہ گتے کو پانی پلا دو تو جنت میں جاؤ گے

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ☆ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ
رَاضِيَةٍ ☆ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ☆ فَأُمُّهُ
هَآوِيَةٌ ☆ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَ ☆ نَارٌ حَامِيَةٌ

﴿101/6-11﴾

”پس جس کے وزن بھاری ہوئے وہ پسندیدہ آرام میں ہوگا اور جس
کے وزن ہلکے ہوئے اُس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا اور تم کیا سمجھو وہ کیا ہے؟
وہ آگ ہے دہکتی ہوئی۔“

﴿سورة القارعة سورة نمبر 101 آیت نمبر 6 تا 11﴾

نیز ”جنت کیسے ملتی ہے“ کے عنوان کے تحت دیکھیے چالیس سے زائد قرآنی

آیات کے حوالہ جات۔

درج بالا آیات میں آپ نے غور فرمایا کہ انسان کے سارے کے سارے
اعمال کا حساب ہوگا اور جنت یا جہنم میں جانے کا فیصلہ اُن اعمال کی بنیاد پر ہوگا نہ کہ کسی
ایک عمل کی وجہ سے۔ یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص ساری عمر نیکیاں کرتا رہے لیکن اُسے

جہنم میں اس لیے ڈال دیا جائے کہ اُس نے اپنی زندگی میں کسی پیاسے گتے کو پانی نہیں پلایا تھا اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص ساری عمر بدکاری کرتا رہے لیکن اُسے جنت میں اس لیے بھیج دیا جائے کہ اُس نے ایک پیاسے گتے کو پانی پلا دیا تھا۔ اللہ نے صاف اور واضح بات کی ہے کہ ترازو رکھا جائے گا، اگر نیکیوں والا پلٹا بھاری ہو تو جنت، اور اگر بُرائیوں والا پلٹا بھاری ہو تو جہنم۔ لیکن صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث میں اس قرآنی نظریے کی نفی کی جا رہی ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک فاحشہ عورت کی صرف اسلئے مغفرت فرمادی گئی کہ اُس کا گذر ایک ایسے گتے کے پاس سے ہوا جو ایک کنویں کی منڈیر کے پاس مارے پیاس کے لبِ دم پڑا ہانپ رہا تھا، قریب تھا کہ پیاس سے مر جاتا، اُس نے اپنا موزہ اُتار کر دوپٹے سے باندھا اور پانی نکال کر اُسے پلایا تو یہی اُس کی بخشش کا سبب ہو گیا۔“

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب بد الخلق حدیث نمبر 548 صفحہ نمبر 258﴾



باب نمبر 143

صحیح بخاری کے مطابق عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے

قرآن کی رُو سے خلقی لحاظ سے مرد اور عورت برابر ہیں مثلاً فرمانِ خداوندی ہے:

- (1) بنی آدم (مرد و عورت) سب واجب التکریم ہیں۔ ﴿17/70﴾
- (2) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اہم فریضہ میں عورت اور مرد دونوں شریک ہیں۔ ﴿9/71﴾
- (3) سرقہ اور زنا کے جرائم میں مرد و عورت دونوں کو یکساں سزا۔ ﴿5/38﴾ ﴿24/2﴾ ﴿24/4-10﴾
- (4) جو کچھ مرد کمائے وہ اس کا حصہ اور جو کچھ عورت کمائے وہ اس کا حصہ۔ ﴿4/32﴾
- (5) جو خصوصیات مردوں کی ہیں وہی خصوصیات انہی الفاظ میں عورتوں کی بیان کی گئی ہیں، ان میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں۔ ﴿33/35﴾ ﴿66/5﴾
- (6) خدا کسی کام کرنے والے کا اجر ضائع نہیں کرتا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ یہ ایک دوسرے کا جز ہیں (یعنی اصل کے اعتبار سے ایک ہی ہیں) ﴿3/194﴾ ﴿4/124﴾ ﴿16/97﴾ ﴿33/73﴾
- (7) اگر مرد مجرم ہو تو مرد کو سزا ملے گی اور اگر عورت مجرم ہو تو عورت کو سزا

ملے گی۔ ﴿2/178﴾

جبکہ صحیح بخاری میں لکھا ہے:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں سے اچھا سلوک کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا اوپر والا حصہ زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے، اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ ڈالو گے اور اگر چھوڑ دو گے تو ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ پس عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہنا۔“

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 558 صفحہ نمبر 262﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 170 صفحہ نمبر 99﴾

در اصل یہ غیر قرآنی عقیدہ تورات سے لیا گیا ہے جہاں لکھا ہے:

”اور خُداوند خُدا نے آدم پر گہری نیند بھیجی اور وہ سو گیا اور اُس نے اُس کی پسلیوں میں سے ایک کو نکال لیا اور اُس کی جگہ گوشت بھر دیا اور خُداوند خُدا اُس پسلی سے جو اُس نے آدم میں سے نکالی تھی ایک عورت بنا کر اُسے آدم کے پاس لایا اور آدم نے کہا کہ یہ تو اب میری ہڈیوں میں سے ہڈی اور میرے گوشت میں سے گوشت ہے اسلئے وہ ناری کہلائے گی کیونکہ وہ نر سے نکالی گئی۔“

﴿تورات، پیدائش باب نمبر 2 آیات نمبر 22 تا 24﴾



باب نمبر 144

صحیح بخاری کے مطابق
 حضرت عمرؓ، حضورؐ کے مہمانوں کو
 پتھر مارتے تھے

قرآن کریم کی سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 65 کے مطابق انسان اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ حضور ﷺ کے فیصلے کو خوشی سے تسلیم نہ کر لے۔ ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ
 أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ
 اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ﴿33/36﴾

”اگر اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کسی کام کا فیصلہ کر دیں تو کسی مومن مرد یا عورت کو کوئی اختیار باقی نہیں رہتا (کہ اُس فیصلے سے انکار کریں) اور جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا تو وہ صریح گمراہی میں جا پڑا۔“

﴿سورۃ الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 36﴾

نبی کریم ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعریف و توصیف، اللہ تعالیٰ بھی قرآن مجید میں کرتا ہے (متعلقہ آیات سابقہ صفحات میں لکھی جا چکی ہیں) یہی وہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں جنہوں نے وہ نظام قائم کیا جو حضور ﷺ نے انہیں عطا فرمایا تھا۔ ان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی بڑا ممتاز نظر آتا ہے، یہی وہ شخصیت ہیں جن کے زمانے میں اسلام اپنے پورے جو بن پر نظر آتا ہے، اس لیے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ان کی کردارگشی کے پیچھے کس کا ہاتھ ہو سکتا ہے۔ مذکورہ روایت آپ کو دعوتِ فکر دے رہی ہے:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ حبشی اپنی برچھیوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے حضور کھیل رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو کنکریوں (چھوٹے چھوٹے پتھروں) کی طرف جھکے اور اٹھا کر انہیں ماریں۔ آپ نے فرمایا، اے عمر! انہیں رہنے دو۔ عبدالرزاق کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ مسجد میں تھے۔“

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 162 صفحہ نمبر 99﴾

اندازہ لگائیے کہ ایک کام جو حضور ﷺ کی رضا مندی سے مسجد میں کیا جا رہا ہے اور حضور ﷺ خود بھی اُسے بڑے انہماک سے دیکھ رہے ہیں، کیا ایسا ممکن ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے ناپسند فرمایا ہوگا اور آتے ہی حبشیوں کو پتھر مارنے شروع کر دیئے ہونگے۔ کیا انہیں حضور ﷺ کی موجودگی کا بھی کچھ پاس نہ تھا؟



باب نمبر 145

صحیح بخاری کے مطابق
لوگ سفارش سے بھی جنت
میں جائیں گے

شفاعة کے لغوی معنی دوسرے کے ساتھ اُس کی مدد کرتے ہوئے یا اُس کی خبر گیری کرتے ہوئے مل جانے کے ہیں ﴿تاج العروس﴾۔ اس کے بعد شفاعة کے معنی سفارش اس لیے ہو گئے کہ اس میں ایک شخص کسی دوسرے شخص کی معاونت کیلئے اُس کے ساتھ کھڑا ہو جاتا ہے اور اُس کے حق میں سفارش کرتا ہے ﴿تاج العروس﴾۔ قرآن مجید میں ہے کہ:

وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ ﴿50/21﴾
”اور ہر شخص (ہمارے حضور) حاضر ہوگا اور اُس کے ساتھ ایک
ہانکنے والا اور ایک گواہی دینے والا۔“

﴿سورۃ ق سورہ نمبر 50 آیت نمبر 21﴾

یہ گواہ خود بخود گواہی دینا شروع نہیں کر دیں گے بلکہ جسے اجازت دی جائے گی، وہ گواہی دے گا، ان گواہی دینے والوں کو شفیع (ساتھ کھڑے ہونے والے) کہا گیا ہے، جیسا کہ قرآن میں ہے:

مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ﴿2/255﴾
”کون ہے جو خدا کی اجازت کے بغیر اُس کے حضور کسی کے ساتھ
کھڑا ہو سکے گا۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 255﴾

اس طرح کی آیات میں شفاعت کے معنی شہادت کے ہیں کیونکہ کسی کے حق میں سچی گواہی دینا بھی اُس کی بہت بڑی مدد ہوتی ہے، یہ بات خود قرآن نے بھی بیان کی ہے:

وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ

شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿43/86﴾

”جنہیں یہ لوگ خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کا کوئی اختیار نہیں رکھتے، اس کا اختیار وہ رکھتا ہے جو حق کے ساتھ شہادت دیتا ہے۔“ ﴿سورة الزخرف سورة نمبر 43 آیت نمبر 86﴾

آپ نے دیکھا کہ یہاں شفاعت کے معنی شہادت کے دیئے گئے ہیں۔ باقی جہاں تک مجرموں کا کسی کی سفارش سے چھوٹ جانا یا کسی کی سفارش سے کسی کو وہ کچھل جانا جس کا وہ حقدار نہیں، قرآن کریم کی بنیادی تعلیم کے خلاف ہے۔ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿2/48, 2/123﴾

”اور اُس دن سے ڈرو جس دن کوئی شخص کسی کا کچھ بدلہ نہ بنے گا، اور نہ اُس سے کوئی سفارش (شفاعت) قبول کی جائے گی اور نہ اُس سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ ہی اُن کی کوئی مدد کی جائے گی۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 48﴾ ﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 123﴾

اس کے برعکس صحیح بخاری میں ہے کہ شفاعت کے ذریعے لوگوں کو جہنم سے نکال

لیا جائے گا۔ حدیث ملاحظہ کیجیے:

حدیث نمبر-1

”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شفاعت کے ذریعے کچھ لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے تو وہ ثعاری کی طرح ہونگے، میں (حماد) نے پوچھا کہ ثعاری کیا ہے؟ تو عمرو بن دینار نے فرمایا کہ سفید لکڑیاں۔ جن کے منہ جھڑ گئے ہونگے۔ میں نے عمرو بن دینار سے پوچھا کہ اے ابو محمد! کیا آپ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ دوزخ سے کچھ لوگ شفاعت کے ذریعے نکالے جائیں گے، فرمایا، ہاں۔“

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1475 صفحہ نمبر 572﴾

ایک حدیث میں ہے کہ تمام کے تمام مسلمان شفاعت کے ذریعے دوزخ سے نکل کر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ یہ ایک کافی طویل حدیث ہے جس کا اس موضوع سے متعلقہ حصہ نہایت دیانتداری سے پیش کیا جاتا ہے:

حدیث نمبر-2

”پس میں (حضور ﷺ) سب کو لے کر بارگاہِ حُداوندی کی طرف چل پڑوں گا، یہاں تک کہ میں اپنے پروردگار سے اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت دے دی جائے گی، جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں چلا جاؤں گا، پھر سجدے میں رہوں گا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر مجھ سے فرمایا جائے گا کہ اپنا سراٹھاؤ اور مانگو تمہیں دیا جائے گا، کہو سنا جائے گا اور شفاعت کرو تمہاری

شفاعت قبول کی جائے گی۔ پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی ایسی حمدیں بیان کروں گا جن کی مجھے تعلیم فرمائی جائے گی۔ پھر میں شفاعت کروں گا جس کی میرے لیے ایک حد مقرر فرمادی جائے گی تو میں ایک گروہ کو جنت میں داخل کر کے واپس لوٹ آؤں گا۔ پھر میں اپنے رب کو دیکھ کر حسب سابق کروں گا۔ حکم ہوگا کہ شفاعت کرو اور میرے لیے ایک حد مقرر فرمادی جائے گی تو میں دوسرے گروہ کو جنت میں داخل کر کے واپس لوٹ آؤں گا۔ پھر تیسری دفعہ اسی طرح واپس آؤں گا پھر چوتھی مرتبہ اسی طرح واپس لوٹوں گا۔ اس کے بعد میں کہوں گا کہ اب جہنم میں صرف وہی لوگ باقی رہ گئے ہیں جنہیں قرآن کریم نے روک رکھا ہے اور جن پر ہمیشہ جہنم میں رہنا واجب ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے روکنے سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔“

- ﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1593 صفحہ نمبر 735﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1823 صفحہ نمبر 858﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 566 صفحہ نمبر 265﴾

یہ احادیث قرآنی تعلیم کے بالکل خلاف ہیں، ہمارا ایمان ہے کہ حضور ﷺ نے قرآن کریم کے خلاف کچھ بھی نہیں فرمایا بلکہ یہ سب کچھ آپ سے غلط طور پر منسوب کر دیا گیا ہے۔



باب نمبر 146

صحیح بخاری کے مطابق

حضرت ابراہیم کا ختنہ

ذیل میں ہم ایک حدیث پیش کر رہے ہیں جس پر ہم کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے،
صرف اتنا بتانا مقصود ہے کہ یہ روایت بھی صحیح بخاری کا حصہ ہے:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

اسی ﴿80﴾ سال کی عمر میں بسولے سے اپنا ختنہ کیا تھا۔“

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 581 صفحہ نمبر 277﴾



باب نمبر 147

صحیح بخاری کے مطابق

بیمار ہو جاؤ تو دوائی مت لو، قرآنی آیات پڑھو کو پھونکو، شفا یاب ہو جاؤ گے کیونکہ یہ سنت ہے

قرآن کریم نے منافقت کو قلب کی بیماری (نفسیاتی مرض) سے تعبیر کیا ہے:

خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى
 أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (7) وَمِنَ
 النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ
 بِمُؤْمِنِينَ (8) يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا
 يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ (9) فِي قُلُوبِهِمْ
 مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا
 كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿2/8-10﴾

”اللہ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ اور ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔ اور کچھ لوگ ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور وہ ایمان لانے والے نہیں۔ وہ دھوکہ دیتے ہیں اللہ کو اور ایمان والوں

کو، حالانکہ وہ نہیں دھوکہ دیتے مگر اپنے آپ کو اور وہ نہیں سمجھتے۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے، سو اللہ نے ان کی بیماری بڑھادی، اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 8 تا 10﴾

وَإِذَا مَا أَنْزَلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَذِهِ إِيمَانًا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ (124) وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿9/124-125﴾

”اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ان میں سے بعض کہتے ہیں اس نے تم میں سے کس کا ایمان زیادہ کیا؟ سو جو لوگ ایمان لائے، اُس نے زیادہ کر دیا ہے اُن کا ایمان، اور وہ خوشیاں مناتے ہیں۔ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے، اُس نے زیادہ کر دی اُن کی گندگی پر گندگی، اور وہ مرنے تک کافر ہی رہے۔“

﴿سورة التوبة سورة نمبر 9 آیت نمبر 124 تا 125﴾

نیز دیکھیے سورة المائدة سورة نمبر 5 آیت نمبر 41

قرآن، اس طرح کی بیماریوں کیلئے شفا ہے:

وَنَزَّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ﴿17/82﴾

”اور ہم قرآن نازل کرتے ہیں جو شفا اور رحمت ہے اُن کیلئے جو ایمان لائیں اور ظالموں کیلئے زیادہ نہیں ہوتا گھٹے کا سودا۔“

﴿سورة بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 82﴾

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ تَكْمٌ مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ
لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ
لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿10/57﴾

”اے لوگو! تحقیق تمہارے پاس آگئی نصیحت تمہارے رب کی طرف سے، اور شفا اُس (رَوگ) کیلئے جو دلوں میں ہے اور مومنوں کیلئے ہدایت و رحمت۔“

﴿سورة یونس سورہ نمبر 10 آیت نمبر 57﴾

وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ
أَلْعَجَمِيُّ وَعَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ
وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ
عَمًى أُولَٰئِكَ يُنَادُونَ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿41/44﴾

”اور اگر ہم قرآن کو عجمی زبان کا بناتے تو وہ کہتے اس کی آیتیں کیوں نہ صاف صاف بیان کی گئیں؟ کیا کتاب عجمی اور رسول عربی؟ آپؐ فرمادیں جو ایمان لائے یہ اُن لوگوں کیلئے ہدایت اور شفا ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے اُن کے کانوں میں گرانی ہے اور یہ اُن کیلئے اندھا پن ہے (گویا) یہ لوگ پکارے جاتے ہیں کسی دُور جگہ سے۔“

﴿سورة حم السجدة سورہ نمبر 41 آیت نمبر 44﴾

جہاں تک طبعی بیماریوں کا تعلق ہے تو اُن سے اللہ کے قانون کے تحت (علاج کرانے سے) شفا ملتی ہے:

﴿وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿26/80﴾﴾

”اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ (قانونِ خداوندی) مجھے شفا دیتا ہے۔“ ﴿سورۃ الشعراء سورہ نمبر 26 آیت نمبر 80﴾

رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے عطا فرمودہ پیغام کو انسانیت تک پہنچانے کیلئے ساری عمر جدوجہد کی اور کبھی بھی ایسا نہ ہوا کہ آپ نے کچھ کلمات پڑھ کر پھونک ماری ہو جس سے کوئی جنگ جیت لی ہو یا پھونک مار کر کسی کافر کو مسلمان بنا لیا ہو لیکن مذہبی پیشوائیت کو اس دھندے کیلئے بھی کوئی ثبوت چاہیے تھا، چنانچہ ایسی روایات بھی گھڑی گئیں جس سے ثابت ہو کہ (نعوذ باللہ) حضور ﷺ دم درود بھی کرتے تھے اور تعویذ گنڈے بھی دیا کرتے تھے۔ ملاحظہ کیجیے:

حدیث نمبر-1

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تو آپ سورہ فلق اور سورہ الناس پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا کرتے۔ جب آپ کا مرض شدت اختیار کر گیا تو میں انہیں آپ پر پڑھتی اور ان کی برکت کی اُمید رکھتے ہوئے اپنا ہاتھ پھیرا کرتی۔“

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 8 صفحہ نمبر 38﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 9 صفحہ نمبر 38﴾

حدیث نمبر-2

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ، امام حسن اور امام حسینؑ پر یہ کلمات پڑھ کر پھونکا کرتے اور فرماتے کہ تمہارے جد امجد بھی حضرت اسمعیل علیہ السلام اور

حضرت اٹحق علیہ السلام پر انہیں پڑھ کر دم کیا کرتے تھے، اعوذ
 بکلمات اللہ التامة من کل شیطن و ہامة و من کل عین لامة۔“
 ﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 596 صفحہ نمبر 287﴾



باب نمبر 148

صحیح بخاری کے مطابق
حضور ﷺ نے بہت سے
معجزے دکھائے

قرآن مجید میں ہے کہ کُفَّار، حضور ﷺ سے معجزات کا تقاضہ کرتے تھے مثلاً:

1. ”خُدا ہم سے خود بات کیوں نہیں کرتا۔“ ﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 118﴾
2. ”ایسی قربانی دکھائی جائے جسے آگ کھا جائے۔“ ﴿سورة آل عمران سورة نمبر 3 آیت نمبر 183﴾
3. ”ایک لکھی لکھائی کتاب آسمان سے لاؤ۔“ ﴿سورة النساء سورة نمبر 4 آیت نمبر 153﴾
4. ”اس پر فرشتہ کیوں نہیں اُترتا (جو ہمیں دکھائی دے)۔“ ﴿6/8﴾
5. ”فرشتے اس کے جلو میں کیوں نہیں ہوتے یا اس کی طرف کوئی خزانہ اُتارا جاتا یا اس کیلئے کوئی باغ ہوتا کہ وہ اس سے کھاتا۔“ ﴿25/7-8﴾
6. ”زمین سے کوئی چشمہ جاری کر دیں۔“ ﴿17/90﴾
7. ”آپ کیلئے کوئی باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا اور اُس کے درمیان آپ بہت سی نہریں جاری کر دیں۔“ ﴿17/91﴾
8. ”آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر گرا دیں۔“ ﴿17/92﴾
9. ”آپ اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لاکھڑا کریں۔“ ﴿17/92﴾
10. ”آپ کیلئے کوئی سونے کا گھر ہو۔“ ﴿17/93﴾

11. ”آپ آسمان پر چڑھ جائیں۔“ ﴿17/93﴾
12. ”ہم آپ کے آسمان پر چڑھ جانے پر بھی یقین نہ کریں گے جب تک آپ ہم پر کوئی کتاب نہ اتار لائیں جسے ہم خود پڑھ لیں۔“ ﴿17/93﴾

اللہ کا جواب:

”اگر ہم چاہتے تو ان پر آسمان سے کوئی ایسا معجزہ اتارتے کہ جس کے سامنے ان کی گردنیں خم ہو جاتیں۔“

﴿26/4﴾

نیز دیکھیے ﴿14/11﴾ اور ﴿40/78﴾

لیکن کُفار کو درج بالا مطالبات میں سے کوئی ایک معجزہ بھی نہ دکھایا گیا بلکہ اس کے جواب میں فرمایا:

1. ”آپ جواب دے دیں کہ میرا پروردگار پاک ہے، میں تو صرف ایک انسان ہوں جو رسول بنایا گیا ہوں۔“ ﴿17/93﴾

2. ”کافر کہتے ہیں کہ اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی (معجزہ) کیوں نہیں اتاری گئی

، بات یہ ہے کہ آپ تو آگاہ کرنے والے ہیں اور ہر قوم کیلئے ہادی ہیں۔“ ﴿13/7﴾

3. ”انہوں نے کہا اس پر کچھ نشانیاں (معجزات) اس کے رب کی طرف سے کیوں نہیں اتارے گئے، آپ فرمادیجیے کہ نشانیاں تو سب اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں تو کھلم کھلا آگاہ

کر دینے والا ہوں۔“ ﴿29/50﴾

4. ”یہ تمام آیات دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔“ ﴿6/25﴾ ﴿30/58﴾

5. ”اگر ان پر فرشتے بھی نازل ہو جاتے اور مُردے بھی بولنے لگ جاتے تو بھی یہ ایمان

نہ لاتے۔“ ﴿6/111﴾

6. ”اور اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیں اور وہ اس میں (دن بھر) چڑھتے

رہیں تو (یہی) کہیں گے کہ اس کے سوا نہیں کہ ہماری آنکھیں باندھ دی گئی ہیں بلکہ ہم جاؤ زودہ ہیں۔“ ﴿15/14-15﴾

7. ”معجزات اس لیے نہیں دیئے جاتے کہ لوگوں نے پہلے بھی ان کی تکذیب کی تھی۔“ ﴿17/59﴾ ﴿21/5-6﴾

قارئین کرام! یہ تھے قرآنی حقائق، کہ کفار معجزات مانگتے رہے لیکن انہیں کوئی معجزہ نہ دکھایا گیا، اس کے برعکس صحیح بخاری میں قرآن کی ان آیات کی نفی کرتے ہوئے متعدد معجزات درج کیے گئے ہیں، ملاحظہ کیجیے:

1. ”دو مشکوں کے دہانوں پر دستِ مبارک پھیرنے سے چالیس پیاسے آدمیوں نے پانی پیا اور سب برتن بھی پانی سے بھر لیے، لیکن مشکیں پانی کی زیادتی سے اب بھی پھٹی جاتی تھیں۔“

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 782 صفحہ نمبر 362﴾

2. خشک کنویں میں گھی کرنے سے پانی آ گیا۔

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 788 صفحہ نمبر 365﴾

3. ایک برتن میں دستِ مبارک رکھنے سے تین سو ﴿300﴾ آدمیوں نے وضو کر لیا۔

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 783 صفحہ نمبر 363﴾

4. پانی کے ایک برتن میں دستِ مبارک رکھنے سے لوگوں کی ایک جماعت نے وضو کیا۔

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 784 صفحہ نمبر 364﴾

5. حضور ﷺ نے پیالے میں موجود تھوڑے سے پانی میں اپنی چار انگلیاں ڈالیں جس سے ستر ﴿70﴾ آدمیوں نے وضو کیا۔

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 785 صفحہ نمبر 364﴾

6. چھوٹے سے برتن میں موجود پانی میں انگلیاں ڈالنے سے اسی ﴿80﴾ آدمیوں نے

وضو کیا۔

7. صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 786 صفحہ نمبر 364 ﴿﴾
ایک چھاگل میں دست مبارک ڈالنے سے پندرہ سو ﴿﴾ 1500 ﴿﴾ آدمیوں نے پانی پیا اور
وضو کیا۔

8. صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 787 صفحہ نمبر 364 ﴿﴾
کھانے پر کچھ پڑھا تو وہ ختم نہ ہوتا تھا ستر ﴿﴾ 70 ﴿﴾ یا اسی ﴿﴾ 80 ﴿﴾ افراد نے کھایا۔
9. صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 789 صفحہ نمبر 365 ﴿﴾
پانی کے برتن میں دست مبارک رکھنے سے پانی زیادہ ہو جاتا تھا اور کھانے کی چیزوں
سے تسبیح پڑھنے کی آواز سنا کرتے تھے۔

10. صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 790 صفحہ نمبر 367 ﴿﴾
کھجوریں ختم نہ ہوتی تھیں۔

11. صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 791 صفحہ نمبر 367 ﴿﴾
کھانا ختم نہ ہوتا تھا، ساری فوج نے کھایا۔

12. صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 792 صفحہ نمبر 367 ﴿﴾
چاند و گلڑے ہو گیا۔

- ﴿﴾ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 838 صفحہ نمبر 389 ﴿﴾
﴿﴾ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 839 صفحہ نمبر 389 ﴿﴾
﴿﴾ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 840 صفحہ نمبر 389 ﴿﴾
﴿﴾ صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 1050 صفحہ نمبر 472 ﴿﴾
﴿﴾ صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 1051 صفحہ نمبر 472 ﴿﴾
﴿﴾ صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 1052 صفحہ نمبر 472 ﴿﴾

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 1053 صفحہ نمبر 472﴾

13. حضور ﷺ نے ہانڈی اور گندھے ہوئے آٹے میں لعابِ دین ڈالا، ایک ہزار آدمیوں نے کھانا کھایا لیکن سالن اور آٹے میں ذرہ برابر کمی نہ ہوئی۔

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1271 صفحہ نمبر 584﴾

14. ایک آدمی کا کھانا اسی ﴿80﴾ آدمیوں نے شکم سیر ہو کر کھایا کیونکہ حضور ﷺ نے کھانے پر کچھ پڑھا تھا۔

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاطعمہ حدیث نمبر 415 صفحہ نمبر 198﴾



باب نمبر 149

صحیح بخاری کے مطابق

سبحان اللہ پڑھنے سے گھر کا کام کاج خود بخود ہو جاتا تھا

قرآن، ایمان کے بعد اعمالِ صالحہ پر بہت زور دیتا ہے۔ اس کے نزدیک ایمان بلا عمل یا عمل بلا ایمان بے فائدہ ہے۔ قرآن اُن رسمی عبادات کے بھی خلاف ہے جن میں اُن کی رُوح موجود نہ ہو، اسی لیے فرمایا گیا کہ:

(1) لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ
وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى
حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ
السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ ﴿2/177﴾

”نیکی یہ نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ..... تم اپنا مال اللہ کی محبت میں ضرورت مندوں میں خرچ کرو۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 177﴾

(2) أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ ﴿9/19﴾

”کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کی آرائش و زیبائش کرنا اُس کے برابر ٹھہرا لیا ہے جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لایا اور جہاد کیا، اللہ کے نزدیک یہ دونوں برابر نہیں۔“

﴿سورة التوبة سورہ نمبر 9 آیت نمبر 19﴾

(3) حضور ﷺ کی سیرت مبارکہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ آپ اپنا کام خود کرنے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔ آپ بکبری کا دودھ خود دودھ لیتے، اپنا جو تازہ خود گانٹھ لیتے، اپنے کپڑے خود سی لیتے وغیرہ۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ نے اپنی ساری زندگی، عملی زندگی کے طور پر گذاری ہو جبکہ دوسروں کو تعلیم یہ دیں کہ تم فلاں وظیفہ پڑھ لو تمہارا کام ہو جائے گا۔ صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہے:

”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کو چمکی پینے سے تکلیف ہوتی تھی۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں شکایت کرنے کی غرض سے گئیں لیکن دولت خانے پر آپ کو نہ پایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا موجود تھیں، انہیں وجہ بتا دی۔ جب نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہوئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آنے کی وجہ بتائی۔ پس نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم اپنے بستروں پر لیٹے ہوئے تھے۔ میں اُٹھنے لگا تو آپ نے فرمایا: اپنی اپنی جگہ رہو، پس آپ ہمارے درمیان رونق افروز ہو گئے، یہاں تک کہ میں نے آپ کے مبارک قدموں کی ٹھنڈک اپنے

سینے میں محسوس کی۔ آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتا دوں جو اُس سے بہتر ہے جس کا تم نے مجھ سے سوال کیا؟ جب تم اپنے بستروں پر لیٹنے لگو تو چونتیس ﴿34﴾ مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس ﴿33﴾ مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا کرو۔ یہ تم دونوں کیلئے خادم سے بہتر ہے۔“

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 902 صفحہ نمبر 421﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب النفقات حدیث نمبر 329 صفحہ نمبر 165﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب النفقات حدیث نمبر 330 صفحہ نمبر 167﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدعوات حدیث نمبر 1244 صفحہ نمبر 492﴾

کیا اسلام ٹونے ٹوکوں، اوراد و وظائف اور ترک دنیا کی تعلیم دینے والا مذہب

ہے یا ایک مکمل ضابطہ حیات؟

کیا مذکورہ بالا وظیفہ پڑھنے سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کا کام

خود بخود ہو جاتا تھا؟



باب نمبر 150

صحیح بخاری کے مطابق

بارش، نیک لوگوں کے وسیلے سے ہوتی ہے

قرآن میں بہت سے مقامات ایسے ہیں جہاں لفظ اللہ فاعل کے طور پر آتا ہے لیکن وہاں اللہ سے مراد اللہ کا قانون ہوتا ہے مثلاً:

1. اللہ ماں کے پیٹ میں صورتیں بناتا ہے۔ ﴿سورة آل عمران آیت نمبر 6﴾

2. اللہ لکھ لیتا ہے۔ ﴿سورة النساء آیت نمبر 81﴾

3. اللہ بارش برساتا ہے۔ ﴿سورة الانعام آیت نمبر 6﴾

4. اللہ نہریں بناتا ہے۔ ﴿سورة الانعام آیت نمبر 6﴾

5. اللہ باغات تیار کرتا ہے۔ ﴿سورة التوبة آیت نمبر 89﴾

﴿مزید تفصیل کیلئے دیکھیے میری کتاب ”اللہ کیا کرتا ہے“﴾

اسی طرح بارش کے بارے میں فرمایا کہ بارش اللہ کے قانون کے تحت ہوتی ہے ﴿6/6-31/34﴾۔ آج کا معمولی پڑھا لکھا انسان بھی جانتا ہے کہ زمین سے پانی، بخارات کی صورت میں اُوپر فضا میں اُٹھتا ہے اور یہی بخارات ﴿پانی سے لدی ہوئی ہوائیں﴾ بارش کا باعث بنتی ہیں۔ قرآن نے بارش کے اس سائیکل کو سورہ حجر میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

وَأَرْسَلْنَا الرِّيَّاحَ لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

﴿15/22﴾ فَاسْقِينَا كُمُوهُ وَمَا أَنْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ ﴿15/22﴾
 ”اور ہم نے ہوائیں بھیجیں (پانی سے) بھری ہوئیں، پھر ہم نے
 آسمان سے پانی اتارا، پھر وہ ہم نے تمہیں پلایا۔“

﴿سورۃ الحجر سورہ نمبر 15 آیت نمبر 22﴾

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَّاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ
 حَتَّىٰ إِذَا أَقْلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنْزَلْنَا
 بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ كَذَلِكَ
 نُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿7/57﴾

”اور وہی ہے جو اپنی رحمت (بارش) سے پہلے ہوائیں بطور خوشخبری
 بھیجتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ بھاری بادل اٹھالائیں تو ہم نے
 انہیں کسی مُردہ شہر کی طرف ہانک دیا، پھر اس سے پانی
 اتارا (برسایا) پھر ہم نے نکالے اس سے ہر قسم کے پھل، اسی طرح
 ہم مُردوں کو نکالیں گے تاکہ تم غور کرو۔“

﴿سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 57﴾

ثابت ہوا کہ بارش اللہ کے قانون کے تحت ہوتی ہے اور اللہ کا قانون کبھی تبدیل
 نہیں ہوتا۔ جبکہ صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بارش کیلئے کسی
 قانون کی نہیں بلکہ کسی نیک آدمی کے وسیلے کی ضرورت ہوتی ہے:

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ قحط سے
 دوچار ہوتے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ حضرت
 عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دُعا

کرتے۔ وہ کہا کرتے: اے اللہ! ہم تیرے نبی ﷺ کے وسیلے سے
 بارش مانگا کرتے تھے اور اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی ﷺ کے
 محترم بچچا کو وسیلہ بناتے ہیں، پس ہم پر بارش برسنا۔ راوی کا بیان
 ہے کہ بارش ہو جاتی۔“

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 907 صفحہ نمبر 422﴾

﴿صحیح بخاری جلد اول ابواب الاستسقاء حدیث نمبر 953 صفحہ نمبر 439﴾

امریکہ اور یورپ کے بعد حال ہی میں پاکستان میں بھی مصنوعی بارش برسانے
 کا کامیاب تجربہ کیا گیا ہے، یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ بارش جس قانون کے تحت برسی
 ہے اُسے معلوم کر لیا گیا ہے اور اب اُسی قانون کے تقاضے پورے کر کے انسان خود بارش
 برسا سکتا ہے۔

﴿”دُعا“ اور ”وسیلہ“ کے بارے میں تفصیل سابقہ صفحات میں گزر چکی ہے﴾



باب نمبر 151

صحیح بخاری کے مطابق

غیر مسلموں کی عبادت گاہیں مسمار کر دو

فرمانِ خداوندی ہے:

غیر مسلموں کے عبادت خانوں کی حفاظت کرنی چاہیے:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهَدَمَتْ
صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدٌ يُذَكَّرُ فِيهَا اسْمُ
اللَّهِ كَثِيرًا ﴿22/40﴾

”اگر اللہ دفع (منع) نہ کرتا لوگوں کو ایک دوسرے سے، تو صومع (راہبوں کے خلوت خانے) اور (نصاری کے) گرجے اور (یہود کے) عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں ڈھا دی جاتیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے۔“

﴿سورۃ الحج سورہ نمبر 22 آیت نمبر 40﴾

دشمن کے ساتھ بھی انصاف کرو:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلَىٰ اَلَّا تَعْدِلُوْا اَعْدِلُوْا هُوَ
اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ﴿5/8﴾

”کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس پر نہ ابھارے کہ انصاف نہ کرو، انصاف کرو، یہ تقوے کے زیادہ قریب ہے۔“

﴿سورة المائدة سورة نمبر 5 آیت نمبر 8﴾

غیر مسلموں کے خُداؤں کو گالی بھی مت دو:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ

عَدُوًّا بِغَيْرِ عِلْمٍ ﴿6/108﴾

”غیر مسلموں کے خُداؤں کو گالی مت دو، وہ جہالت میں تمہارے
خُدا کو گالی دیں گے۔“

﴿سورة الانعام سورة نمبر 6 آیت نمبر 108﴾

غیر مسلم پناہ مانگیں تو انہیں پناہ دو:

وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى

يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَا آمَنَهُ ﴿9/6﴾

”اگر مشرکین میں سے بھی کوئی آپ سے پناہ مانگے تو اُسے پناہ دے
دو یہاں تک کہ وہ سُن لے اللہ کا کلام (اور صرف یہی نہیں بلکہ) پھر
اسے اس کی امن کی جگہ بھی پہنچا کر آؤ۔“

﴿سورة التوبة سورة نمبر 9 آیت نمبر 6﴾

اللہ، پُر امن کافروں سے دوستی کرنے سے تمہیں منع نہیں کرتا

لَا يَنْهَاكُمْ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُواكُمْ فِي الدِّينِ

وَلَمْ يُخْرِجُواكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا

إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴿60/8﴾

”اللہ اُن کافروں سے دوستی کرنے سے تمہیں منع نہیں کرتا جنہوں
نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور نہ تمہیں گھروں

سے نکالا ہے، اُن سے انصاف کرو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

﴿سورۃ الممتحہ سورہ نمبر 60 آیت نمبر 8﴾

کسی انسان کو ناحق قتل نہ کرو:

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ

﴿6/151﴾ ﴿نیز دیکھیے﴾ ﴿17/33﴾ ﴿25/68﴾

”کسی انسان کو ناحق قتل نہ کرو“

﴿سورۃ الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 151﴾

ایک انسان کا قتل، پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے:

أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا

قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا ﴿5/32﴾

”جس نے کسی ایک شخص کو بھی ناحق قتل کر دیا، اُس نے گویا تمام

جہان کے لوگوں کو قتل کر دیا۔“

﴿سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 32﴾

جو دین غیر مسلموں کے خُداؤں کو گالی دینے سے بھی منع کرتا ہے، کیا اُس کی تعلیم یہ ہو سکتی ہے کہ اُن کے عبادت خانے مسمار کر دیئے جائیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خُود حکم دیا کہ فلاں عبادت خانے کو مسمار کر دو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا بلکہ اس سے بھی دو ہاتھ آگے۔ یعنی جس آدمی کے ذمے یہ ”کام“ لگایا گیا، اُس نے اُس عبادت خانے کے قریب کھڑے تمام لوگوں کو قتل کر دیا۔ حضور ﷺ، عبادت خانے کی مسماری اور لوگوں کے قتل پر بہت خوش ہوئے اور قاتل کیلئے دُعا فرمائی (نقل کفر کفر نہ باشد)۔ حدیث

کے الفاظ یہ ہیں:

”حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بواسطہ قیس روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ایک گھر تھا جسے ذوالخصلہ کہا جاتا تھا۔ بعض لوگ اُسے کعبہِ یمانیہ اور کعبہِ شامیہ بھی کہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ مجھ سے فرمایا: کیا تم ذوالخصلہ کے بارے میں مجھے راحت پہنچاؤ گے؟ وہ فرماتے ہیں کہ میں قبیلہِ احمس کے ڈیڑھ سو سوار لے کر اُس کی جانب روانہ ہوا اور جا کر اُسے توڑ پھوڑ دیا اور جتنے آدمی اُس کے قریب ملے اُن سب کو تیغ کر دیا، پس ہم نے آ کر جب اس کا رگذاری کی آپ کو خبر دی تو آپ نے ہمارے اور قبیلہِ احمس والوں کیلئے دُعا کی۔“

- ﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 1009 صفحہ نمبر 455﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1483 صفحہ نمبر 682﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1484 صفحہ نمبر 682﴾
- ﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1485 صفحہ نمبر 683﴾



باب نمبر 152

صحیح بخاری کے مطابق

حضور ﷺ، اُمت کو قرآن محفوظ حالت میں نہیں دے کر گئے

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کو ڈیڑھ سو سے زائد مقامات پر کتاب یا الکتاب کہہ کر پکارا ہے۔ اس کا مادہ ﴿ک-ت-ب﴾ ہے۔ لغات القرآن میں ہے کہ عرب اپنی اعلیٰ نسل کی اُونٹنیوں کی شرمگاہ میں لوہے کا چھلہ سا ڈال دیتے تھے تاکہ وہ ہر قسم کے اُونٹوں سے حاملہ نہ ہونے پائیں، اسے کَتَبَ النَّاقَةَ کہتے تھے (ابن فارس نے بھی اس معنی کی تائید کی ہے)۔ اسی طرح جب وہ اُونٹنی کے نتھنوں کو چڑے کے باریک تسمے سے سی کر بند کر دیتے تھے تاکہ وہ اپنے بچے کو سونگھ نہ سکے تو اُسے بھی کَتَبَ کہتے تھے ﴿تاج العروس﴾۔ اسی سے مشکیزہ یا بوری کے منہ کو سی کر بند کر دینے کیلئے بھی کَتَبَ کہتے تھے، یہیں سے لفظ کِتَابٌ ہے جس سے مُراد منتشر اوراق کی حلقہ بندی کر کے انہیں اس طرح مجتمع اور یکجا کر دینا تھا جس طرح بوری میں سامان بند کر کے اسے اُوپر سے سی دیا جاتا ہے۔ اس سے کِتَابٌ کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ تفسیر المنار جلد اول میں ہے کہ: ”کتاب بمعنی مکتوب ہے، یہ اسم جنس ہے اُن چیزوں کیلئے جو لکھی جائیں۔“ قرآن کو لکھ کر محفوظ کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بڑے بزرگ اور نیکوکار لوگ ہیں ﴿80/15-16﴾ یہ لوگ کس چیز پر لکھتے تھے؟ قرآن میں ہے:

وَ الطُّورِ ☆ وَ كِتَابٍ مَّسْطُورٍ ☆ فِي رَقٍّ مَّنْشُورٍ ﴿3-52/1﴾

عربوں کے ہاں کسی اہم تحریر کو محفوظ کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ وہ ہرن کی کھال کو کسی مخصوص طریقے سے صاف کر کے اُسے ورق کی شکل دے دیتے تھے، اُسے وہ ”رُقہ“ کہتے تھے ﴿قرآن میں ہے رَقٌّ مِّنْ سُورَةٍ﴾۔ ان سطور سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ قرآن کریم، نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ”رق“ کے اوراق پر مشتمل کتاب کی صورت میں موجود تھا، لیکن قرآن کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کرنے کیلئے ایسی روایات گھڑی گئیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ (نعوذ باللہ) اُمّت کو قرآن ہڈی، کھال، کھجور کے پتوں وغیرہ کی صورت میں غیر محفوظ حالت میں دے کر گئے تھے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جامعین قرآن نے قرآن کے بعض حصے دانستہ قرآن میں شامل نہ کیے ﴿موطا﴾ بعض حصے بکری کی خوراک بن گئے ﴿ابن ماجہ﴾ اور بعض ناسخ و منسوخ عقیدے کی نذر ہو گئے۔ ذیل میں ہم صرف وہ حدیث پیش کر رہے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد قرآن کی کیا حالت تھی اور اُسے کس طرح جمع کیا گیا۔ یہ کافی لمبی حدیث ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ جنگ یمامہ کے دوران حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑی مشکل سے اس بات پر راضی کیا کہ قرآن مجید کو لکھوا لیا جائے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتابت قرآن کیلئے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ ذمہ داری سونپی اور انہوں نے بھی بہ مشکل یہ ذمہ داری قبول کی..... طویل حدیث کے مفہوم کے بعد بخاری کی اس حدیث کے اصل الفاظ ملاحظہ کیجیے:

” (حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) پس میں اس کام کیلئے کمر ہمت باندھ کر کھڑا ہو گیا اور قرآن مجید کی تلاش شروع کر دی، پس اسے ہڈی، کھال، کھجور کی شاخ کے پٹھے اور لوگوں کے سینوں سے لے کر جمع کیا، یہاں تک کہ مجھے سورہ توبہ کی دو آیتیں

حضرت خزیمہ انصاریؓ سے ملیں اور ان کے علاوہ اور کسی کے پاس نہ تھیں یعنی: لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ ☆ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿9/128-129﴾ چنانچہ قرآن کریم کا جمع کردہ نسخہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا، یہاں تک کہ انہوں نے وفات پائی پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا یہاں تک کہ انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا۔ پھر حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رہا۔“

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1790 صفحہ نمبر 835﴾
 ﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2095 صفحہ نمبر 1026﴾



باب نمبر 153

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہؓ چوری چھپے شادیاں کر لیتے تھے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 25 میں چوری چھپے والے تعلقات سے منع فرمایا ہے۔ ایک صحیح حدیث میں بھی ارشاد ہوتا ہے کہ نکاح ایسے طریقے سے کرنا چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اُس نکاح کی خبر ہو جائے یعنی نکاح علی الاعلان ہونا چاہیے۔

دوسری طرف صحیح بخاری میں بیان کیا جا رہا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شادی کرتے تو حضور ﷺ کو بھی اُس میں شرکت کی دعوت نہ دیتے تھے، یہ واقعہ اُس وقت کا بیان کیا جاتا ہے جب مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے نئے مدینہ آئے تھے، مطلب یہ کہ مسلمانوں کی تعداد نہایت قلیل تھی۔ مذکورہ حدیث کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

”حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو روایت کیا ہے۔ حمید طویل کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب ہجرت کر کے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے اور حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان اخوت قائم فرمادی۔ حضرت سعد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو بیویاں تھیں، انہوں نے اُن سے کہا کہ ایک بیوی اور آدھا مال لے

لیجیے، انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اہل و عیال اور مال میں برکت دے، مجھے تو صرف بازار کا راستہ بتا دیجیے۔ چنانچہ انہوں نے بازار جا کر خرید و فروخت کے ذریعے کچھ پیسے اور گھی کما لیا۔ یہ اسی طرح کرتے رہے جبکہ کچھ دنوں کے بعد انہیں نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ ان کے کپڑوں پر زردی کے نشانات تھے۔ ارشاد فرمایا اے عبدالرحمن! یہ کیا بات ہے؟ عرض گزار ہوئے: میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے۔ دریافت فرمایا کہ مہر کتنا دیا ہے؟ عرض کی: ایک گھٹلی کے برابر سونا۔ ارشاد ہوا: اب ولیمہ بھی تو دو، خواہ ایک ہی بکری کا ہو۔“

- ✽ صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 65 صفحہ نمبر 58 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 134 صفحہ نمبر 87 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 139 صفحہ نمبر 89 ✽
- ✽ صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 141 صفحہ نمبر 90 ✽



باب نمبر 154

صحیح بخاری کے مطابق

مِلتا وہی ہے جو تقدیر میں لکھا ہوتا ہے

اس موضوع سے متعلق قرآنی آیات گزشتہ صفحات میں بیان کی جا چکی ہیں۔ یہاں صرف صحیح بخاری کی ایک حدیث پیش کی جاتی ہے:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نوجوان آدمی ہوں لیکن بدکاری سے ڈرتا ہوں مگر میرے پاس ہے کچھ نہیں کہ کسی عورت سے نکاح کر سکوں (کیا میں اپنے آپ کو خصی کر لوں؟) حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! جو کچھ تمہیں ملا ہے، اُسے لکھ کر قلم خشک ہو گیا، اب تمہاری مرضی ہے کہ اپنے آپ کو خصی کر لو یا نہ کرو۔“

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 67 صفحہ نمبر 59﴾



باب نمبر 155

صحیح بخاری کے مطابق
مبہم گفتگو کرو

فرمانِ خداوندی ہے:

(1) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا

﴿33/70﴾

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو۔“

﴿سورۃ الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 70﴾

(2) فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿4/9﴾

”پس چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈریں اور چاہیے کہ بات کہیں سیدھی۔“

﴿سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 9﴾

قرآن نے گفتگو کے دوران ”قولاً سدیداً“ کو ملحوظ رکھنے کا حکم دیا ہے جس کے معنی ہیں نہایت متوازن، سیدھی، صاف بات، جس بات میں کوئی خلا باقی نہ رہے، قرآن حکیم کی تعلیم یہ ہے کہ کبھی مبہم، پُر پیچ و خم، ذُو معنی، ٹیڑھی میڑھی بات نہ کرو۔ ہمیشہ سیدھی، صاف، واضح، محکم، متوازن اور ٹھیک ٹھیک معنی بتا دینے والی بات کرو۔ ایسی بات جس کا تعلق براہِ راست صحیح مقصد سے ہو۔ لایعنی اور بے فائدہ نہ ہو۔

لیکن صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث میں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مندرجہ بالا قرآنی آیات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے:

”عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ وہ عرض گزار ہوئیں: یا رسول

اللہ ﷺ! اگر آپ ایسی وادی میں اُتریں جہاں بہت سے درخت ہوں لیکن اُن کے پتے چرا لیے گئے ہوں اور ایک درخت آپ ایسا بھی پائیں جس کے پتے چرائے نہ گئے ہوں تو آپ اپنے اُونٹ کو کس درخت سے چرائیں گے؟ فرمایا اس درخت سے جس کے پتے چرائے نہیں گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مُراد یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن کے سوا کسی کنواری لڑکی سے نکاح نہیں کیا تھا۔“

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 68 صفحہ نمبر 60﴾



باب نمبر 156

صحیح بخاری کے مطابق

سالی سے زنا کرنے پر بیوی حرام نہیں ہوگی

درج ذیل حدیث سے صحیح بخاری کا مقام واضح ہوتا ہے :

”عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا کہ جب کوئی اپنی سالی سے زنا کرے تو بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی۔ ابو نصر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے کہا ہے کہ حرام ہو جائے گی جبکہ ابو نصر کا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔“

عمران بن حصین، جابر بن زید، حسن بصری اور بعض اہل عراق سے مروی ہے کہ حرام ہو جائے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ حرام نہیں ہوگی جب تک اُس کے ساتھ مجامعت نہ کرے۔

سعید بن مسیب، عروہ اور زہری نے اس کو جائز رکھا ہے۔

زہری نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بیان کیا ہے کہ حرام نہیں ہوگی جبکہ یہ قول مرسل ہے۔“

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح باب نمبر 54 صفحہ نمبر 70﴾

مذہبی پیشوائیت کا اصرار ہے کہ شادی شدہ زانی کی سزا رجم ہے جبکہ اس حدیث سے ثابت

ہوتا ہے کہ زانی کی سزا رجم نہیں کیونکہ اگر زانی کی سزا رجم ہوتی تو سالی سے زنا کے بعد بیوی کے حلال یا حرام ہونے کا مسئلہ ہی پیش نہیں آسکتا کیونکہ زانی نے تو رجم ہو کر ہلاک ہو جانا تھا۔



باب نمبر 157

صحیح بخاری کے مطابق

حدیث یا عورتوں کی آپ بیتیاں

قارئین کرام! ملاحظہ کیجیے یہ وہ صحیح بخاری ہے جس کی ایک حدیث کا انکار کرنا کفر

ہے:

”عروہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ گیارہ عورتوں نے ایک جگہ بیٹھ کر آپس میں عہد معاہدہ کیا کہ اپنے اپنے خاوند کی کوئی ذرا سی بات بھی نہیں چھپائیں گی،

پہلی عورت:

اُن میں سے ایک عورت نے کہا کہ میرا خاوند بلبے پتلے اونٹ کے گوشت کی طرح ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہوا ہو۔ نہ اُس تک پہنچنا ہی کوئی آسان کام اور نہ وہ اتنا عمدہ جس کی خاطر کوئی اتنی تکلیف اٹھائے۔

دوسری عورت:

دوسری کہنے لگی کہ میں تو اپنے خاوند کا ذکر کرتے ہوئے ڈرتی ہوں کہ اگر میں نے اُس کا ذکر کیا تو اُسے چھوڑ نہ دوں، ورنہ مجھے اُس کی تمام ظاہر اور پوشیدہ خامیوں کا علم ہے۔

تیسری عورت:

تیسری نے کہا کہ میرا خاوند ایک لمبا تڑنگا انسان ہے، اگر اُس کی خامیاں بیان کروں تو طلاق دے دی جائے گی اور اگر بیان نہ کروں تو مجھے لٹکا یا ہوا ہے۔

چوتھی عورت:

چوتھی نے کہا کہ میرا خاوند وادی تہامہ کی آب و ہوا کے مانند معتدل ہے، نہ گرم نہ سرد، نہ ڈرتا ہے اور نہ اُکتاتا ہے۔

پانچویں عورت:

پانچویں نے کہا کہ میرا خاوند گھر میں چیتا اور باہر شیر ہے، جو کہتا ہے اُس کے بارے میں پوچھتا بھی نہیں۔

چھٹی عورت:

چھٹی عورت نے کہا کہ میرا خاوند کھانے بیٹھے تو سارا ہی چٹ کر جائے، پینے لگے تو ایک قطرہ باقی نہ چھوڑے، سونے لگے تو اکیلا ہی پڑ رہتا ہے، نہ مجھے ہاتھ لگاتا ہے اور نہ کبھی میرا حال پوچھتا ہے۔

ساتویں عورت:

ساتویں کہنے لگی کہ میرا خاوند جاہل، نادان اور کاہل انسان ہے، میرے اُوپر اوندھا پڑ رہتا ہے۔ دُنیا بھر کے سارے عیب اُس کی ذات میں جمع ہیں، ذرا سی بات پر سر پھوڑ دے یا ہاتھ توڑ ڈالے اور چاہے تو دونوں کام کر گزرے۔

آٹھویں عورت:

آٹھویں نے کہا کہ میرے خاوند کا چھونا، خرگوش کے چھونے کی طرح ہے لیکن اُس کی خوشبو زعفران جیسی ہے۔

نویں عورت:

نویں عورت نے کہا کہ میرے خاوند کا مکان عالیشان ہے، اُس کے قریب ہی پنچائیت گھر ہے۔

دسویں عورت:

دسویں نے کہا کہ میرے خاوند کا نام مالک ہے اور کیسا مالک؟ وہ ہر خیر و خوبی والا ہے، اُس کے پاس بہت سارے اُونٹ ہیں جو جا بجا گھر کے ارد گرد بیٹھے رہتے ہیں۔ مہمانوں کیلئے اُونٹ ذبح کرواتا ہے۔ جہاں وہ گھنٹی کی آواز سنتے ہیں تو انہیں اپنے ذبح ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔

گیارہویں عورت:

گیارہویں عورت کہنے لگی کہ میرے خاوند کا نام ابو زرع ہے۔ ابو زرع کا کیا پوچھنا، اُس نے زیورات سے میرے کانوں کو جھکا دیا، کھلا پلا کر میرے بازوؤں کو چربی سے موٹا کر دیا کہ میں اپنے موٹاپے کو محسوس کرنے لگی۔ شادی سے پہلے چند بھیڑ بکریوں کے سہارے میں مشکل سے گذرا وقت کر رہی تھی لیکن ابو زرع نے مجھے بکثرت گھوڑوں، اُونٹوں اور کھیتوں کا مالک بنا دیا، اتنی جائداد کا مالک ہونے پر بھی اُس کا مزاج بہت عُمده ہے، میں بات کرتی ہوں تو وہ کبھی بُرا نہیں مناتا، سو جاؤں تو خواہ صبح تک سوتی رہوں لیکن کبھی

نہیں جگاتا۔ اپنی مرضی کے مطابق کھاتی پیتی ہوں۔ ابوزرع کی والدہ یعنی میری ساس صاحبہ کا کیا کہنا، اُس کے صندوق بھرے رہتے ہیں اور گھر کشادہ ہے۔ ابوزرع کا بیٹا نہایت نازک اندام پتلا اور چھریہ جسم۔ کم خوراک اتنا کہ چوما ہی بکری کی ایک ہی دستی میں شکم سیر ہو جائے۔ ابوزرع کی بیٹی کی کیا بات ہے۔ باپ اور ماں کی لاڈلی اور فرمانبردار ہے لیکن سوکن کے دل کی جلن ہے۔ ابوزرع کی لونڈی کا بھی کیا کہنا، ہماری باتوں کو ادھر ادھر نہیں پھیلاتی اور نہ گھر کے کسی راز کو فاش کرتی ہے، کوئی چیز چُرَا کر نہیں کھاتی اور گھر کی پوری طرح صفائی رکھتی ہے اور گھر کو صاف ستھرا رکھنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتی۔ اُس کا بیان ہے کہ ایک روز ابوزرع ایسے وقت گھر سے باہر نکلا کہ میں دودھ سے مکھن نکال رہی تھی، اُسے ایک عورت ملی جس کے چپتے کے بچوں کی طرح دو بچے تھے جو اُس کے زیرِ بغل پستانوں سے کھیلتے ہوئے دودھ پی رہے تھے۔ پس اُس نے مجھے طلاق دے کر اُس عورت کے ساتھ نکاح کر لیا۔ اس کے بعد ناچار میں نے ایک ایسے شخص سے نکاح کر لیا جو بہترین گھڑ سوار اور نیزہ بازی کا شائق تھا، اُس نے مجھے بہت سے جانور اور ہر قسم کے اسباب سے ایک جوڑا دیا، اُس نے مجھے اجازت دی کہ جتنا چاہو کھاؤ پیو اور اپنے عزیز واقارب کو بھی کھلاؤ، لیکن اُس نے جتنا مال مجھے دیا اُس کے ساتھ تو ابوزرع کا ایک برتن بھی نہیں بھرے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی تمہارے لیے اسی طرح ہوں جیسے اُم

زرع کیلئے ابوزرع تھا۔“

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الزکاح حدیث نمبر 174 صفحہ نمبر 100﴾

☆☆☆☆☆

باب نمبر 158

صحیح بخاری کے مطابق

بیوی کو بلا وجہ طلاق دے کر نئی شادی کرنے کو حضور ﷺ نے پسند فرمایا

قارئین کرام! گزشتہ موضوع کے تحت ایک طویل حدیث بیان کی گئی ہے جس میں ایک عورت نے ابو زراع کے بارے میں کہا ”اسے ایک عورت پسند آگئی لہذا اُس نے گھر آ کر اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور اُس عورت سے شادی کر لی۔“

اپنی بیوی کو بغیر کسی معقول وجہ کے طلاق دینا مومن کا شیوہ نہیں لیکن اسی حدیث میں حضور ﷺ سے یہ الفاظ منسوب کیے گئے ہیں کہ:

”رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ میں بھی تمہارے لیے اُسی طرح ہوں جیسے اُمّ زراع کیلئے ابو زراع۔“

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 174 صفحہ نمبر 100﴾

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر اپنی کسی بیوی کو ناحق طلاق دی تھی؟

☆☆☆☆☆

باب نمبر 159

صحیح بخاری کے مطابق عورت کو جنسی غلام بنا کر رکھو

قرآن نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا زوج کہا ہے، زوج کے معنی ہیں رفیق، ساتھی، ہم آہنگ۔ (جیسے ٹانگے کے دونوں پہیے ایک دوسرے کے زوج ہوتے ہیں یا دوسری مثال میں دونوں جوتے ایک دوسرے کے زوج ہوتے ہیں)۔ قرآن حکیم کی متعدد سورتوں میں میاں بیوی کو زوج کہا گیا ہے چند حوالہ جات ملاحظہ کیجیے:

سورة الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 4	سورة الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 4
سورة الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 33	سورة الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 33
سورة الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 50	سورة الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 52
سورة الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 59	سورة الاحزاب سورہ نمبر 66 آیت نمبر 5
سورة النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 20	سورة النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 12
سورة البقرة سورہ نمبر 2 آیت نمبر 102	سورة البقرة سورہ نمبر 2 آیت نمبر 230
سورة البقرة سورہ نمبر 2 آیت نمبر 232	سورة البقرة سورہ نمبر 2 آیت نمبر 234
سورة البقرة سورہ نمبر 2 آیت نمبر 240	سورة الانبياء سورہ نمبر 21 آیت نمبر 90
سورة الرعد سورہ نمبر 13 آیت نمبر 38	سورة النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 72
سورة التوبة سورہ نمبر 9 آیت نمبر 24	سورة التغابن سورہ نمبر 64 آیت 14 تا 15
سورة الممتحنة سورہ نمبر 60 آیت نمبر 11	سورة الفرقان سورہ نمبر 25 آیت نمبر 74
سورة المؤمنون سورہ نمبر 23 آیت نمبر 6	سورة النور سورہ نمبر 24 آیت نمبر 6

سورۃ المعارج سورہ نمبر 70 آیت نمبر 30

قرآن کے اس موقف کے برعکس صحیح بخاری میں عورت کو جنسی غلام کی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے لیکن وہ آنے سے انکار کر دے تو صبح تک فرشتے اُس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔“

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 178 صفحہ نمبر 106﴾

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 179 صفحہ نمبر 106﴾



باب نمبر 160

صحیح بخاری کے مطابق

عورت طلاق سے بچنے کیلئے مرد کو خلافِ قرآن کام کرنے کی درخواست کرے

قرآن حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ﴿4/128﴾

”اور اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی سے تو اُن دونوں پر گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح بہتر ہے۔“

﴿سورة النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 128﴾

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عورت کو خاوند کی ”زیادتی اور بے رغبتی“ ختم کرنے کا حل بتایا ہے کہ دونوں صلح کر لیں۔ اللہ تعالیٰ مرد کی زیادتی اور بے رغبتی ختم کرنا چاہتا ہے لیکن صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث میں عورت کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ گویا اپنے خاوند سے درخواست کرے کہ مہربانی فرما کر آپ مجھ پر زیادتی (نان نفقہ کی بندش) اور بے رغبتی (باری کا خاتمہ) فرما کر احسانِ عظیم کریں۔ ملاحظہ کیجیے صحیح بخاری کے الفاظ:

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اُس عورت کے

بارے میں جس کا شوہر اُسے رکھنا نہ چاہے بلکہ طلاق دے کر دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہے، اُس وقت وہ عورت اُس سے کہے کہ آپ مجھے اپنے پاس رکھیں، طلاق نہ دیں پھر دوسری عورت سے نکاح بھی کر لیں اور میں اپنا نان نفقہ نیز باری میں معاف کرتی ہوں۔“

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 191 صفحہ نمبر 110﴾

اس حدیث میں آپ نے غور فرمایا کہ عورت کو پہلا مشورہ یہ دیا جا رہا ہے کہ وہ یہ کہے کہ ”میں نے اپنا نان نفقہ معاف کیا“ جبکہ قرآن مجید میں ہے کہ ”مردوں کے ذمہ یہ ہے کہ وہ عورتوں کی ضروریاتِ زندگی کے کفیل ہوں۔“ ﴿4/34﴾ اور دوسری ہدایت عورت کو یہ کی جا رہی ہے کہ وہ کہے کہ ”میں نے اپنی باری معاف کی۔“ گویا عورت اپنے خاوند کو ”بے رغبتی“ کی دعوت دے رہی ہے جبکہ قرآن کا فرمان ہے کہ میاں بیوی کا رشتہ ایسا ہونا چاہیے جیسے جسم اور لباس کا رشتہ ہوتا ہے۔ ﴿2/187﴾ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کا رشتہ بنایا ہی اس لیے ہے کہ یہ باہم پرسکون زندگی بسر کریں۔ ﴿30/21﴾ نیز عورت کے جنسی حقوق کو روک دینا ایک سزا کے طور پر آیا ہے، اللہ نے فرمایا: وَاللَّائِسِي تَخَافُونَ نَشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ ﴿4/34﴾ ترجمہ: ”اور جن عورتوں کی بدخوئی کا تمہیں ڈر ہو، پس انہیں سمجھاؤ اور خواب گاہوں میں ان کو تنہا چھوڑ دو۔“



باب نمبر 161

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہ کرامؓ نے بے وضو نمازیں پڑھیں

صحیح بخاری اور دیگر کتب احادیث کے مطابق تیمم کا حکم نازل ہونے سے پہلے نماز کی ادائیگی کیلئے وضو فرض تھا، لیکن درج ذیل حدیث میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے پانی نہ ملنے کی صورت میں بے وضو حالت میں نمازیں پڑھیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب نماز کیلئے وضو فرض تھا (اور تیمم کا حکم ابھی نہیں آیا تھا) تو یہ کیسے ممکن ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ایک ایسے فرض کو ترک کر دیا جس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی، اس کے ساتھ ساتھ مذکورہ روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بغیر وضو نماز پڑھنے کے بعد حضور ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا، جس پر تیمم کی آیت نازل ہو گئی۔ حالانکہ اس حدیث کے گھڑنے والے کو یہ معلوم نہیں کہ وضو اور تیمم کا حکم ایک ہی آیت یعنی سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 6 میں آیا ہے۔ ﴿تیمم کا ذکر ایک اور مقام یعنی سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 43 پر بھی آیا ہے لیکن وہاں غسل کے ذکر کے ساتھ ہے﴾۔ ملاحظہ کیجیے مذکورہ حدیث:

”عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہارگم ہو گیا جو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا تو نبی کریم ﷺ نے اُس کی تلاش میں کئی آدمی بھیجے۔ چنانچہ نماز کا وقت ہو گیا اور لوگ با وضو نہ تھے لیکن انہیں پانی نہ ملا تو انہوں نے بغیر

وُضوء کے نمازیں پڑھیں اور نبی کریم ﷺ سے اس امر کا تذکرہ کیا،
 پس اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمادی۔“
 ﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 826 صفحہ نمبر 340﴾



باب نمبر 162

صحیح بخاری کے مطابق

جُوؤں کا کفارہ دو

صحیح بخاری کی ایک حدیث ملاحظہ فرمائیے:

”حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: نزدیک آؤ۔ میں نزدیک ہوا تو فرمایا: کیا یہ جوئیں تمہیں تکلیف دیتی ہیں؟ میں عرض گزار ہوا کہ ہاں۔ فرمایا کہ اس کا روزے یا خیرات یا قربانی سے فدیہ دے دو۔ ابو شہاب کو ابن عمون نے ایوب کے حوالے سے بتایا کہ تین دن کے روزے، بکری کی قربانی اور چھ مسکینوں کا کھانا۔“

﴿صحیح بخاری جلد سوم کتاب الایمان والنذر حدیث نمبر 1612 صفحہ نمبر 626﴾



باب نمبر 163

صحیح بخاری کے مطابق

ایک راوی تو یقیناً جھوٹا ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

- (1) وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ
وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُورًا ﴿17/36﴾
”جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اُس کے پیچھے مت پڑ۔ کیونکہ کان اور
آنکھ اور دل، ان میں سے ہر ایک سے پوچھ کچھ کی جانے والی
ہے۔“

﴿سورۃ بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 36﴾

- (2) وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْرَهُونَ وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ
الْكُذِبَ أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنَى لَا جَرَمَ أَنَّ لَهُمُ النَّارَ
وَأَنَّهُمْ مُّفْرَطُونَ ﴿16/62﴾

”اور وہ اللہ کیلئے ٹھہراتے ہیں جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہیں اور اُن
کی زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ اُن کیلئے بھلائی ہے، لازمی بات
ہے کہ اُن کیلئے جہنم ہے، بے شک وہ (جہنم میں) آگے بھیجے جائیں
گے۔“

﴿سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 62﴾

- (3) وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكُذِبَ هَذَا

حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لَتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ
الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا
يُفْلِحُونَ ﴿16/116﴾

”کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھ لو، سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ پر بہتان بازی کرنے والے کامیابی سے محروم ہی رہتے ہیں۔“

﴿سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 116﴾

جھوٹ سے متعلق اس وقت میرے سامنے قرآن کریم کی ایک سو چوالیس آیات موجود ہیں لیکن سمجھدار اور حق کو قبول کر لینے کا ذہن رکھنے والوں کیلئے ایک آیت بھی کافی ہوتی ہے۔ ان تمام آیات میں جھوٹ سے بچنے کا درس دیا گیا ہے۔ ذیل میں دو روایات پیش کی جا رہی ہیں جن میں سے ایک میں کہا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک عورت سے فرمایا کہ میرے لیے منبر بنوادو اور دوسری روایت میں آتا ہے کہ عورت نے حضور ﷺ سے درخواست کی کہ کیا میں آپ کیلئے منبر نہ بنوادوں جس پر آپ بیٹھا کریں؟ ان دونوں روایتوں کے راویوں میں سے ایک تو لازماً جھوٹا ہے۔ جبکہ صحیح بخاری کی تمام احادیث کے صحیح ہونے پر اصرار کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

(1) ”ابوحازم سے روایت ہے کہ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کیلئے پیغام بھیجا کہ اپنے بڑھئی غلام کو حکم دو کہ میرے لیے لکڑیوں سے ایسا منبر تیار کرے جس پر میں بیٹھا کروں۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 432 صفحہ نمبر 268﴾

(2) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک

عورت عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں آپ کیلئے ایسی چیز تیار نہ کراؤں جس پر آپ بیٹھا کریں کیونکہ میرا ایک غلام بڑھئی ہے، فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میرے لیے منبر بنا دو۔“

صحیح بخاری جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 433 صفحہ نمبر 268 ﴿



باب نمبر 164

صحیح بخاری کے مطابق

نزولِ وحی کا طریقہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نزولِ وحی کے تین طریقے بیان فرمائے ہیں، ارشادِ

باری تعالیٰ ہے:

”وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحِيًّا أَوْ مِنْ
وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بآيَاتِهِ مَا
يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ“ ﴿42/51﴾

”کسی انسان کیلئے یہ ممکن نہیں کہ اللہ اُس کے ساتھ کلام کرے۔ بجز اس
کے کہ اُس کی طرف وحی بھیجے یا پردے کے پیچھے سے ہو یا کوئی رسول
بھیجے اور اس طرح اپنے قانونِ مشیت کے مطابق وحی کر دے، یقیناً
وہ بلند حکمت والا ہے۔“

﴿سورۃ الشوریٰ سورہ نمبر 42 آیت نمبر 51﴾

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا کا کلام انسان تک تین طریقوں سے پہنچتا

ہے:

وحی کے ذریعے:

جو کہ فرشتہ لے کر آتا تھا۔ قرآن میں ہے:

(1) قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ
بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَى

﴿2/97﴾ لِّلْمُؤْمِنِينَ

”کہہ دیں جو جبریل کا دشمن ہو تو بیشک اُس نے یہ (قرآن) آپ کے دل پر نازل کیا ہے اللہ کے حکم سے، اُس کی تصدیق کرنے والا جو اس سے پہلے ہے اور ہدایت اور خوشخبری ایمان والوں کیلئے۔“

﴿سورة البقرة سورة نمبر 2 آیت نمبر 97﴾

(2) يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ ﴿16/2﴾

”وہ (اللہ)، فرشتے اپنے حکم سے وحی کے ساتھ نازل کرتا ہے اپنے بندوں میں سے جس پر وہ چاہتا ہے کہ تم ڈراؤ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس مجھ ہی سے ڈرو۔“

﴿سورة النحل سورة نمبر 16 آیت نمبر 2﴾

(3) قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَىٰ

لِّلْمُسْلِمِينَ ﴿16/102﴾

”آپ کہہ دیں کہ اسے جبریل امین نے تمہارے رب کی طرف سے اتارا ہے حق کے ساتھ تا کہ مومنوں کو ثابت قدم رکھے اور مسلمانوں کیلئے ہدایت اور خوشخبری ہے۔“

﴿سورة النحل سورة نمبر 16 آیت نمبر 102﴾

(4) وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ☆ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ

الْأَمِينُ ☆ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ

﴿26/192-194﴾

”اور بیشک یہ (قرآن) سارے جہانوں کے رب کا اتارا ہوا ہے۔ اس کو لے کر اتر ہے جبریل امین، تمہارے دل پر، تاکہ تم ڈر سنانے والوں میں سے ہو۔“

﴿سورۃ الشعراء سورہ نمبر 26 آیت نمبر 192 تا 194﴾

پردے کے پیچھے سے:

یعنی بغیر فرشتے کے، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف۔ قرآن میں ہے:

فَلَمَّا آتَاهَا نُودِي يَا مُوسَى ☆ إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ
نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ☆
وَإِنَّا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَى. ﴿20/11-13﴾

”پس جب وہ وہاں آئے تو آواز آئی اے موسیٰ! بیشک میں ہی تمہارا رب ہوں، سو اپنی جوتیاں اتار لو، بیشک تم طویٰ کے پاک میدان میں ہو اور میں نے تمہیں پسند کیا، پس جو وحی کی جائے، اُس کی طرف کان لگا کر سنو۔“

﴿سورۃ طہ سورہ نمبر 20 آیت نمبر 11 تا 13﴾

عام انسانوں کی طرف:

تیسرے طریقے کے تحت خدا نے عام انسانوں سے کلام کیا یعنی اُن کی طرف اپنے رسول بھیجے اور اُن رسولوں کی وساطت سے اپنا کلام اُن تک پہنچایا، جیسا کہ قرآن میں ہے:

”وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ
وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بآذِنِهِ مَا

يَشَاءُ إِنَّهُ عَلَىٰ حَكِيمٍ ۝ ﴿42/51﴾

”کسی انسان کیلئے یہ ممکن نہیں کہ اللہ اُس کے ساتھ کلام کرے بجز اس کے کہ اُس کی طرف وحی بھیجے یا پردے کے پیچھے سے ہو یا کوئی رسول بھیجے اور اس طرح اپنے قانونِ مشیت کے مطابق وحی کر دے، یقیناً وہ بلند حکمت والا ہے۔“

﴿سورۃ الشوریٰ سورہ نمبر 42 آیت نمبر 51﴾

قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیات میں آپ نے پڑھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام وحی لے کر آتے تھے اور حضور ﷺ کے دل پر نازل کرتے تھے لیکن صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ پر وحی، گھنٹیوں کی آواز کی طرح آتی تھی اور آپ ٹن ٹن کی آواز سن کر اُن سیکرٹ کوڈ ورڈز (SECRET CODE WORDS) کو سمجھ جاتے تھے کہ کیا نازل ہوا ہے۔ دوسری بات یہ کہ فرشتہ انسانی شکل میں آ کر آپ سے گفتگو کرتا تھا کہ اللہ نے آپ کیلئے یہ یہ آیات بھیجی ہیں۔ حدیث ملاحظہ کیجئے:

”اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی طرف وحی کیسے آتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کبھی تو گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے اور وہ مجھ پر سب سے سخت ہوتی ہے، جب وہ تمام ہوتی ہے تو جو کچھ کہا میں اُسے یاد کر لیتا ہوں اور کبھی میرے پاس فرشتہ آدمی کی شکل میں آ کر گفتگو کرتا ہے۔ جو وہ کہے میں یاد کر لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ سخت سردی کے دن میں آپ پر وحی نازل ہوتی اور وہ موقوف ہوتی تو آپ کی پیشانی سے

پسینہ بہر رہا ہوتا۔“

﴿صحیح بخاری جلد اول کتاب الوجی حدیث نمبر 2 صفحہ نمبر 101﴾

﴿صحیح بخاری جلد دوم کتاب بد الخلق حدیث نمبر 448 صفحہ نمبر 228﴾

جہاں تک انسان کافرشتوں کو دیکھنے کا تعلق ہے جس کا اس حدیث میں ذکر کیا

گیا ہے تو قرآن نے اس کی نفی کی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(1) فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا
وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ اللَّهِ

﴿9/40﴾

”تو اُس نے اُن پر اپنی تسکین نازل کی اور ایسے لشکروں سے اُن کی مدد کی جو تم نے نہیں دیکھے اور کافروں کی بات پست کر دی۔“

﴿سورة التوبة سورة نمبر 9 آیت نمبر 40﴾

(2) ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ
وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا
وَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ﴿9/26﴾

”پھر اللہ نے اپنے رسول پر اور مومنوں پر اپنی تسکین نازل کی اور لشکر اتارے جو تم نے نہ دیکھے اور کافروں کو عذاب دیا، اور یہی سزا ہے کافروں کی۔“

﴿سورة التوبة سورة نمبر 9 آیت نمبر 26﴾

(3) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَ
تُكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا
وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿33/9﴾

اے ایمان والو! اپنے اُوپر اللہ کی نعمت (اس کا احسان) یاد کرو جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے تو ہم نے اُن پر آندھی بھیجی اور (ایسے) لشکر جنہیں تم نے نہ دیکھا اور اللہ اُسے دیکھنے والا ہے جو تم کرتے ہو۔ ﴿سورۃ الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 9﴾



(ختم شد)